۴۰ سال کے بعد کامل بکڈپو طبی مرکز اشاعت لاہور کی تمام مطبوعات پر

عظیم الشان رعایت

ہمارے کتب خانہ کا ابتدا سے دستور تھا کہ سال کے آخر میں مخلص خریداروں کو رعایت پیش کی جائے لیکن چار سال سے یہ سلسلہ مفقود تھا۔ اب تقاضائے شدید کی وجہ سے ہم نے اپنی تمام کتابوں میں نصف قیمت کی رعایت پیش کی ہے جو ۱۰ اگست ۱۹۳۳ء تک جاری رہے گی۔ خود اس سے فائدہ اٹھائیے اور اپنے احباب کو توجہ دلائیے۔ یہاں پوری قیمت درج ہے۔ اس سے نصف قیمت پر کتاب روانہ ہوگی محصول ڈاک وغیرہ بابت خریدار

مزید رعایت:۔ دس روپے کے خریدار کو دو روپے کی کتابیں مفت دی جائینگی۔

طب کی علمی کتابیں

مندرجہ ذیل کتابیں اپنے مخصوص انداز بیان اور بہترین معلومات کی وجہ سے نہایت مقبول ہوئی ہیں:۔

تزویۃ الماء اس حقیقت کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ پانی میں بھی غذائیت اور جزو بدن ہونے کی صلاحیت ہے قیمت

الضابطہ جس میں ادویات مرکبہ مفردہ کو مزاج درجہ و مقدار خوراک معلوم کرنے کے آسان طریقے بیان کئے گئے ہیں قیمت ۶ر

اصلاح نسواں عورتوں کے امراض مخصوصہ کا مفصل ذکر۔ علاج اور ان کے روکنے کی تدابیر بیان کی گئی ہیں نسخہ جات جامع للملک مرحوم کے سفتہ خاص سے لکھے گئے ہیں قیمت ۶ر

علم الانسان جسم انسان کی تشریح۔ سفر دو مرکب چھوٹے بڑے اعضاء کے افعال۔ تولید و جنین کی کیفیت اور ارواح و قوائے کے متعلق قدیم و جدید نظریہ۔ غرض تشریح کے متعلق کوئی پہلو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ بڑی دلچسپ کتاب ہے قیمت ۶ر

نقرس یعنی گاؤٹ پر جملہ معلومات پیش کر کے علاج کے طریقے تفصیل بیان کئے گئے ہیں قیمت ۶ر

العین جس میں آنکھوں کی حفاظت تشریح امراض اسباب علامات اور علاج وغیرہ کے متعلق طب قدیم و جدید کی رو سے بحث کی گئی۔ پوری بحث درج ہے آنکھوں کے متعلق یہ ایک مبسوط اور جامع کتاب ہے عینکوں کے استعمال کے متعلق مفصل بحث اور ان کی پہچان اور ترکیب پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے اور ہر ایک مرض کے جلد ۱

یونانی اور ڈاکٹری نسخہ جات درج ہیں۔ آخر میں ان اوزاروں کے متعلق تذکرہ ہے جو آنکھوں کے کام آتے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ پانچ آنہ (۱۰ر)

تعلیم الطب

طب کی مشہور مبسوط اور مدلل کتاب کا خلاصہ تمام ضروری مسائل طبیہ کا اجمالی خاکہ غرض مبتدیان طب کے لیے اس کتاب میں تمام ان ضروری اور مفید امور کو جمع کیا گیا ہے جن کے مطالعہ کے بعد دیگر کتابوں کے سمجھنے میں سہولت ہو قیمت ۴ر

مقوی غذائیں

صحت بخش اور مقوی غذاؤں کی ترکیبیں۔ مریضوں۔ ناتوانوں۔ اور ضعیفوں کے لیے لذیذ کھانے بنانے اور دیگر فوائد کے طریقے طبی اور اصولی طور پر رقم ہیں قیمت ۴ر

مخزن التجربات

اس کتاب میں ایک ایسے بزرگ کا سرمایہ تجارب جمع کیا گیا ہے جن کی زندگی کا بیشتر حصہ نسخہ جات کی تلاش و جستجو میں جنگلوں اور پہاڑوں کی سادھوؤں اور سنیاسیوں و دیگر اہل فن کی صحبتوں میں گزرا ہے اس میں سر سے پیر تک کے جملہ امراض کے تیر بہدف اور آسان نسخہ جات ہیں قیمت ایک روپیہ (۱ر)

جڑی بوٹی کامل باتصویر

جس میں بوٹیوں کی کئی درجن رنگین تصاویر شامل ہیں ہر ایک بوٹی کے متعلق دلچسپ تحقیقات۔ ہر زبان کے مختلف نام۔ ماہیت و شناخت۔ طبیعت کیفیات۔ مضرت و اصلاح افعال و خواص۔ مفرد استعمالات۔ یونانی و ڈاکٹری مرکبات۔ بوٹیوں سے ہر ایک دھات کو گشتہ کرنے کے سریع الاثر اور خبرت انگیز نسخہ جات غرض ہر ایک بوٹی کے متعلق جامع اور مکمل معلومات پیش کی گئی ہیں۔ بالکل نئی اور فاضلانہ تصنیف ہے قیمت جلد اول ۸ر جلد دوم ۸ر

معالجہ طاعون

اس کتاب میں مولوی صغیر حسین صاحب صغیر علوی خانی دہلوی نے طاعون کے متعلق جناب سلطان الاطباء حکیم حاذق۔ حاجی مولوی محمد حسین صاحب مرحوم دہلوی کے تجارب تحریر فرماتے ہیں قیمت صرف چار آنہ

ملنے کا پتہ:۔ **کامل بک ڈپو طبی مرکز اشاعت۔ لاہور**

صدری مجربات کا نایاب ذخیرہ بہت سے اعلیٰ اور مشہور طبی خاندانوں کی کمائی۔ ہر مشکل اور مایوس العلاج مرض کے صحیح مجربات

اسرار حکمت جلد اوّل اسرار الاطبّا جلد دوم

یعنی ۲۰۰ سو قریب سینہ کے مخفی رازوں اور نایاب مجرب نسخہ جات اعمال کا ذخیرہ جو ہندوستان کے بلند پایہ ۲۵۲ حکما و اطبا اور بید صاحبان کے خاندانوں میں سلسلہ بہ سلسلہ اور سینہ بہ سینہ چلے آتے تھے جن کا اظہار کسی غیر شخص پر نہ کیا جاتا تھا اسرار حکمت اور اسرار الاطبا میں درج ہو کر شائع ہو گئے ہیں ان نسخہ جات کے صحیح اور سریع الاثر ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک تقریباً تمام نسخہ جات کا تجربہ ہو کر انکی

تصدیق ایک ہزار سے زائد اصحاب کی طرف سے درج ہو چکی ہے

اسرار حکمت کی پسندیدگی اور عام مقبولیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مشاہیر اطباء۔ وید اور ڈاکٹروں کے علاوہ ملک کے سربرآوردہ حضرات اور معززین نے بھی اس سلسلہ کو ناقص و لغت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ کیا کسی کتاب پر آج تک تین ہزار سے زیادہ مشہور اصحاب کی طرف سے ریویو اور تقریظیں لکھی گئی ہیں طب قدیم میں سب سے پہلا مفید کام اسے تسلیم کیا گیا ہے اس کے مؤلف جناب عمدۃ الاطبا حکیم مولوی محمد عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم ایل ایم ایس نے متواتر اپنے رسالہ حکمت میں توجہ دلا کر اور خود سفر کی صعوبتیں اٹھا کر اکثر مشاہیر اطبا اور وید صاحبان سے مل کر انھیں قائل کر کے ایسے جواہر بیش بہا کو جمع کیا ہے جن کا حاصل ہونا کسی اور صورت سے ناممکن تھا اس کتاب میں آپ قریب قریب ہر مرض کا مجرب اور آسان نسخہ پائیں گے جو ہندوستان کے مشہور و معروف طبی خاندانوں کے سلسلہ وار سے طبیب اور غیر طبیب ہر ایک کے لیے مفید ہے۔ اول و آخر سہولت کی غرض سے کئی کئی فہرستیں شامل ہیں۔ دعوے یہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی کتاب اس سے پہلے طبع نہیں ہوئی کتاب تیسری دفعہ شائع ہوئی ہے۔ ضخیم جلد اول دو روپے۔ جلد دوم دو روپے آٹھ آنے (علاوہ)

ہندوستان کے مندرجہ ذیل نامور فاضل اور مشہور حکیم و وید و ڈاکٹر صاحبان اسرار حکمت جلد اول جلد دوم، جلد سوم کی نسبت متفقہ طور پر فرماتے ہیں

(۱) اسرار حکمت اور اسرار الاطبا ایسی تصانیف ہیں کہ جس کی نظیر اس سے پہلے بھی دنیا میں نہیں ملتی (۲) اسرار حکمت اور اسرار الاطبا کو تمام شوقین حضرات سے لینے کے قابل ہیں (۳) اسرار حکمت اور طبی دالمی کیلنڈر کا ہر ایک شخص کے پاس عموماً اور بالخصوص طبابت پیشہ اصحاب کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے۔

جناب شفاء الملک بہادر حکیم مولوی رضی الدین احمد خانصاحب رئیس الاطبا آنریری مجسٹریٹ دہلی و ممبر سنیٹ پنجاب یونیورسٹی۔

جناب شمس الاطبا خانصاحب حکیم و ڈاکٹر غلام جیلانی

جناب زبدۃ الحکما حکیم مولوی غلام مصطفےٰ صاحب

جناب ہمدرد ایل منشی فاضل و مولوی فاضل لکچرار طب یونانی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

جناب ایم۔ بی۔ ڈاکٹر میر امداد علی صاحب ایم آر اے ایس اف لندن ریاست کپورتھلہ

جناب حکیم مولوی محمد فیروز الدین صاحب

ایچ۔ پی۔ ایل ایل ڈی ٹیچر رسالہ رئیس الاطبا و الحکیم

جناب ڈاکٹر امام الدین صاحب سیکرٹری انسپکٹر کابل

جناب ڈاکٹر حاجی نور حسین صاحب بزرخانپور نزارہ

جناب خان بہادر حکیم محمد محی الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ مدراس

جناب حکیم سید نظیر حسین صاحب سلہٹ

جناب حکیم مولوی مرزا سکندر بیگ صاحب

حکیم خورشید حسن صاحب ایڈیٹر الخلیل دہلی

جناب حکیم راجندر سنگھ صاحب، سٹریلیا

جناب سید احمد شاہ صاحب شکارپوری طبیب خاص ریاست بھوپال

جناب حکیم مولوی فرید احمد صاحب عباسی پروفیسر طبیہ کالج دہلی

جناب حکیم ڈاکٹر ناظر حسن صاحب بھوپال

جناب ڈاکٹر سمندر ناتھ صاحب کویراج وید ترچناپلی

جناب ڈاکٹر پی ڈی ڈھینگرا صاحب ایل ایم۔ ایس۔ سورت

جناب کویراج کوی بھوشن سراج صاحب وید مدراس

جناب حکیم ڈاکٹر شیخ نصیر الدین صاحب طبیب ریاست کپورتھلہ خلف

جناب حکیم مولوی امام الدین صاحب پاک پٹنی سابق مشیر طبی مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر و کپورتھلہ۔

جناب حکیم مظفر الحسین صاحب آنریری مجسٹریٹ سونی پت

جناب حکیم مولوی عبدالرحمن صاحب بنگلور

جناب سیٹھ الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب رئیس الاطبا دہلی

جناب حکیم منشی سلیم اللہ خانصاحب رئیس الاطبا لاہور

جناب حکیم لالہ مرکشداس صاحب وید اختر نگر

جناب حکیم سید اسمٰعیل احمد صاحب ٹونکی

جناب حکیم بدری نرائن صاحب وید پشاور

جناب حکیم مولوی محمد ابراہیم صاحب جالندھری

جناب حکیم راج وید پنڈت کندن لعل صاحب ریاست جیند

جناب حکیم مولوی نقی حسین صاحب میرٹھی

جناب حکیم مولوی حافظ عبدالولی صاحب مالک ڈیوک آف ڈنبرا جیری میڈیل فرمسنسری لکھنؤ

جناب حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی سابق طبیب مہاراجہ جموں و کشمیر و علیگڑھ و آنریری مجسٹریٹ لاہور

جناب حکیم مولوی حبیب الرحمن صاحب ایم آر ایس طبیب خاص نواب صاحب بہادر ڈھاکہ

جناب حکیم مولوی محمد عبدالغفار صاحب رضا سہارنپوری۔

جناب حکیم مولوی محمود صمدانی صاحب سوزنی ملتانی مدد محکمہ شفاخانہ نظامیہ حسینی علم حیدرآباد

جناب حکیم خواجہ اویس قرنی صاحب پٹنہ

جناب حکیم مولوی محمد حسن صاحب ممبئی

جناب حکیم مولوی عبدالحق صاحب ٹونکی

جناب ابوالشفا حکیم محمد شمس الحسن صاحب سہسوانی

حکیم محمد یوسف حسن صاحب ایڈیٹر سرنگ خیال آگرہ

جناب زبدۃ الحکما حکیم ہمدرد صاحب گجرات

جناب حکیم مولوی حاجی غلام اللہ صاحب قصوری پروفیسر طبیہ کالج لاہور

جناب حکیم قاضی مولوی محمد عبدالرحمن صاحب ریاست چرکھاری

جناب پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما وید موجد امرت دھارا لاہور

جناب حکیم مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب پروفیسر مدرسہ طبیہ و ایڈیٹر رسالہ مجلہ طبیہ دہلی۔

جناب حکیم مولوی سید عبدالعزیز صاحب عاجز بھوپالی

جناب حکیم علم الدین صاحب ایڈیٹر المعالج امرتسر

جناب حکیم محمد حسن صاحب ترشی پرنسپل طبیہ کالج لاہور

ملنے کا پتہ:- کامل بک ڈپو۔ طبی مرکز اشاعت۔ لاہور

اسرار الاطبا جلد سوم شائع ہو گئی

کسی کتاب کا تیسرا حصہ شائع ہونا اس کی مقبولیت کی روشن دلیل ہے

آفتاب حکمت حکیم محمد عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم کا پورا مطب اس حصہ میں شامل ہے جو اس سے پہلے کہیں شائع نہیں ہوا۔ آپ کے تجربات کی ہندوستان بھر میں دھوم تھی۔ حکیم صاحب موصوف کا تمام مطب جو ۱۶۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے شامل کتاب ہے۔ علاوہ ازیں

۲۵۰ اطباء نے اپنے ذاتی تجربات بلا بخل عنایت فرمائے ہیں

ملک کی بعض کامیاب اشتہاری ادویات کے صحیح اور اصل نسخے بڑی محنت سے فراہم کئے گئے ہیں جن سے ہزاروں روپے پیدا کئے جا رہے ہیں۔ مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے محترم خاندان نے بھی اپنے مایۂ ناز تجربات اس میں شائع کرائے ہیں جو اس سلسلہ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ دہلی۔ لاہور اور لکھنؤ کے علاوہ ہندوستان کے ہر علاقہ کے حکیم۔ وید۔ ڈاکٹر۔ سنیاسی۔ جوگی اور دیگر اہل تجربہ کے لاجواب نسخہ جات حاصل کر لئے گئے ہیں۔ کتاب کی شہرت برروں سے ہو رہی تھی۔ اور ہر شخص حاصل کرنے کے لئے بے تاب تھا۔

اس کتاب میں قریباً ڈیڑھ ہزار مجربات ہیں

اطبا کے فوٹو

اس کتاب میں اکثر اطبا کے سوانح حیات اور فوٹو بلاک کی تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں جس سے کتاب کی خوبیوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بکھائی۔ چھپائی دیدہ زیب۔ کاغذ نفیس ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت چار روپے

رموز العلاج

اس کتاب میں سر سے پیر تک کے جملہ امراض کی تشخیص ان کی علامات اسباب اور نتائج کا سلسلہ وار تذکرہ کیا گیا ہے ہر ایک مرض کا مفصل بیان اور اس کے روکنے کی تدابیر نیز تیر بہدف اور سیکڑوں نسخہ جات مجرب کے ساتھ درج ہیں پیچیدہ امراض کے درمیان اطبا میں جو اختلاف رائے پایا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ فرق ظاہر کیا گیا ہے کہ غیر طبیب بھی نہایت آسانی سے اصل سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں حفظان صحت کے زریں اصول بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔ کتاب خوشنما مجلد ہے قیمت عہ

اعمال حب و تسخیر

قیمت عہ

عالیجناب حکیم محمد عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم نے بڑی کوشش سے کچھ اپنے عملیات اور اپنے خسر جناب حکیم امام الدین صاحب مرحوم پاک پٹنی طبیب خاص کپورتھلہ کے آزمودہ اعمال حاصل کر کے اس میں شائع کئے ہیں تمام اعمال حب و تسخیر کے متعلق ہیں اور عمل کرنے کیلئے جن ہدایات کی ضرورت ہوتی ہے وہ مکمل طور پر درج ہیں منکران تاثیر اس کتاب کا کوئی عمل آزما کر دیکھیں اور مصنف مرحوم کی محنت کی داد دیں اس میں صرف یہی ہے۔ علاوہ ازیں حفظان صحت کے زریں اصول بھی لکھ دیئے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہر شخص تندرست رہ سکتا ہے۔ اعمال درج ہیں جن پر عامل جناب کامل اور حکیم صاحب ممدوح نے تجربہ کر لیا ہے ہر ایک عمل کے آخر میں اجازت نامہ بھی درج ہے

رسالہ عقرب

عالیجناب حکیم امام الدین صاحب پاک پٹنی طبیب خاص ریاست کپورتھلہ کے مشورے بکمال محنت و عرق ریزی سے عقرب یعنی بچھو پر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ ہمیں مصنف مارک کی اس سے بڑی مہلک مرض کی اسباب و علامات تشخیص و علاج تحقیق سے درج کئے ہیں قیمت ۸ر

علاج الامراض کامل

سال بھر میں جس قدر بھی مختلف امراض کے متعلق حالات ناظرین حکمت کی طرف سے بطور سوالات شائع ہوتے ہیں اور پھر ان مریضوں کو ہندوستان کے متعدد حکیم و ید اور ڈاکٹر صاحبان طبی مشورے بطور جوابات دیتے رہے ہیں۔ وہ سب ترتیب وار اس کتاب میں درج ہیں۔ ہر مجرب نسخہ جات کی کتب نے اس کتاب کو اس لئے ترجیح حاصل ہے کہ اس میں مرض کی پوری کیفیت اور علامات مرض درج ہیں۔ جن کے نسخے لکھے گئے ہیں گویا اس کے ذریعہ ایک انجان اور ناواقف شخص بھی علاج کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تشخیص مرض میں بھی اس سے مدد مل سکتی ہے۔ قیمت صرف عہ

عملیات نادرہ

ترجمہ اردو مجربات حکیم طلسم ہندی مع ملحقات شیخ شہاب الدین اس کتاب میں عجیب و غریب اعمال حب و تفریق و تفریق طلسمات نیرنجات اور علم جفر مرحوم کے نہایت قیمتی اور صحیح طریقے و قواعد و صاحت کے ساتھ درج ہیں جا بجا مفصل نوٹ دے کر تمام مشکلات اور اصطلاحات کو حل کیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ/)

عملیات چشتیہ

خواجہ بزرگ کے اعمال و وظائف کا ایک نہایت دلکش انتخاب ہے قیمت چار آنے (۴/)

قوائے شہوانیہ

کی حفاظت صحیح طریق استعمال۔ کھوئی ہوئی طاقت کا دوبارہ لانا بمقوی باہ مجربات کا گنجینہ قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:- کامل بک ڈپو۔ طبی مرکز اشاعت۔ لاہور

ضروری نوٹ: جس کتاب کا آرڈر ۱۰ روپے سے زیادہ رقم کا ہوگا ہمارا کمیشن کاٹ کر باقی رقم کا آرڈر سب سے زیادہ قیمت کی کتاب کے ساتھ ۱۰ فیصدی رعایت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (منیجر)

رسالہ تعریف النبض	۴ر
امراض النسا	۶ر
مجربات بوعلی سینا	۱۲ر
علاج بفلسی	۸ر
رسالہ ہیضہ	۸ر
انوال خداق	۴ر
سوہمی بخار	۸ر
سنیاسی جیکلے	۱۰ر
تجارب کھیسواد	۲ر
طب مخفی	۸ر
رسالہ بارہ	۸ر
رسالہ نوشادر	۸ر
رسالہ سم الفار	۸ر

کاشف رموز کیمیا

علم الاکسیر اور جواہر سازی پر مشرح اور آسان کتاب

مصنفہ آفتاب حکمت حکیم عبدالعزیز خان صاحب کامل مرحوم ایل ایم ایس۔ ایچ۔ ایچ علم کیمیا کی لاجواب کتاب جو دوسری بار شائع ہوئی ہے اس کتاب میں علم کیمیا کی دلچسپ تاریخ محققانہ بحث قدیم علم الصنعت۔ جدید کیمسٹری کے رموز اور نکات نہایت واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ ہر ایک دھات۔ آب دھات کا علیحدہ علیحدہ بیان۔ ان کے طبی کیمیاوی اور صنعتی عجیب و غریب افعال و خواص اکسیر البدن نسخہ جات و اکسیری کشتہ جات کے علاوہ سونا۔ چاندی ہیرا لعل۔ زمرد اور موتی وغیرہ بنانے کی مصدقہ تراکیب مفصل دی گئی ہیں اصطلاحات اور رموز کیمیا کو بھی نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج کیا گیا ہے اس وقت ہندوستان بھر میں اردو زبان میں اس فن پر یہی ایک جامع کتاب ہے ضخامت ۴۵۰ صفحات قیمت مجلد سنہری تین روپے آٹھ آنے (۳/۸)۔ کتاب خوشنما جلد سے آراستہ ہے ٭

اختیار النسل

اولاد اپنی مرضی سے پیدا کرنے پر یونانی اور ڈاکٹری کی رو سے بحث کی گئی ہے۔ طب جدید و قدیم کے سہل الحصول مجربات بھی لکھے گئے ہیں جنکے استعمال سے لاولد مرد اور بانجھ عورت لڑکا یا لڑکی پیدا کر سکتے ہیں قیمت آٹھ آنے (۸ر)

ترجمہ مجربات باوا شام گہر سنیاسی

باوا شام گہر سنیاسی ایک مشہور کیمیا گر بزرگ تھے انکی ایک قلمی ہندی بیاض اتفاق سے دستیاب ہو گئی تھی اسکے جناب کامل صاحب نے مع اپنے چند مجربات کے مدت ہوئی چھپوایا تھا۔ یہ بڑی مقبول ہوئی ہے۔ اور اب دوبارہ حسن صحت کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس میں کشتہ جات و اعمال کی فشگفت و نشست تکلیس عقد و قائم و حلان اکسیر اجساد و اجسام وغیرہ کے متعلق بہترین نسخے ہیں قیمت آٹھ آنے (۸ر)

ترجمہ مجربات سید بہاول شاہ صاحب

غازی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ ایک پرانی بیاض کا اردو ترجمہ ہے جس میں بہت سے اکسیری نسخہ جات کے متعلق حل عقد و قیام ارواح وغیرہ وغیرہ کی مستند تراکیب درج ہیں کل نسخہ جات کی تعداد ایک سو چودہ (۱۱۴) ہے اپنی عام مقبولیت کے باعث دوسری بار شائع کی گئی ہے قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)

مجموعہ المفاصل

یہ رسالہ عالیجناب حکیم عبدالعزیز صاحب کامل مرحوم کی تصنیفات سے ہے اس میں جوڑوں کی تشریح اور ان کی کیفیات پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ جوڑوں کے متعلق تمام امراض کی شناخت۔ اسباب علامات اور علاج نہایت شرح و تحقیق سے لکھے گئے ہیں۔ جوڑوں کے ہر قسم کے درد اور ان کے علاج پر جدید معلومات خصوصیت سے قابل دید ہیں قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

تجربات زرنخ

ہڑتال اور اس کے اقسام منسل گاؤ دنتی وغیرہ کے متعلق طب یونانی۔ ویدک۔ ڈاکٹری اور ہومیو پیتھک علوم کی قدیم و جدید تحقیقات۔ انعال و خواص تیر بہدف نسخہ جات۔ تراکیب کشتہ جات کیمیاوی اعمال و صنعت و حرفت کے کارآمد نسخہ جات۔ غرض ہڑتال کی نسبت اپنی طرز کی پہلی اور بہترین کتاب ہے بڑی پسند کی گئی ہے۔ قیمت مجلد سنہری عصہ

معلومات شنگرف

جس میں شنگرف کے متعلق طبی کیمیاوی اور صنعتی معلومات۔ ویدک۔ یونانی اور ڈاکٹری تحقیقات۔ مخفی اور اسراری نکات کا حل شنگرف کے سفر و استعمال۔ مرکبات اور سہل الحصول کشتہ جات عجیب و غریب کیمیاوی تراکیب اور قیام ارواح و اجساد و اجسام کے متعلق لطیف راز نیز صنعت و حرفت کے شنگرفی نسخہ جات۔ غرض شنگرف کے متعلق ہر قسم کا ذخیرہ معلومات پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

کامل صابون ساز

اس میں ہر قسم کے ولایتی۔ دیسی طبی و کیمیاوی صابن بنانے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں آلات صابن سازی۔ رنگ آمیزی۔ خوشبو کی ملاوٹ۔ غرض صابن بنانے کی نسبت مکمل معلومات پیش کی گئی ہیں۔ قیمت پانچ آنے (۵ر)

ملنے کا پتہ:- کامل بک ڈپو۔ طبی مرکز اشاعت۔ لاہور

ملک کے بہترین حکماء کی بہترین کتابیں!

جناب اُستاذ الاطبا صاحب موجد طبِ جدید

کلیاتِ طبِ جدید۔ جسمیں قوانین اور تصویریاں ہیں۔ ۱۰ر

کتاب الاجماع۔ معالجاتِ مرد کی جدید کتاب۔ ۸ر

طبی رہنما۔ طبِ جدید کے مجربات کا نایاب تحفہ۔ ۸ر

جناب شمس الاطبا حکیم و ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب

مخزنِ حکمت جلد اوّل۔ علاج کی مستند کتاب۔ ۵ر

" " دوم " " " ۱۰ر

میٹریا میڈیکا۔ باتصویر۔ ادویات کی مستند کتاب جلد اوّل ۴ر

" " " " " " دوم ۱۰ر

مخزن الجواہر۔ طبی لغات کی جمع کتاب۔ ۶ر

مخزنِ علاج۔ طبِ یونانی کی نئی طرز پر لکھی گئی ہے۔ ۱۰ر

مخزن المرکبات۔ علم دواسازی پر بہترین کتاب ۸ر

ہیومین اناٹومی و فزیالوجی۔ انسانی تشریح و منافع الاعضاء پر عمدہ کتاب ۵ر

جناب حکیم محمد حسن صاحب قرشی پرنسپل طبیہ کالج

طبی فارماکوپیا۔ جلد اول۔ مجربات کا نایاب ذخیرہ مجلد سنہری ۳ر

" " دوم " " " ۳ر

سلکِ مروارید۔ ضعفِ مردانہ اور عنانت پر لاثانی کتاب ۳ر

طبی کورس طبیب بنانیوالا ذخیرہ اُردو میں!

طبِ کی پہلی کتاب۔ ۴ر

طب کی دوسری کتاب۔ ۴ر

طب کی تیسری کتاب۔ ۴ر

مسیح الملک۔ حکیم اجمل خانصاحب کے حالات اور مجربات ۳ر

بیاضِ مسیحا۔ محمد اجمل خاں کی خاص بیاض۔

تذکرۃ الاطبا۔ ۱۰۰ مشہور اطبا کے حالات و تجربات۔ ۳ر

حکیم محمد شریف صاحب بی۔ ایچ۔ بی۔ ایل ایل

رموز الاطبا جلد اوّل۔ طبیبوں اور ویدوں کے ذاتی حالات علمی تجربات و نکات و ذخیرہ مجلد ۴ر

مفتاح الحکمت۔ تشخیصی رموز و نکات اور معالجات کا بہترین مجموعہ۔ قیمت مجلد ۱۲ر

مفتاح الخزائن۔ علم کشتہ جات کا ایک علمی اور انتہائی مجموعہ " " للعہ ۱۲ر

رموز الاطبا۔ جلد دوم۔ ..... قیمت مجلد ۱۰ر

معدن الاکسیر کشتہ جات فیروزی۔ فنِ کشتہ جات کی بہترین کتاب قیمت عمدہ

الجریان۔ جریان کی تشخیص رموز و نکات اور علاج پر مکمل کتاب ۰ ۱ر

حکیم عبدالعزیز صاحب کامل

اسرار الحکمت یا اسرار الاطبا جلد اوّل۔ مشہور اطبا کے حالات و تجربات مجلد سنہری ۲ر

" " دوم " " " ۳ر

" " سوم بالتصویر " " " للعہ ۱۲ر

جڑی بوٹی معہ خواص۔ بوٹیوں کے متعلق معلومات۔ ۱۰ر

وجع المفاصل۔ جوڑوں کے علاج پر جدید کتاب۔ ۶ر

العین۔ آنکھوں کے علاج پر بہترین کتاب۔ ۱۰ر

علاج الامراض کامل۔ علاج پر عمدہ کتاب۔ ۸ر

کاشفِ رموزِ کیمیا۔ علم کیمیا کی عمدہ کتاب۔

نقشہ طبی اصطلاحات۔ روغن اور پالش کیا ہوا ۱۰ر

نقشہ اقوال حذاق۔ روغن اور پالش کیا ہوا۔ ۱۰ر

طبی وائی کیلنڈر۔ تشریحی نقشہ روغن اور پالش کیا ہوا ۳ر

حکیم ڈاکٹر عظیم اللہ خانصاحب کامل طب و جراح

بال فارموکوپیا۔ بچوں کے علاج اور مجربات

ارسطو کا شاہکار۔ صنفی علامات پر بہترین کتاب ۵ر

قانونِ عشرت۔ " " " " ۱۲ر

صحیفۂ شباب۔ " " " " ۶ر

طبی بک ڈپو کتب خانہ عزیز منزل فلیمنگ روڈ۔ لاہور

چیف ایڈیٹر و سرپرست

لقمانِ دوراں، بقراطِ زماں، جناب اُستاذ الاطبا رصاحب موجد طبِ جدید بانی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ، لاہور

ایڈیٹر

زبدۃ الحکمائ ممتاز الاطبا رحکیم ڈاکٹر دوست محمد صابر تمغہ یافتہ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ - لاہور!

معاونین

(۱) سید الاطبائ حکیم سید فضل حسین صاحب (صاحب چوکڑی) رام داس امرتسر۔
(۲) ممتاز الاطبا رحکیم مولانا نظام الدین شاگرد شاہی معالج حکیم نور الدین صاحب قادیان -
(۳) شیخ الاطبا رحکیم غلام محمد صاحب نظامی پرنسپل دار العلوم طبیہ راولپنڈی -
(۴) حکیم حاذق ممتاز الاطبا رحکیم لالہ گنگا رام صاحب سرائے سدھو ملتان -

اغراض و مقاصد

(۱) علم العلاج کے تمام مروجہ طریقوں مثل ڈاکٹری، یونانی، آیورویدک، ہومیوپیتھک وغیرہ کے اصولوں پر محققانہ اور ناقدانہ بحث کر کے ان کے غلط مسائل کو پختہ دلائل کیساتھ رد کرنا اور اُنکے صحیح اور مختلف فیہ مسائل کو تطبیق دیکر ایک جدید مکمل اور صحیح طب کا دنیا میں قائم کرنا اس رسالہ کا خاص اور پہلا مقصد ہے۔
(۲) انجمن خادم الحکمت کی طبی خدمات، جدید علمی نکات، اور نئے نئے تجربات سے پبلک کو آگاہ کرنا۔
(۳) سائنٹفک ریسرچ کو فزیالوجیکل پیتھی کے مطابق پبلک میں پیش کرنا۔
(۴) طب یونانی ویدک اور ڈاکٹری کتب کی تحقیق اور اُن کی تنقید کرنا۔
(۵) ہومیوپیتھی ادویات کی افعال الاعضاء کی بنیاد پر کے مطابق تحقیق کرنا۔
(۶) یونانی، ویدک، ڈاکٹری ادویات اور مجربات کی فزیالوجیکل پیتھی کے مطابق ریسرچ کے بعد نئے تجربات اور مخفی مجربات کی عام اشاعت کرنا۔
(۷) ناظرین کی تمام ضروریات طبی جس کا وہ اظہار کریں پورا کرنے کی کوشش کرنا۔
(۸) مایوس العلاج مریضوں کو طب جدید کے ماتحت مشورہ دینا۔

تبصرہ

استاذ الاطبار نمبر خدا خدا کر کے استاذ الاطبار نمبر شایع ہوا۔ اور خدائے برتر کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اہل ملک کے اضطراب شوق اور تکلیف دہ رحمتِ انتظار کی تلافی ہوسکی۔ عام پبلک نے جس جوش کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خاص نمبروں کی وبار تو کئی سالوں سے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر ایک طبی۔ ڈاکٹری ۔ ادبی اور فنی اخبار اور رسالے سال بھر میں متعدد خاص نمبر نکال لیتے ہیں اور تبصرۃ الاطبار کا بھی اسی پر عمل رہا ہے۔ مگر استاذ الاطبار نمبر نہ صرف تبصرۃ الاطبار کی چودہ سالہ زندگی میں پہلی بار اس شان اور اہتمام سے نکلا ہے۔ بلکہ طبی دنیا میں اپنی آب و تاب اور خصوصیات کی نظیر آپ ہی ہے۔ کسی طبی و ڈاکٹری رسالے کا خاص نمبر تو کیا۔ ادبی رسائل بھی چندھی مدمقابل پر اتر سکیں گے۔ مگر ضخامت کا مقابلہ شاید وُہ بھی نہ کرسکیں۔

مانگ شاید یہی وجہ ہے۔ کہ استاذ الاطبار نمبر کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ اور ملک کے اطراف سے تار پر تار چلے آرہے ہیں۔ کہ استاذ الاطبار نمبر بھیجو۔ اگر چندے اور مانگ کی یہی حالت رہی تو دفتر شاید ان مطالبات کو پورا کرنے سے قاصر رہے۔ یہ نمبر ختم ہو رہا ہے۔ اور ابھی سے یہ تجویز درپیش ہے۔ کہ دوبارہ چھپوایا جائے۔

ڈھائی سو کاپی طبیہ دارالعلوم نے اس نمبر کو مفید پاکر اس قدر پسند کیا ہے۔ کہ طبیہ دارالعلوم کالج کمیٹی نے کورس میں داخل کرلیا ہے۔ اور اکھٹی ڈھائی سو کاپیاں خرید لی ہیں۔ کالج کمیٹی کی اس فراخ دلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آئندہ خاص نمبر:۔ آئندہ خاص نمبر کی تیاریاں ابھی سے شروع کردی ہیں۔ اور اس کے لئے خاص پروگرام مرتب کردیا ہے۔ آئندہ نمبر کس شان اور جدت اور خصوصیات کا حامل ہوگا۔ اس کے متعلق میں ابھی سے کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میری قوت متفکرہ نے جو نقشہ تیار کیا ہے۔ اسکی تعمیل میں مصروف ہوں۔ البتہ جن حضرات نے استاذ الاطبار نمبر دیکھا ہے۔ وُہ میرے کام کا ضرور اندازہ لگالینگے۔ اگر خدا نے چاہا۔ آئندہ خاص نمبر بھی اپنی نظیر آپ ہوگا۔ اگلا نمبر کب شایع ہوگا؟ اسکے متعلق ابھی سے نہیں کہتا۔ کہیں استاذ الاطبا نمبر کی طرح لیٹ ہوجانے پر شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ بہرحال آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جلد شایع ہوگا۔ اور وُہ بھی طبی دنیا میں گراں قدر اضافہ ہوگا۔

استاذ الاطبار نمبر کا ضمیمہ:۔ ضمیمہ جو آپکے پیش نظر ہے۔ ایسے ایسے نکات اور اسرار سے بھرپور ہے۔ کہ جنکا کسی دوسری جگہ سے دستیاب ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس کا حجم اس سے بھی دوچند ہوگیا تھا مگر ہم نے نصف نکال لیا ہے

کیونکہ زیادہ حجم میں تین چار ماہ اکٹھا ارسال کرنا مناسب خیال نہیں کرتے۔ بلکہ ہر ماہ کا پرچہ الگ الگ بھیجنا احسن ہے۔

نوام پرچے:۔ پیش نظر پرچہ مجبوراً دو ماہ یعنی اپریل دمئی کا ارسال کر رہے ہیں کیونکہ اگر صرف ایک ہی ماہ کا ارسال کیا جاتا۔ تو اس میں اس قدر رموزات اور نکات نہ آسکتے۔ اس لئے اس کا حجم دوگنا کر کے وہ تمام رموزات جو استاذ الاطبار نمبر سے متعلق ہیں۔ ارسال خدمت ہیں۔ اور باقی رموزات اور نکات آئندہ خاص نمبر میں درج ہونگے۔ خیال تو یہی تھا۔ کہ رموزات اکٹھے کر دیئے جائے مگر ضخامت زیادہ ہو جانے پر نصف پر ہی اکتفا کر دیا ہے۔ اگر ہم تمام رموزات اکٹھے کر کے پرچہ تین چار ماہ کا اکٹھا کر دیتے۔ تو شاید اکثر ناظرین کو ناگوار خاطر ہوتا۔ یا ہم ہی اسکو ایک دو ماہ کے بدلے دیدیتے۔ مگر دفتر اس قدر بوجھ برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دفتر تین روپیہ چندہ میں تین خاص نمبر الگ دیتا ہے۔ جو کسی صورت میں ہر نمبر بھی ایک روپیہ قیمت سے کم نہیں ہوتا۔ اور باقی نو پرچے گویا مفت ہوتے ہیں۔ تو بھلا اس صورت میں دفتر کو سوائے نقصان کے فائدہ ہی کیا ہے۔ جو ہر عام نمبر کو بھی خاص نمبر کے حجم میں ارسال کیا کرے۔ بالبتہ کبھی ناظرین نے اس طرف توجہ کی اور خریدار دس ہزار تک ہو گئے۔ تو انشاء اللہ ہر عام نمبر بھی خاص نمبر کی طرح شان اور ضخامت میں نکلا کرے گا۔

خاص نمبر:۔ اس قسم کے شاندار اور جدید طرز پر خاص نمبر نکالنا معمولی بات نہیں۔ اس سے کچھ وہی لوگ آگاہ ہیں جنہوں نے کبھی کوئی رسالہ یا اخبار نکالا ہے۔ گویا ہر خاص نمبر کیلئے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روپے پانی کی طرح بہائے جاتے ہیں جب جا کر کہیں ایسا شاندار خاص نمبر تیار ہوتا ہے۔ استاذ الاطبار کے خاص نمبر کے اخراجات کا اندازہ اس طرح سے کر سکتے ہیں کہ صرف ٹائٹل پر ہی مبلغ ستر روپے کا خرچ آیا ہے۔ آپ خیال کر لیں۔ کہ باقی تین سو صفحات کی ایک مستقل کتاب بمع یک رنگی اور سہ رنگی بلاک کی متعدد تصاویر پر کیا خرچ آیا ہوگا۔

تصاویر:۔ ہم نے اعلان کیا تھا۔ کہ ہم اپنے عام نمبروں میں بھی ایک دو بلاک کی تصاویر دینگے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو ہم ضرور اپنے وعدہ کو ایفاء کرتے رہینگے۔ دوسرے رسائل کی طرح اعلان ہی اعلان پر اکتفا نہیں کرینگے ہماری تصاویر اعضاء انسانی۔ بوٹیوں۔ آلات سائنس اور آلات تشخیص و ریسرچ نیز دواسازی کی مشینریز پر مشتمل ہونگی۔ اور اس مقصد کے لئے یورپ اور امریکہ سے بہترین تصاویر حاصل کرنے کی کوشش کیجارہی ہے

مشاہیر ملک کی آراء:۔ استاذ الاطبار نمبر کی اشاعت میں اگرچہ جانی اور مالی حیثیت سے مجھے بہت زیادہ قربانی کرنی پڑی ہے۔ تاہم ملک کے برگزیدہ رہنماؤں اور عالی جاہ اہل قلم کی قابل فخر آراء پڑھکر وفور مسرت میں بعض اوقات بھول جاتا ہوں۔ اور ساری کلفتیں دور ہو جاتی ہیں۔

تعارف:۔ استاذ الاطبار نمبر شایع ہوتے ہی کثرت کے ساتھ غائبانہ دوستوں کے خطوط موصول ہوئے کہ ایڈیٹر صاحب کا تعارف کرایا جائے۔ اپنی نسبت کچھ لکھنا ستائش خیال کرتا ہوں۔ البتہ تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے عکسی شبیہ پیش کر رہا ہوں۔ مگر جن دوستوں نے پہلے بھی میری تصاویر دیکھی ہیں۔ وہ ضرور اس میں فرق کا احساس کرینگے۔ جو زمانے کے تغیرات کے ساتھ رونما ہوئے ہیں (صابر)

کلیات توہمات و قیاسات اور مشاہدات و تجربات

اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ تمام علوم صحیحہ یقینیہ جن کو آج کل سائنس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ابتدا میں محض توہمات تھے۔ پھر ان کو قیاسات کا درجہ حاصل ہوا پھر انہوں نے مشاہدات کا نام حاصل کیا۔ اور اس کے بعد بار بار کے مشاہدات نے اسے مجربات کا نام بخشا۔

ہر ایک ملک کی طبی تاریخ پر اگر نظر کی جائے۔ تو بالاتفاق ہر ایک قوم و ملک کی طب ابتداء میں صرف اوہام فاسدہ اور قیاسات باطلہ کا مجموعہ تھی۔ بعد میں جوں جوں ان قوموں نے ترقی کی۔ تو ادل ادل ان توہمات میں قیاسات کا دخل ہوا۔ پھر قیاسات کو مشاہدات کی کسوٹی پر رکھکر پرکھا گیا۔ اور مشاہدات کو تجربات پر کس کر صحیح اور یقینی قرار دیا گیا۔ اور اس طرح سے علم طب ایک صحیح علم سمجھا جاکر علوم صحیحہ کی فہرست میں لایا گیا۔ مثلاً ابتداء میں ہر ایک ملک میں قریبًا قریبًا ایسے اعتقادات پائے جاتے تھے۔ جس سے تمام امراض کو امل اور قدرتی خیال کیا جاتا تھا۔ اور یا جن اور بھوت پریت کا سایہ سمجھا جاتا تھا۔ حفظانِ صحت کے علم کا نام و نشان نہ تھا۔ اور علاج بالادویہ کی بجائے صرف جھاڑ پھونک اور منتر جنتر سے کیا جاتا تھا۔ بعض ملکوں میں جہاں اپنی مختلف قسم کی حاجت براری کے لئے مختلف قسم کی دیوی دیوتے مقرر کئے ہوئے تھے۔ اسی طرح امراض سے بچنے اور صحت حاصل کرنے کے لئے بھی بعض دیوتا مقرر تھے۔ جو مندروں میں رب الشفاء کہلاتے تھے۔ اور ان کی لوگ پرستش کیا کرتے تھے۔ خصوصًا جب کوئی مریض ہو جاتا تھا۔ تو اس کو اس دیوتا کی خدمت میں لے جاتے۔ جہاں اس سے کئی قسم کی نذریں نیاز لیجاتی تھی۔ اور کئی قسم کی پوجا پاٹ کرائی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں ان مندروں کے پجاری اور مجاور لوگ بیماروں کے ساتھ کئی قسم کے ہتھکنڈے اور علاج بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض مہنتوں کا طریق علاج یہ تھا۔ کہ مریض کو مندر کے بڑے کمرے میں اکیلا سلا دیا جاتا تھا۔ اور اس کو کہا جاتا۔ کہ تم دیوتا جی کو یاد کرو۔ تم کو دیوتا کی زیارت ہوگی۔ اور تم اس سے اپنے دکھ درد کا علاج پوچھ لینا۔ چنانچہ اکثر لوگوں کو عجیب قسم کی شکلیں خواب میں آجاتیں۔ جس سے وہ اپنے امراض کے علاج تجویز کرا لیتے تھے۔ مگر چونکہ وہ خوابیں بسا اوقات نہایت مجمل و مہمل اور پیچیدہ ہوتی تھیں۔ اس لئے ان کی تعبیر مندر کے پجاری ہی بتلایا کرتے اور من مانی مرادیں لیا کرتے تھے۔ گویا کہ مریضوں کے علاج معالجہ کے حقیقی رہنماء اور ذمہ وار وہی لوگ ہوا کرتے تھے۔

بعض معالج بجائے مندر کے مریضوں کو رکھنے کے کسی چوراہہ وغیرہ میں مریض کی چارپائی رکھوا دیا کرتے تھے۔

جہاں عام لوگوں کا گذر ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ جو راہرو وہاں سے گذرتے تھے۔ ان سے مریض کی حقیقت حال بیان کر کے علاج کے خواہاں ہوا کرتے تھے۔ پس اگر ان کو کوئی طریق علاج معلوم ہوتا۔ تو وہ اس سے مریض کو مستفید کر دیا کرتے مثلاً منتر۔ تعویذ۔ جھاڑ پھونک کے علاوہ بعض بوٹیوں و نباتات کے استعمال کی بھی ہدایت کر جاتے تھے۔ اور بالآخر مریض کی شفایابی پر یہ رواج تھا۔ کہ جس جڑی بوٹی سے کوئی شخص شفا پاتا تھا۔ اس کو بمعہ مریض کی حقیقت کے ٹھکر دیوتا کے گلے میں ڈال دیا کرتے تھے۔ اس طرح سے ہر دیوتا کے گلے میں سینکڑوں مریضوں کے حالات بمعہ علاج کے تانبا اور چاندی کے تختوں پر لکھے ہوئے موجود رہتے تھے۔ جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے ایک علم سمجھا جائے۔ ابتداء زمانہ کی وجہ سے اس علم میں رفتہ رفتہ ترقی ہوتی گئی۔ اور تعلیم و تہذیب کی ترقی کے ساتھ ساتھ لوگوں کے توہمات کم ہوتے گئے۔ اور دیگر علوم و فنون کی طرح علم طب کو بھی فروغ حاصل ہوتا گیا۔ اور آہستہ آہستہ علماء اور رؤساء نے اس علم کی سرپرستی کی۔ اور نامور اطباء نے اس علم کو مدون کر دیا۔ حتےٰ کہ آج دُنیا میں علم طب بھی دوسری علوم کی برابری کا دم بھر رہا ہے۔

اگرچہ اس موجودہ وقت میں بھی علم طب کو اکثر لوگ ظنی اور قیاسی علوم کے درجہ تک ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ طب کے سینکڑوں مسائل بار بار کی مزاولت اور بیشمار تجربات اور مشاہدات کی وجہ سے نہایت صحیح اور بالکل سائنٹیفک ثابت ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی چونکہ کچھ حصہ ان علوم کا قیاسات پر موجود ہے جس کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ مگر اطباء اور حکماء کی عدم توجہی سے ایسے کمزور مسائل جوں کے توں چلے آرہے ہیں اس لئے اکثر لوگ ان علوم کو اب بھی ظنی اور قیاسی سمجھ لیا کرتے ہیں۔

دیسی طبیں مدت مدید سے چونکہ کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور تحقیقات جدیدہ کا سلسلہ عرصہ سے بند پڑا ہوا ہے۔ اس لئے یہ طبیں زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چل نہیں رہیں۔ لہٰذا ضرورت ہے۔ کہ اس علم کے حاملین بھی جدید تحقیق کر کے اپنی پوزیشن کو اعلےٰ ترین بنائیں۔ اور وہ تمام باتیں جو قیاسی یا وہمی ثابت ہوں ان کو اپنی طب سے نکال دیں۔

مثلاً مسئلہ منضجات و مسہلات جس کے متعلق یہ تھیوری مدت مدید سے قائم کی جا چکی ہے۔ کہ تمام مادی امراض جو اخلاط ردیہ اور مواد مختلفہ کے اجتماع فی الجسم کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں پہلے منضجات کا استعمال کیا جائے۔ تاکہ اختلاط غلیظہ لزجہ اور مواد موذیہ رویہ نضج پا کر قابل اخراج بن جائیں۔ اسی طرح جو مواد یا اخلاط رقیقہ ہوں۔ وہ منضجات سے غلیظ ہو کر قابل اخراج ہو جائیں۔ تو اس کے بعد مسہلات کا استعمال کرایا جائے۔ تاکہ وہ مواد فاسدہ اور اخلاط ردیہ جسم سے بکلی خارج ہو کر مرض رفع ہو جائے۔

یہ تھیوری محض وہمی قیاسی اور اٹکل پچو کے طور پر بنائی گئی ہوئی ہے۔ جس کو آج کل اپنی کتب سے نکال دینا ہی مفید ہے

کیونکہ اس تھیوری کی صحت کے واسطے ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل موجود نہیں۔ جس سے ہم کسی معترض کو قائل کرسکیں۔ اگرچہ متقدمین نے اس تھیوری کی بنا پر بعض قواعد بھی بنائے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ تھیوری شائد صحیح اور درست ہو۔ جیسے کہ اخلاط اربعہ میں ہر ایک خلط غیر طبعی کے نضج اور تنقیہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ۵ منضجات اور مسہلات تجویز کر رکھے ہیں۔ اور ہر ایک خلط کے نضج کے لئے میعاد کا تقرر بھی کم و بیش کر دیا ہوا ہوا ہے۔ جس سے اس تھیوری کی سچائی اور صفائی پر کچھ کچھ روشنی پڑتی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ تھیوری بہ سبب ناقص اور نامکمل اور ادھوری رہ جانے کے سچائی سے کوسوں دور رہ گئی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ بجائے چار قسم کے منضجات کے بیسیوں اقسام کی منضجات مقرر کی جاتیں۔ مثلاً بجائے صرف صفراء کی منضج ادویہ بیان کرنے صفراء مرہ کی منضجات الگ بتائے جاتے اور صفراء محرقہ کی منضج ادویہ الگ بیان کی جاتیں۔ علی ھذا القیاس۔ صفرائے کراثی کے الگ اور صفرائے زنگاری کے الگ نسخے بیان کئے جاتے۔ اسی طرح سے نہ صرف یہ کہ محض بلغم کی منضج ادویہ لکھ دینے پر اکتفا کی جاتی۔ چاہئے تھا۔ کہ بلغم حلو کی منضجہ دوائیں الگ لکھی جاتیں۔ اور بلغم مالح کی الگ اور اسی طرح سے بلغم حامض۔ بلغم عفص اور بلغم نفہ کی الگ الگ دوائیں بتائی جاتیں۔ تاکہ ہر ایک خلط ناطبعی کی ہر نوع کے لئے مناسب ادویہ علیحدہ علیحدہ منضبط ہو کر معالجوں کے لئے آسانی ہوتی۔ اور مرض کے لئے جلدی صحت یابی کے لئے باعث بنتیں۔ اسی طرح دوسری خلطوں کی ناطبعی اقسام میں سے ہر ایک قسم کے دفعیہ اور علیحدہ علیحدہ ادویہ مقرر کی جائیں۔

پس اخلاط ناطبعی کی اقسام کا تقرر اور تبیان کرنا مگر انکی اصلاح کے لئے اسی تعداد میں ادویہ کا مقرر نہ کرنا ایک ایسا اجمال ہے۔ جو کہ صداقت اور صفائی سے کوسوں دور ہے۔ کوئی یونانی طب کا مقلد آج ہی اس نقص کو دور کر دے۔ تو ہم سمجھ لیں۔ کہ شاید یہ تھیوری صحیح ہو۔ مگر افسوس کہ جب متقدمین اس کی تقسیم نہیں کر سکے تو آج کون ہے جو ان کی تقسیم کر سکے۔ مزید برآں جب دیگر صدہا قسم کے مواد فاسدہ موذیہ کی بھی جو باعث امراض ہوتے ہیں۔ کوئی تقسیم نہیں کی گئی۔ اور نہ ہر ایک قسم کے مادہ فاسدہ کے لئے الگ منضجات مقرر کی جا سکی ہیں۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ واقعی اخلاط ناطبعی اور دیگر اقسام مواد ردیہ کے مسائل محض گپ شپ کے طور پر مقرر و معین کر دیئے گئے ہیں۔ کوئی سائنٹیفک طریق سے ان کا تقرر نہیں کیا گیا۔ ورنہ مادہ کا الگ الگ نام ہوتا۔ اور ہر ایک مادہ کے الگ الگ منضجات ہوتے۔ اور ہر ایک منضج کے مطابق ہی سینکڑوں قسم کے مسہلات معین کئے جاتے۔ جو مادہ کی ہر ایک قسم کے اخراج میں مختص ہوتے۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے۔ یعنی نہ تو آج تک متقدمین نے اس مشکل کا کوئی حل نکالا۔ اور نہ ہی متاخرین سے کچھ بن سکا۔ اس لئے ماننا پڑا۔ کہ محض اٹکل پچو سے ہی مواد مختلفہ کا نام لے دیا گیا ہوا ہے۔ ورنہ صحت اور صفائی سے کسی بھی خاص مادہ موجبہ مرض کا ان کو علم نہ تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انہوں نے موادِ

موذیہ کی تفصیل اور تقسیم نہیں کی اور مواد مختلفہ کو علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم نہیں کیا۔ اور نہ ہر ایک مادہ کی منضج اور مسہل دوائیں منتخب اور متعین کی گئی ہیں۔

پہلی اور صحیح بات یہ ہے۔ کہ نہ اخلاط غیر طبعی امراض کی پیدائش کا سبب سابقہ ہو سکتے ہیں۔ اور نہ مواد مختلفہ موہومہ وغیرہ بلکہ سب سے پہلے افعال الاعضاء میں فرق آتا ہے۔ تو اس کے بعد بوجہ اعضاء کے ناطبعی افعال کے ناطبعی رطوبات اور مواد فاسدہ پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ پس نہ تو اخلاط و مواد کے منضج کی ضرورت ہے۔ اور نہ مسہلات و منقیات کی بلکہ ان افعال الاعضاء کو اپنی طبعی حالت پر لانے کی ضرورت ہے۔ جن کے ناطبعی ہونے سے مرض پیدا ہوئی۔ جب افعال الاعضاء اپنی طبعی رفتار پر چلنے لگیں گے۔ تو وہ ناطبعی رطوبات بھی طبعی حالت میں آجائیں گے۔ اور مواد مختلفہ بھی خود بخود نکل جائیں گے۔ یا ان کی اصلاح ہو جائے گی۔ پس نہ کسی مرض میں کسی منضج کی ضرورت ہے۔ اور نہ مسہل کی۔ مسہلات کی ضروری کے ماننے والے کیا بتلا سکتے ہیں۔ کہ مسہلہ دوا اس قدر عقلمند کس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ بدن انسان میں سے مواد موجبہ مرض کو ڈھونڈ کر نکال دے۔ اور باقی مواد صالحہ کو موجود رہنے دے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو جس قدر مواد فاسدہ نکلیں گے۔ اسی قدر مواد صالحہ بھی نکلیں گے۔ اور تا وقتیکہ مواد صالحہ اور رطوبات طبیعہ بدن سے بکلی خارج نہ ہو جائیں۔ مواد فاسدہ بھی بکلی مندفع نہیں ہو سکتے۔

طبہائے قدیمہ کی تقلید اعمیٰ کے گرفتار لوگ جواب میں کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر مواد فاسدہ یا اخلاط ناطبعیہ مسہلات سے خارج نہیں ہوتے۔ تو پھر زیادہ مشاہدات کیوں ثابت کرتے ہیں۔ کہ اکثر امراض میں مسہلات سے فوراً شفا ہو جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسہلات سے بیشک امراض کثیرہ میں فائدہ ہوتا ہوا ہم بچشم خود معائنہ کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ مسہلات رفع امراض میں بہت حد تک مفید آلہ کار ہیں۔ مگر اس کا سبب یہ نہیں۔ کہ ان سے اخلاط ناطبعی یا مواد فاسدہ موجبہ مرض نکل جانے سے صحت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ محض اسالہ کی وجہ سے ہی صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو۔ صداع میں جیسا کہ مسہل مفید ہے۔ اسی طرح پاشویہ بھی مفید ہے۔ حالانکہ پاشویہ سے تنقیہ نہیں ہوتا۔ پھر صرف پاشویہ ہی نہیں۔ بلکہ پاؤں کے تلوے سہلانے سے بھی صداع میں فائدہ ہو جاتا ہے۔ پھر علاوہ ازیں اسالہ کی اور بھی بہت سی تجاویز ہیں۔ جن سے امراض رفع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جرنکیل لگانا۔ محاجم لگانا۔ مجرات۔ منفطات کا لیپ وغیرہ کرنا سرد یا گرم پانی میں غسل کرانا۔ مفرح یا محرک یا مسکن یا منوم ادویات کا استعمال کرانا جس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ مسہلات بھی محض اسالہ کے طریق پر مفید ہوتے ہیں۔ نہ کہ تنقیہ کرنے کی وجہ سے اس لئے میں تمام مقلدین اعمیٰ کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ اگر مسہلات و منضجات کی یہ قدیمی تھیوری صحیح ہے۔ تو آپ کسی ایسی مرض کا نام لیں۔ جو منضج یا مسہل سے رفع ہو سکتی ہو۔ اور بغیر منضجات و مسہلات کے رفع نہ ہو سکتی ہو۔ اس کے جواب میں ہم ایسی ادویہ پیش کرینگے۔ جو کہ بغیر تنضیج و تنقیہ کے اس مرض کو رفع کر دیں۔ حالانکہ جس عرصہ میں آپ

تنضیج و تنقیہ کے بغیر ہی اس مرض کو رفع کر دینگے ہم اس عرصہ سے پہلے ہی تنضیج و تنقیہ کے بغیر اس مرض کو رفع کر دینگے فضل خدا

کلیات

جدید اکتشافات

اور

طبّی اسرار و نکات

بعض رسائل کبھی کبھی اکتشافات جدیدہ۔ نئی معلومات وغیرہ وغیرہ عنوانات کے ماتحت کچھ نہ کچھ لکھا کرتے ہیں۔ مگر وُہ کیا ہوتا ہے۔ صرف انگریزی اخبارات طبیہ کی نقل یعنی یورپین ڈاکٹروں کی تحقیقات۔ آج تک کسی رسالہ نے اپنی یا کسی اپنے ملکی بھائی کی طرف سے جو یونانی طب کا نام لیوا ہو۔ کوئی نئی بات محققانہ صورت میں پیش نہیں کی۔ اگر اب تک کسی ایک صاحب نے بھی ایسا کیا ہے۔ تو میں تمام اخبار اور ایڈیٹرانِ طبی رسائل کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وُہ ظاہر کریں۔ حالانکہ طب میں صدہا مسائل ابھی تک تشنۂ تحقیق ہیں۔ جن کے ذکر کی حاجت نہیں۔

مگر برخلاف اس کے تبصرہ نے ایسے ایسے طبی نکات اور طبی نئی تحقیقاتیں پیش کی ہیں۔ جن کا نام و نشان طب قدیم اور ڈاکٹری میں نہیں ہے۔ اور وُہ محض انجمن خادم الحکمت کی نئی تحقیقات ہے۔ جس کے برخلاف بیان کرنے کا آج تک کسی کو حوصلہ نہیں ہوا۔

مثلاً مسہلات کے متعلق یہ فلاسفی کہ ایک ہی مسہلہ دواء ایک ہی وزن میں ایک ہی موسم میں کسی شخص پر تو اس قدر اثر کرتی ہے۔ کہ اس کے اسہال ہی رکنے میں نہیں آتے۔ مگر دوسرے پر اس قدر بھی اثر نہیں کرتی کہ ایک اسہال بھی آدے۔ پھر بعض کو بجائے اسہال کے قے کی طرف طبیعت رجوع کر لیتی ہے۔ اور کو گھبراہٹ اور بے چینی کی حد ہو جاتی ہے۔ اور بعض کو مسہل کھایا ہوا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

آج تک اس کے متعلق سوائے مزاج اور افلاط کے گورکھ دھندہ یا صرف اس قدر لکھکر خاموش ہو جانے کے کہ طبائع میں اختلاف ہوتا ہے۔ یا صرف یہ کہ اس کی طبیعت سخت ہے۔ یا نرم یا یہ کہ اس کا معدہ سخت ہے وغیرہ وغیرہ کوئی دانائی کی بات نہیں بیان کی گئی۔

مگر تبصرہ اس مسئلہ پر ایک دو آرٹیکل ایسے مشرح اور مفصل سپرد قلم کر چکا ہے جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر بخوبی روشنی ڈال دی گئی ہے۔ نہ صرف یہ کہ بعض مسہلات کے الگ الگ افعال اور اعضاء متاثرہ کے اختلاف کی بناء پر ہر ایک بات کو واضح کیا گیا ہے۔ بلکہ ایسی علامات بھی بتلا دی گئی ہیں جس سے ہم مسہل دینے سے پہلے اس مریض کے متعلق معلوم کر لیں۔ کہ آیا اس کو اسہال کے لئے کونسی دوا مناسب ہوگی۔ کونسا مسہل اس کو قے لائے گا۔ اور کونسا مسہل اس کو قلق و کرب پیدا کرے گا۔ پھر اس کی فلاسفی بھی بتلائی گئی۔ کہ ایسا کیوں اور کس عضو کے کونسے نقص کی وجہ سے ہوگا۔ اور اس نقص کو رفع کرنے کی صحیح ترکیبیں بھی بتلا دی گئیں۔

علاوہ ازیں کونین کے تپ شکن اثر کے متعلق ہم نے تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ڈاکٹروں کا مقولہ کہ کونین ملیریا کے جراثیم کو ہلاک کر دیتی ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اثر کی فلاسفی اور ہی ہے۔ اور ایسی جدید سائنس کا ہم نے سُراغ لگایا۔ جس کو بغیر ماننے کے چارہ کار نہیں ہے۔ حتےٰ کہ ہم نے اس سائنس کی بناء پر کونین کی بجائے کئی اور چیزیں ظاہر کی ہیں۔ جن میں کرم کش اور جراثیم کش اثر نہ ہونے کے باوجود تپ شکن اثر موجود ہے۔ جو اس سائنس کی صحت کا پختہ ثبوت ہے۔ کیونکہ وُہ اثر ان تمام چیزوں اور کونین میں مشترک طور پر موجود ہے۔ جس سے کوئی طبیب و ڈاکٹر انکار نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں اور صدہا قسم کے نکات عجیبہ متعلق حفظانِ صحت اور دیگر کلیات اور قوانین طبیہ کے متعلق بیان کئے جاتے رہے ہیں۔ جن کا ذکر کتب سابقہ میں موجود نہ تھا۔ جن کے مفصل لکھنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے انجمن خادم الحکمت کے ہر سالانہ جلسہ کے لیکچرز اور تبصرہ کے متفرق رسالے اس پر گواہ ہیں۔

فی الحال میں انجمن خادم الحکمت کے علمی و عملی کارناموں کے متعلق تشریح و توضیح کو ترک کرتا ہوا صرف ایک اسی نکتہ کی کسی قدر توضیح کرنا چاہتا ہوں۔ جو یکم جون کے پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ آج تک تمام سابقہ اور موجودہ اطباء و ڈاکٹر محبولقوں۔ محتاموں اور جریان و سرعت کے مریضوں میں علاماتِ ذیل کو جو اکثر ایسے مریضوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔ مثلاً انتشار خیالات دماغی یا جسمانی محنت سے جلد تھک جانا۔ سر اور کمر میں بالعموم درد کی کیفیت کا رہنا۔ بھوک کی کمی۔ نفخ یا قراقر شکم۔ دائمی قبض۔ اختلاج قلب اور بیچینی و بے اطمینانی۔ دل کا ڈوب جانا۔ توہمات۔ وساوس۔ مزاج کا غیر مستقل ہونا۔ پستیٔ حوصلہ۔ وحشت۔ نظر کی کمی۔ مزاج کا چڑچڑا پن۔ ضعف اعصاب۔ عضلات میں پھڑکن۔ عام جسمی کمزوری۔ لاغری بدن۔ باوجود اچھی غذا کے جسم کی صحیح پرورش نہ ہونا۔ سیاہی اور بے رونقی چہرہ۔ ہاتھ پاؤں کے تلوؤں کی جلن بیٹھے بیٹھے بغیر محنت و مشقت کے تکان کا ہو جانا۔ رانوں اور جنگاسوں کے عضلات میں درد و تکان اور بے چینی کا رہنا پنڈلیوں میں پھڑکن کا ہونا۔ آواز کا کمزور اور دھیما ہونا۔ تنہائی پسند ہونا۔ اور مجالس اور زیادہ گفتگو یا خلا ملا سے منتفر ہونا۔ وغیرہ وغیرہ کو جلق یا جریان کا نتیجہ قرار دیتے رہے ہیں۔ کوئی کتاب بھی اٹھا کر دیکھو کوئی طبی اخبار یا رسالہ پڑھو۔ ان علامات کو جلق و احتلام اور جریان کا ہی نتیجہ قرار دیا ہوگا۔

ہر ایک طبیب اور ڈاکٹر ان علامات کا ذکر سنتے ہی مریض سے پہلا سوال یہی کرتا ہے۔ کہ تمہیں جریان تو نہیں ہے۔ ہاں اگر عورت ہو۔ تو اس سے حیض کی باقاعدگی یا بے قاعدگی کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اور پھر مریض یا مریضہ کی طرف سے ہاں میں جواب ملنے پر فتوے لگا دیا جائے گا۔ کہ یہ سارا فساد مرض جریان یا جلق یا کمی حیض وغیرہ کا ہے۔ یعنی اطباء اور ڈاکٹر ہمزبان اور ہم اعتقاد ہیں۔ اس ایک بات پر کہ یہ تمام

علامات امراض آلات تناسل کا نتیجہ ہے۔

مگر ہم ناظرین تبصرہ کی خدمت میں یہ نئی اور بالکل نئی تحقیقات پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ تمام علامات امراض آلات تناسل کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ امراض اعضائے انہضام کا نتیجہ ہیں۔ امراض اعضائے انہضام کے نتیجہ اور ان کے عوارضات کی صورت میں نہ صرف وہی مذکورہ بالا علامات ہی پیدا ہوجاتی ہیں۔ بلکہ سچ پوچھئے تو امراض آلات تناسل یعنی جریان۔ جلق۔ احتلام اور سرعت بھی انہیں امراض اعضائے انہضام ہی کے طفیل پیدا ہوا کرتی ہیں اور تا وقتیکہ آلات انہضام کو درست نہ کیا جاوے۔ امراض آلات تناسلی کلیتہً درست نہیں ہو سکتے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ مریضان جریان و احتلام وغیرہ کی دُنیا میں کمی نہیں ہے۔ کیونکہ تمام اطباء اس حقیقت سے بے خبر ہونے کے باعث ایسے مریضوں کا علاج محض آلات تناسل کو ہی ماؤف سمجھکر کرتے ہیں جس سے بعض کو وقتی فائدہ ہوجاتا ہے۔ مگر اکثر شفا سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ اصل مرض کا علاج نہیں ہوتا۔ اور جو شفایاب ہوجاتے ہیں۔ وہ بھی چند روز کے لئے شفایاب ہوتے ہیں۔ جن میں سے اکثر دو بارہ اور سہ بارہ انہیں عوارضات میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔

اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ امراض آلات انہضام سے ان مذکورہ بالا علامات کو متعلق کرنا تو شائد صحیح سمجھا جاسکے۔ مگر آلات انہضام کے نتیجہ میں امراض آلات تناسل کیونکر پیدا ہوسکتی ہیں۔ خصوصاً مرض جلق و اغلام تو بالکل ہی اس کے متعلق نہیں سمجھی جاسکتی۔ کیونکہ یہ خود ساختہ امراض ہیں۔ جو بدصحبتوں کی وجہ سے نوجوانوں میں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ ان کو امراض انہضام سے کیا تعلق ہے۔

جواب اس اعتراض کا یہ ہے۔ کہ آپ تو قیاس کے ماتحت اعتراض کرتے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ سالہا سال کی تحقیقات پر مبنی ہے۔ عرصہ بیس سال سے ہم ایسے مریضوں کے متعلق مشاہدات و تجربات کر رہے ہیں۔ اگر اس مضمون میں ہم اپنے تمام تجربات اور مشاہدات کو من و عن شرح و بسط سے لکھنا چاہیں۔ تو یہ رسالہ کیا چیز ہے۔ ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔ بلکہ انہیں علامات مسطورہ بالا کے متعلق اگر ہم ایک ایک علامت کو لیتے ہوئے ہر ایک کے متعلق دکھائیں۔ کہ اس کا تعلق اعضائے تناسل سے نہیں۔ بلکہ اعضائے انہضام کے ساتھ ہے۔ تاہم اس قدر بسیط مضمون بن جاتا ہے۔ کہ تبصرہ کی متعدد اشاعتیں اسی میں مصروف کار اور وقف ہوسکتی ہیں۔

اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ محض اشارات کی صورت میں ہم اس کا جواب لکھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہزار ہا مریضانِ جلق و جریان وغیرہ کو بغور و تعمق ہم دیکھ چکے ہیں۔ جو سب کے سب لاغر اندام اور دُبلے پتلے پائے گئے ہیں۔ سوائے بعض مریضوں کے جو شاید فیصدی پانچ ہونگے۔ جن کی جسمانی حالت کسی قدر بہتر اور گوشت اور چربی والی ہو۔ مگر جب ہم نے ان کی اس موجودہ کسی قدر فربہی کے متعلق سوال کیا۔ تو سب نے یک زبان ہو کر یہی کہا۔ کہ یہ کچھ

بہتر حالت علاج معالجہ کرنے اور اچھی غذائیں کھانے اور حفظانِ صحت پر عمل کرنے سے اب حاصل ہوئی ہے ورنہ پہلے اس سے بہت بُری حالت تھی۔

اور جب ہم نے ان سے حلق کی بد عادت یا کہ جریان کے شروع ہونے سے پہلے کی زندگی کے متعلق سوال کیا۔ کہ اس وقت جسمانی حالت کیا تھی۔ تو سب نے بالاتفاق کہا۔ یعنی بلا استثناء احد سے تمام مریضانِ حلق نے یہی بیان کیا۔ کہ بلوغ سے پہلے ہمارا جسم فربہ نہ تھا۔ بلکہ اسی طرح لاغر اندام تھے۔ البتہ بعض نے یہ کہا۔ کہ اگرچہ اس بدعادت سے پہلے بدن فربہ نہ تھا۔ مگر کسی قسم کی کمزوری اور اس قدر لاغری نہ تھی۔ بلکہ بالکل صحیح و تندرست جسم تھا۔ اسبدعت ہی کمزوری اور لاغری ہوگئی ہے۔ آج تک ایک مریض بھی ہمیں ایسا نہیں ملا جس نے یہ بیان دیا ہو۔ کہ حلق کی عادت سے پہلے وُہ ہٹا کٹا اور جسیم یعنی لحیم و شحیم تھا۔ اور بعد میں وُہ لاغر بن گیا۔

اب آپ ہی سوچ لیں۔ کہ لحیم و شحیم ہونا آلات انہضام کی صحت کا نتیجہ ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر کسی لحیم و شحیم بچہ کا اس مرض (عادت بد) میں مبتلا نہ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا۔ کہ یہ بد عادت بھی اصل میں آلات انہضام کے غیر صحیح اور غیر تندرست ہونے کا نتیجہ ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ جس قدر علامات اوپر لکھی جا چکی ہیں۔ وُہ سب کی سب ایسے مریضوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو امراضِ معدہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ مثلاً سوء مزاج مزمن معدہ یا سوء مزاج مزمن جگر کے مریضوں اور مرض مراق کے گرفتاروں اور بادی بواسیر والوں۔ اور ڈاکٹری کے نزدیک کرانک ڈسپیپیا یعنی بدہضمی مزمن کے مریضوں میں پائی جاتی ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر ایسے مریض پائے جاتے ہیں۔ جو کبھی بھی حلق کی بدعادت کا شکار نہیں ہوئے۔ ہاں کوئی مجلوق ایسا نہیں دیکھا۔ جو آلات انہضام کی مذکورہ بالا امراض میں سے کسی نہ کسی مرض میں مبتلا نہ ہو۔ تو نتیجہ صاف ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے۔ کہ جب ہم مجلوقوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور ان کی جھوٹی مشتہیات اور ذکادت حس کو دُور کر دیتے ہیں۔ اور احتلام و جریان سے بظاہر آرام معلوم ہوتا ہے۔ تاہم ان کی صحت عود نہیں کرتی۔ بلکہ وُہ مریض انہیں علامات مسطورہ میں کم و بیش مبتلا پائے جاتے ہیں۔ جو حلق و احتلام اور جریان کا نتیجہ قرار دی جاتی تھیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ جب حلق کی عادت چھوڑ دی جائے۔ اور پھر جریان و احتلام میں بھی کمی واقع ہو جائے تو وُہ تمام علامات یک دم رفع ہو جائیں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے خلاف یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ امراض آلات تناسل کے رفع ہو جانے کے بعد بھی ایسے مریض کمزوری دماغ۔ ضعف قلب اور کمزوری معدہ کے اسی طرح سے شاکی پائے جاتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے۔ اور ابھی وُہ ویسے ہی تختۂ مشقِ اطباء رہتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے۔ بلکہ تجربات متواترہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر وُہی مریض دوبارہ

سہ بارہ انہیں امراض یعنی احتلام و جریان وغیرہ میں مبتلاء ہو جاتے ہیں جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اصل اور حقیقی مرض وہی تھی جس کی علامات موجود رہیں۔ اور اس اصل کی موجودگی کی وجہ سے اس کی فرع پھر نمودار ہو گئی۔ برخلاف اس کے ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کہ جس مریض کے آلات انہضام صحیح و تندرست حالت میں ہو گئے ہوں اور پھر بھی وہ جریان و احتلام وغیرہ میں مبتلا رہا ہو۔

چوتھا جواب یہ ہے۔ کہ جلق اور کثرت جماع وغیرہ بُری عادات اور خواہشات ذکاوت اعصاب کی وجہ سے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اسی واسطے ان امراض کے مریض عموماً ذہین۔ نازک مزاج متلون طبیعت اور عقیل فہیم ہوا کرتے ہیں۔ کوئی مریض جلق و جریان وغیرہ کا ایسا نہ دیکھو گے۔ جو کم عقل۔ بطی الانفعال۔ بلید الذہن اور حیوانی طبیعت اور موٹی مزاج کا آدمی ہو۔ اور اس میں شک کیا ہے۔ کہ ذکاوت کے لئے اعصاب کا ایسی حالت میں ہونا ضروری ہے۔ کہ جسم میں رطوبات کم ہوں۔ جس شخص کے جسم میں کثرت سے گوشت اور چربی ہو۔ اس کے اعصاب نازک نہیں رہتے۔ بلکہ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ جو ادنیٰ ادنیٰ حرکات سے ایذا نہیں پاتے۔ بلکہ ان میں برداشت کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر گوشت کی نسبت چربی زیادہ ہو جائے۔ تو اعصاب بہت ہی سست اور بھدے ہو جاتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے جب کوئی شخص لاغر ہو جائے۔ خواہ کسی بھی مرض سے لاغر ہو اس کے اعصاب نہایت ذی حس اور نازک ہو جاتے ہیں۔ جو ادنیٰ ادنیٰ اسباب سے متاذی ہونے لگتے ہیں اس کی خاص یہی وجہ ہے۔ کہ جسم میں سے رطوبات مغذیہ کم ہو کر اعصاب میں ذکاوت بڑھ جاتی ہے۔ ایسا ہی من اشخاص کے آلات انہضام کمزور ہوتے ہیں۔ اور اپنے افعال ہضمیہ کو طبعی صورت میں انجام نہیں دے سکتے۔ تو لامحالہ ایسے اشخاص کو کھایا پیا نہیں لگتا۔ یعنی غذا سے طبعی طور پر خون نہیں بنتا۔ جو جسم کی پوری طور پر پرورش کے قابل ہو۔ اسی طرح جو مادہ منویہ اس خون سے بنتا ہے۔ وہ بھی حالت طبعی پر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں رقت اور ایک قسم کی تیزی پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آلات انہضام کے مریض بوجہ ذکاوت عصبی اور مادہ منویہ کے اور باعث دغدغہ کرنے مادہ منویہ کے ہمیشہ اخراج منی کے خواہشمند رہتے ہیں۔ ذرا بھر اس طرف توجہ ہوئی۔ مثلاً بد صحبت کا موقعہ ملا۔ یا عشقیہ قصے کہانیاں پڑھیں۔ یا سنیں فوراً عشق و محبت کے جذبات برانگیختہ ہو گئے۔ جن کو بوجہ ذکاوت حس کے دبانا مشکل ہو گیا۔ پس لامحالہ جلق۔ احتلام یا کثرت جماع وغیرہ کی عادت ہو جاتی ہے۔ لیکن جس شخص کے آلات انہضام صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ اس کے اعصاب بھی حالت طبعی رکھتے ہیں۔ اور مادہ رجولیت بھی اصلی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لئے اول تو وہ صحبت بد سے متاثر ہی نہیں ہوتے۔ کیونکہ خلاف وضع فطری اعمال سے ہر ایک صحیح المزاج کو نفرت طبعی ہوا کرتی ہے۔ لیکن اگر بفرض محال کچھ اثر ہو بھی جائے۔ تو وہ مستقل اور پائدار نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس کے اپنے جذبات اس کے اندر سے محرک نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک گونہ اس کے اندر ایسے بداعمال

کے خلاف قوت لوامہ ہوتی ہے۔ جو ہر دم اسے ملامت کرتی ہے۔

پس ضروری ہے۔ کہ ایسا شخص ان قبیح عادات میں گرفتار ہو کر ان امراض کا شکار نہ ہو سکے۔

دوسرا سوال یہاں یہ پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ اس نئے انکشاف کا اثر علم علاج پر کیا پڑ سکتا ہے۔ اور اس میں کون کون سے فوائد ہیں جس سے دوسرے اطباء جو سابقہ مجبوری کے مقلد ہیں محروم رہ جاتے ہیں یا کہ بات ایک ہی ہے۔ اور علاج بھی وہی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس انکشاف نے نہ صرف علم علاج میں ہی تبدیلی اور خفیفت پیدا کر دی ہے۔ بلکہ علم حفظان صحت میں بھی ایک ہیجان مگر بہت بڑا تغیر پیدا کر دیا ہے۔

علم علاج میں تو صرف اس قدر فرق پڑا ہے۔ کہ ایسے مریضوں کا علاج علاوہ پہلے علاجوں کے جو مسکن اعصاب و مسکن ادویہ منی اور مسکن ذکاوت حس اور تغلیظ منی وغیرہ کے خاص طور پر معدہ و جگر کی اصلاح کرنی ضروری ہوتی ہے جن کی اصلاح کے بعد مریض بالکل تندرست اور صحیح و سالم مرد بن جاتا ہے ؛

وائٹل فورس کے چہرہ اور جسم خوبصورت بنانے والے مرکبات

وائٹل فورس سوپ } جلد اور جلدی امراض۔ پھوڑے پھنسیاں۔ کھجلیاں خارش وغیرہ۔ جراثیم اور خشکی دور کرنیکے لئے بہترین صابن ہے۔ اسکے استعمال سے جلد ملائم تندرست صاف اور خوبصورت نکل آتی ہے عمدہ خوشبودار ہے۔ فی ٹکیہ ۶ رمین مکیہ کا بکس عمدہ

وائٹل فورس ٹوتھ پوڈر } سینکڑوں امراض دانتوں کی خرابی پیدا ہوتے ہیں۔ دانتوں کا منہ ہو تا بھی بال جان ہے۔ یہ منجن دانتوں کو صاف کر کے انکی حفاظت کرتا ہے۔ گرنے سے بچاتا ہے۔ کیڑے سے محفوظ رکھتا ہے۔ داغ اور جھلی کو دور کرتا ہے منہ کو تازہ خوشبودار اور صحت و حالت میں رکھتا ہے۔ فی شیشی ۸ ر

وائٹل فورس کریم } رنگ اور جلد کو سفید بناتی ہے اسکو نرم اور خوبصورت رکھتی ہے۔ چہرے کی تمام بدنما داغ اور چھائیاں دور کرتی ہے۔ چہرہ نوجوان معلوم دیتا ہے اسکے لگانے سے ہر وقت بہترین قسم کی مہک خوشبو دیتی رہتی ہے۔ فی جار ۱۲ ر

وائٹل فورس ہیر آئل } بہترین میڈیکیٹڈ اور خوشبودار تیل ہے۔ سائنٹفک اصولوں اور مشینریوں سے تیار کیا گیا ہے۔ اسکے چند روزہ استعمال سے بال ریشم کی مانند ملائم خوبصورت اور سیاہ ہو جاتے ہیں۔ دردسر۔ نزلہ اور زکام کو مفید ہے۔ مقوی دماغ اور مفرح دل ہے اسکے باقاعدہ استعمال سے بال لمبے اور گھونگریالے ہو جاتے ہیں (وائٹ آئل اور فضول آملہ آئلوں سے بچو) ہمیشہ اس کا استعمال کریں۔ جس کی بھینی بھینی خوشبو فرحت افزا ہے قیمت ۱۴ ر فی شیشی۔

وائٹل فورس لوزینجز } گلے کے امراض۔ درد گلو۔ گلے پڑنا۔ کھانسی سوزش اور خصوصاً آواز بیٹھ جانے کیلئے بہترین ٹکیاں ہیں۔ اس کے علاوہ مفرح اور بدبو دہن کو دور کرتی ہیں۔ گانے والوں اور لیکچراروں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایک شیشی کی قیمت ۶ ر

ملنے کا پتہ :۔ وائٹل فورس کیمیکل لیبارٹری فلیمنگ روڈ عزیز منزل لاہور

کلیات خدائی ڈپلومایا قدرتی سند

اور

(ترقی کا راز)

اس میں کلام نہیں۔ کہ وہی قوم زندہ قوم کہلا سکتی ہے۔ جو ہر وقت ترقی و رفعت کی زینہ پیمائی کے لئے ساعی و کوشاں ہو۔ ہر فرد قوم اپنے اپنے خیال کے مطابق کسی نہ کسی امر کو ترقی و رفعت کا ذریعہ اور وسیلہ گردان کر اس کے حصول کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ بعض اصحاب تو حصول سندات و ڈپلومہ جات کو ہی باعث ترقی درجات سمجھے ہوئے مختلف قسم کے سرٹیفکیٹ جمع کرنے کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بعض اصحاب مجربات کو ہی ذریعہ ترقی قرار دیتے ہوئے ہر وقت مجربات کے جمع کرنے میں ہی مصروف ہیں۔ اور بعض اصحاب پورانی اور قلمی کتب کی تلاش میں ہی عمر بسر کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں انہیں کتابوں کا علم ہی ترقی درجات کے لئے واحد ذریعہ ہے۔ بعض نئے نئے علم اور جدید اکتشافات کے دلدادہ ہیں۔ اور اسی کو صحیح طور پر ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ علی ہذا القیاس کئی کئی قسم کے خیالات ہمارے اطباء کے نزدیک نہایت ضروری اور واجب التعمیل ہیں۔ بعض اصحاب یونانی طب کے مطابق نباتات سے علاج کرنے کو بے ضرر علاج سمجھتے ہوئے اسی میں ترقی کا راز سمجھتے ہیں۔ اور بعض انگریزی ادویہ کی زود اثری کے دلدادہ ہو کر انہیں کو زینت مطب بنا کر اپنے خیال میں ترقی کے راستہ پر گامزن ہیں۔ بعض سنیاسیوں کے کشتہ جات اور ویدک کی رسوں کو زود اثر اور اکسیر اور کم قیمت ہونے کی وجہ سے کم خرچ بالانشین کا مصداق سمجھکر بارہ بارہ برس تک جنگلوں میں جوگیوں کے ساتھ رہنا ہی باعث ارتقاء سمجھے ہوئے ہیں۔ اور بعض ہومیو پیتھک کی بے بُو بے ذائقہ چھوٹی پڑیوں کو ہی باعث ترقی تسلیم کرتے ہوئے اس کے ماخت کوشش کر رہے ہیں۔

یہ سب کچھ سچ ہے۔ اور یہ ساری چیزیں ہی ترقی مدارج اور شہرت عامہ کے لئے مفید ہیں۔ مگر آج میں جس موضوع پر کلام کرنا چاہتا ہوں۔ اور جس جس چیز کو میں آج آپ کے سامنے پیش کرکے اس کے حصول میں لگ جانے کے لئے آپ کو ہدایت کرنے والا ہوں۔ وہ ان تمام چیزوں سے نہایت اعلےٰ اور ارفع ہے۔ اگر سچ پوچھو تو وہ ایک بہترین چیز ہے۔ کہ اگر وہ حاصل نہیں تو کچھ بھی نہیں اور اگر وہ حاصل ہو جائے۔ تو ترقی درجات اور شہرت عامہ لونڈیوں کی طرح آپ کے قدموں میں آپڑے گی۔

آپ کو اگر وہ طلسم ہمامیسر آجائے۔ تو بادشاہ بھی آپ کے غلاموں میں شمار ہونے لگیں گے۔ آپ کو اگر وہ سنگ پارس حاصل ہو جائے۔ تو دنیا کی دولت کو آپ دھکے دینگے۔ مگر وہ دولت عاشق صادق کی طرح آپکے

دروازہ میں بار بار حاضر ہوگی - میں نے اکثر دیکھا ہے - کہ بعض ناخواندہ اشخاص جو علمی رنگ میں یہ بھی نہیں جانتے کہ طب کس جانور کا نام ہے - ان کے پاس بڑے بڑے سند یافتہ ڈاکٹر اور بڑے بڑے ماہرانِ طب قدیم اپنے بال بچوں اور اہل وعیال کے علاج کے لئے دست بستہ حاضر ہو رہے ہیں - حالانکہ خوب جانتے ہیں - کہ وُہ شخص نہ ہی تو اصُول طب سے واقف ہے - اور نہ ہی وُہ انسانی مشینری کے موٹے موٹے پرزوں کے نام ومقام سے آگاہ ہے - مگر وُہ چیز جس کا میں ابھی ذکر کرونگا - وُہ اس کے پاس موجود ہے جو مجبور کر کے کشاں کشاں اس کے آستانہ پر انہیں لے آتی ہے - اور پھر یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے - کہ جن کے پاس وُہ چیز موجود نہیں ہے - وُہ لاکھ سندوں کے مالک ہوں - علوم طبیہ کے چوٹی کے ماہرین میں سے ہوں - ان کو باوجود ان کی علمیت وفضلیت کے اعتراف کے بھی کوئی پوچھتا تک نہیں - سارا دن مطب میں مکھیاں مارنے کے سوا انہیں کوئی کام نہیں - باوجود علم کے اور باوجود بڑے بڑے ڈپلوموں اور سندوں کے وُہ کس مپرسی کے تنگ وتاریک غار میں پنہاں ہیں - لوگ ان پر سخت بدظن ہیں - اور ان سے علاج کرانا نہ خود ہی پسند نہیں کرتے - بلکہ دوسرے لوگوں کو ان کی طرف سے روکنے کی ڈیوٹی بھی گویا انہیں کے سپرد ہو چکی ہے -

آپ منتظر ہونگے - کہ وُہ ایسی کونسی چیز عالی صفات ہے - جلد از جلد ہمیں اس سے تعارف کرایا جائے - تاکہ ہم اس کے حصول کے لئے ہمہ تن کوشاں ہوں - اس لئے میں آپ کو زیادہ عرصہ تک انتظار کی تکلیف نہ دونگا - بلکہ بہت جلد اس برقعہ پوش جمیلہ کے چہرے سے نقاب کشائی کر کے اس کے دیدار فرحت آثار سے آپ کے دل ودماغ کو مسرت وابتہاج کا موقعہ دونگا -

آپ شوق کے کانوں سے سُنیں - اور قلب سلیم میں اُسے جگہ دیں - اس حسن کی دیوی کا نام ہے :-

دستِ شفاء

آپ کے کان اس سے ناآشنا نہ ہونگے - اور بارہا آپ نے عام لوگوں کی زبانی سُنا ہوگا - کہ فلاں طبیب اگرچہ بڑا عالم ہے - مستند طبیب ہے - مگر اس کے ہاتھ میں شفا نہیں - ایسا ہی بعض کے متعلق زبان زد خلق یہ فقرہ ہوگا - کہ اس کے ہاتھ میں شفا ہے - یا کہ فلاں کو دستِ شفا حاصل ہے - پس آپ بھی اسی کے حصُول میں کوشش کریں - کیونکہ جس طبیب کو دست شفا حاصل ہے - اس کے پاس ہجوم خلق ہوتا ہے - اور بغیر طلب کئے اس کو بڑی بڑی فیسیں ملتی ہیں - بڑے بڑے ماہران فن بھی بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کرتے ہیں - حتےٰ کہ میں نے دیکھا ہے - کہ بڑے بڑے سول سرجن بھی اکثر اوقات ان کے دروازوں پر دستک دیئے بغیر نہیں رہ سکتے -

آج باوجود میری اس بات کو صحیح سمجھنے کے بھی حیران ہونگے - اور آپ کے دل میں اعتراض پیدا ہو رہا ہوگا - کہ اگرچہ

یہ سچ ہے۔ کہ دستِ شفا نہایت عجیب ہے۔ اور جس کو یہ حاصل ہو۔ اس کے مقابلہ پر کوئی ڈپلومہ دسند اور کوئی دوسری فضیلت کچھ بھی قدر و منزلت نہیں رکھتی ہیں۔ مگر چونکہ شفا منجانب اللہ ہے۔ اور دستِ شفا اسی شافی مطلق کی ایک خاص نعمت اور موہبت ہے۔ جس کو جی چاہے دے۔ ہم اسے کہاں سے اور کیونکر حاصل کر سکتے ہیں۔ سو آپ حیران نہ ہوں۔ میں ابھی اس مسئلہ کی تشریح و توضیح کر کے آپ کی اس حیرانی کو دُور کر دیتا ہوں۔ اور آپ کے اس اعتراض کا جواب دے کر آپ کی تسلی و اطمینان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اس میں تو کوئی شک نہیں۔ کہ دستِ شفا ایک نعمتِ الٰہیہ ہے۔ جس کو وُہ چاہے دے۔ لیکن یہ بھی تو آپ کو سوچنا چاہیئے۔ کہ وُہ ذات پاک سخی ہے۔ بخیل نہیں ہے۔ اور عادل ہے۔ ظالم نہیں ہے۔ اس کا دروازہ ہر ایک کھٹکھٹانے والے کے لئے ضرور کھولا جاتا ہے۔ اور طالب صادق اس کے دروازے سے محروم نہیں پھرتا۔ دیکھو۔ ہر ایک نعمت علم ہو یا دولت۔ عزت ہو یا مرتبہ۔ غرض کہ چھوٹی چھوٹی نعمتوں سے لے کر بڑی بڑی نعمتوں تک سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں مگر مَنْ طَلَبَ وَجَدَ کے ماتحت جو ڈھونڈتا ہے۔ پالیتا ہے۔ اور جو مانگتا ہے۔ اس کو دی جاتی ہیں۔ تو کیا یہی ایک نعمت ہے۔ کہ اس کے متعلق اس کا قاعدہ الٹ ہو گیا ہے۔ کہ ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی۔

یہ خیال مت کرو۔ کیونکہ یہ خیال محرومی کی علامت ہے۔ بلکہ یقین سمجھو۔ کہ اس کی ذات میں بخل کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔ اس کے تمام خزانے محتاجوں کے واسطے کھلے ہیں۔ جس قدر کوئی محنت کرتا ہے۔ بشرطیکہ قانون قدرت کے ماتحت محنت کرے۔ اس کو دیا جاتا ہے۔ اور ہرگز ہرگز کسی کی صحیح محنت کو ضایع نہیں کیا جاتا۔

اب آپ پھر سوال کریں گے۔ کہ دستِ شفا کے حاصل کرنے کا صحیح قانون اور قاعدہ کیا ہے۔ جس کے مطابق ہم کوشش کر کے اسے حاصل کر سکیں۔ تو اس کا جواب دینا مجھے ضروری ہے۔ اور اسی کے اظہار کے واسطے میں کھڑا ہوا ہوں۔

جاننا چاہیئے۔ اور غور سے کام لینا چاہیئے۔ کہ امراض اگرچہ بے شمار اور لاتعداد ہیں۔ مگر سب کی سب دو قسم پر تقسیم ہو سکتی ہیں۔ ایک تو وُہ ہیں۔ جو شاذ و نادر طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ جس کو قلیل الوقوع امراض کہا جاتا ہے۔ اور ایک قسم کثیر الوقوع امراض کی ہے۔ جن کے ساتھ ہر ایک طبیب کو عموماً واسطہ پڑتا ہے۔ پس اگرچہ لائق طبیب بننے کے واسطے تمام امراض کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ لیکن حصُول علم کے بعد کثیر الوقوع امراض کے متعلق خصوصیت کے ساتھ زیادہ غور و فکر کرتے رہنے سے ہی دستِ شفا حاصل ہو سکتا ہے۔ اکثر معالج کثیر الوقوع امراض پر تو اس قدر غور نہیں کرتے۔ جس قدر نادر اور قلیل الوقوع امراض کی الجھنوں میں پھنسے رہتے ہیں۔ لہٰذا وُہ کامیاب طبیب نہیں بن سکتے۔

اس جگہ مجھے آپ کو تین باتوں کا سمجھانا مطلوب ہے۔ اول یہ کہ اگرچہ قریباً تمام امراض کا ذکر کم و بیش کتب میں موجود ہوتا ہے۔ لیکن ہر مرض کے تمام نشیب و فراز اور اس کے تمام درجات اور لوازمات کا علم کتابوں میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ کتابوں میں تو صرف موٹی موٹی باتیں اندراج پائی ہیں باقی امورات کی طرف صرف اشارات کر دیئے

جاتے ہیں۔ اس واسطے ہر ایک طبیب کا فرض ہے۔ کہ کتابی علم حاصل کرنے کے بعد جب وہ پریکٹس کرنے لگے۔ تو ہر ایک مرض کے مختلف مریضوں کو دیکھکر ان کے باہمی فرق کو دیکھے۔ کہ باوجود ایک ہی مرض ہونیکے ہر ایک مریض کا علامات وعوارضات میں اس قدر فرق کیوں ہے۔ علی ہذا القیاس ہر ایک بات کو کتابی علم کی روشنی کے ماتحت اپنے مشاہدات وتجربات سے وسعت دیکر سوچنے کی کوشش کرے۔

دوسری بات جس کا سمجھانا مجھے مطلوب ہے۔ یہ ہے۔ کہ کثیر الوقوع امراض کے متعلق ہی ہر ایک طبیب اپنی سوچ بچار کو کام میں لاسکتا ہے۔ وجہ یہ کہ زیادہ تعداد میں انہیں امراض کے کیس دیکھنے کا اتفاق ہر ایک طبیب کو ہو سکتا ہے۔ جو کثیر الوقوع ہوں۔ ورنہ قلیل الوقوع امراض میں سے اگر کوئی ایک آدھ کیس کسی نے دیکھ لیا۔ تو پھر چند ماہ یا چند سال کے بعد جبکہ دوسرا کیس ہاتھ آئے گا۔ تو اس وقت گذشتہ کیس کے حالات اور ان کے تغیرات کا اسے پورا علم یاد نہیں رہا ہوگا۔ اس واسطے وہ طبیب ان مختلف کیسز کا باہمی مقابلہ اور موازنہ کیسے کرسکتا ہے۔ یعنی کتابی علم تو اگرچہ ہر ایک مرض کے متعلق اس نے پڑھا ہوا ہے۔ مگر تفصیلی علم جو بار بار کے عینی مشاہدات سے طبیب کو حاصل ہوسکتا ہے۔ جس کے ماتحت وہ اس مرض کے قلع قمع کرنے کے واسطے پوری استعداد پیدا کرسکتا ہے قلیل الوقوع امراض میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس کثیر الوقوع امراض ہی ایسی ہیں۔ جن پر طبیب کو خوب غور وفکر کرنے اور اس کے تمام پہلوؤں پر سوچ بچار کے بعد ایک خاص نتیجہ پر پہونچنے اور ایک مستقل اور صحیح رائے کے قائم کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ کیونکہ مزاولت اور کثرت تجربات ہی کسی حقیقت تک پہونچا سکتے ہیں۔ اور سوائے کثیر الوقوع امراض کے ان کا حاصل ہونا مشکل اور محال ہے۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ جب ایک لائق طبیب کثیر الوقوع امراض میں سے بعض امراض کے مریضوں پر پوری توجہ اور پوری نیک نیتی سے محنت کرے گا۔ اور اس کا ارادہ ہوگا۔ کہ جس طرح سے بھی ہوسکے۔ میرے زیر علاج مریضوں کو فائدہ پہونچے۔ تو ضروری ہے۔ کہ ان امراض کے علاج میں اُسے ید طولیٰ حاصل ہو۔ اور وہ اس خاص مرض کا ایک سپیشل معالج بن جائے۔

پس جب ایسے معالج سے چند مریض شفاء حاصل کرلینگے۔ جو بوجہ کثیر الوقوع ہونے اس مرض کے کچھ مشکل نہیں تو وہ شفا یافتگان اس کا مجسم اشتہار بن جائیں گے۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ کہ جس مرض سے کوئی مریض شفا پاتا ہے اسی قسم کے مریض کو دیکھکر فوراً اسی حکیم کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ مرض کثیر الوقوع ہوتی ہے اور ان شفا یافتگان کو اسی قسم کے اکثر مریض مل جاتے ہیں۔ اس لئے وہ اکثر لوگوں سے اسی حکیم کے علاج کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ پھر چونکہ اس مرض میں حکیم موصوف ایک سپیشلسٹ معالج ہوچکا ہے۔ اس لئے ان نئے سفارشاً آنے والے مریضوں میں سے بھی پچاسے فیصدی مریض شفایاب ہوجاتے ہیں۔ تو پھر اُس کے مجسم اشتہار

بن جاتے ہیں۔ حتےٰ کہ یہ سلسلہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس قدر وسیع ہو جاتا ہے۔ کہ بس سارے علاقہ میں دستِ شفاء کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔ اور پھر یہ تو لوگوں کو علم نہیں ہوتا۔ کہ حکیم صاحب صرف ایک دو امراض کے ہی خصوصی معالج ہیں۔ بلکہ ان کا دستِ شفا سُن کر ہر قسم کے مریض دُور دور سے آنے لگتے ہیں۔ حتےٰ کہ قلیل الوقوع امراض کے بھی درجنوں مریض اس کے پاس آکر علاج کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے قلیل الوقوع امراض اس کے تجربات و تحقیقات کے لئے کثیر الوقوع امراض کے حکم میں ہو جاتی ہیں۔ جن کے مختلف قسم کے مرضاء کو بحالتِ مجبوری دیکھنے اور ان پر غور کرنے کا اسے بخوبی موقعہ مل جاتا ہے۔ اور اس طرح سے اس کا دستِ شفا دن بدن ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور شہرت اور مالی آمد و رفت روز بروز خود بخود بڑھتی جاتی ہے۔ بشرطیکہ ایسے موقعہ پر طبیب بے رُخ اور تلخ مزاج اور بدنیت اور سخت حریص نہ ہو جائے۔ تو اس کے دستِ شفاء میں نہ صرف آئندہ کمی نہیں آتی۔ بلکہ روز افزوں ترقی پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ حتےٰ کہ اس کے مقابلہ پر ڈاکٹروں اور بڑے بڑے ڈاکٹروں کی بھی حیثیت گر جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے انگریزی خوان جو ڈاکٹری کے ماہر اور سخت متعقد ہوتے ہیں۔ ان کو بھی اپنے ان رشتہ داروں اور دوستوں کے اصرار سے جو حکیم صاحب کے دستِ شفاء کے معتقد ہو چکے ہوتے ہیں حکیم صاحب کی طرف ہی رجوع کرنا پڑتا ہے۔

پس یہ ہے۔ آپ کی ترقی کے لئے ایک شاہراہ جس پر چلکر آپ جلد از جلد ترقی کر سکتے اور نہ صرف خود ترقی کر سکتے ہیں۔ بلکہ فن کی عزت و توقیر کو بھی چار چاند لگا سکتے ہیں۔ اور خلقِ خدا کی حقیقی اور سچی خدمت کر کے خالق و مالک حقیقی کی بارگاہِ عالی میں بھی سُرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح سے دونوں جہان میں آپ کا بھلا ہو سکتا ہے۔

یہ خطبہ اور لیکچر ناقص اور ادھورا رہ جائے گا۔ اگر میں آپ کو یہ نہ بتلاؤں۔ اور کسی قدر مشرح اور مفصل طریق سے آپ کو ان کثیر الوقوع امراض کی طرف رہنمائی نہ کر دوں۔ کہ جن کے متعلق آپ کو آئندہ خصوصیت سے غور و تفکر اور محنت سے کام لیکر دستِ شفاء کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

سو میں اس وقت آپ کو تین قسم کے اعضاء کی امراض کی طرف رہنمائی کرتا ہوں۔ جو کہ نہایت ہی کثیر الوقوع ہیں اور نہ صرف کثیر الوقوع ہیں۔ بلکہ اگر آپ ان ہر سہ قسم کی امراض کے ازالہ پر حاوی ہو جائینگے تو میرے خیال میں قریباً تمام امراض کے ازالہ میں آپ ایک کامل معالج ثابت ہونگے

پہلا عضو جس کی امراض کی طرف میں آپ کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ وُہ ہے:۔

آلاتِ الہوا کی غشاء مخاطی

جس کا سلسلہ میں نے اسی غرض سے تَبْصِرَۃُ الْاَطِبَّاءِ میں جاری کیا تھا۔ مگر بہتوں نے اُسے ایک کتابی صورت

کا مضمون سمجھکر اس نکتہ رخیال سے نہیں پڑھا جس کا میں اظہار کر رہا ہوں۔ دیکھو نزلہ زکام اور کھانسی اور ضیق النفس وغیرہ امراض کس قدر کثیر الوقوع اور عام پیدا ہونے والی امراض ہیں۔ ان پر خوب غور کرو۔ اور گذشتہ مضامین کو دوبارہ سہ بارہ غور سے پڑھو۔ اور ان مضامین کی روشنی میں ایسے مریضوں کی تشخیص اور علاج میں کوشش کرو۔ تو بہت جلد آپ کو پتہ لگ جائے گا۔ کہ پہلے جو آپ علاج کرتے تھے۔ وہ ایک اندھا دھند علاج تھا۔ اور گویا ایسا تھا۔ جیسے اندھیرے میں تیر چلایا جائے۔ تو اتفاقاً کہیں نشانہ پر لگ جائے۔ تو لگ جائے۔ ورنہ اکثر خطا جاتا تھا۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ دنیا میں اکثر معالجین ان امراض کا غور سے علاج ہی نہیں کرتے۔ بلکہ تکوں پر ان کا دارومدار ہے۔ پس آپ کے واسطے میدان کھلا ہے۔ آپ اس میں خوب ترقی کریں۔ میں نے ان امراض کے متعلق اکثر مضامین درج رسالہ کر دیئے ہیں۔ جو آپ کی ترقی کے لئے شمع راہ ہونگے۔ لیکن اگر آپ کو دوران تحقیقات میں کوئی دقت پیش آوے تو آپ مکرر سوالات کرکے دریافت فرما سکتے ہیں۔ اور اس غرض کے حصول کے لئے آپ کا تبصرہ ہمیشہ آپ کے واسطے خضر راہ ثابت ہوگا۔ اور بہت جلد آپ غشاء مخاطی کے کثیر الوقوع امراض کے علاج میں ایک خاص ماہر ہو جائینگے۔ اور نہ صرف آلات الہوا کی غشاء مخاطی میں پیدا ہونے والی امراض میں بلکہ دوسرے اعضاء کی غشاء مخاطی کی امراض کا بھی آپ کو خود بخود حل مل جائے گا۔ مثلاً آنکھ کی غشاء مخاطی کی کثیر الوقوع مرض آشوب چشم۔ (رمد کرے) وغیرہ کے علاج میں بھی مہارت تامہ حاصل ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں امراض کان۔ اور آلات الغذا کی غشاء مخاطیہ کی امراض کمی اشتہاء۔ بدہضمی۔ اسہال پیچش وغیرہ کے متعلق بھی بہت کچھ آپ کو سمجھ حاصل ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے تبصرہ میں ان امراض پر بھی شرح بسط کر دیا ہے۔ اور اسی نیت سے لکھا ہے۔ تاکہ آپ دست شفا حاصل کرنے میں سب سے پیش پیش ہوں۔ لیکن آپ نے ان مضامین کی کماحقہٗ قدر نہیں کی۔ آئندہ ضرور اس نیت سے ان مضامین کا مطالعہ کریں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔ اور یاد رکھیں۔ اور خوب یاد رکھیں۔ کہ غشاء مخاطی آلات الہوا کی امراض کے مریض اگرچہ ہر موسم میں مل سکتے ہیں۔ مگر موسم سرما میں تو کوئی محلہ بلکہ کوئی گھر خالی نہیں رہتا۔ جو ان امراض میں سے کسی مرض کا شکار نہ ہو۔ بلکہ اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے۔ تو کوئی بشر بھی خالی نہیں رہتا جسے کوئی نہ کوئی خفیف سا اثر بھی اس کا اس موسم میں نہ ہو۔ اس لئے موسم سرما آپ کے واسطے ایک امتحان کا موسم ہے۔ اور خلق خدا کو فائدہ پہونچا کر دست شفا کی سند لینے کا وقت ہے۔ پس اسے ضایع مت جانے دو۔

دوسری قسم جگر اور طحال کی امراض کی ہے۔ جس کے ساتھ امراض معدہ و امعاء کی امراض مثل قے۔ اسہال زحیر وغیرہ بھی آجاتی ہیں۔ جگر و طحال کی امراض میں سے علاوہ عظم الکبد۔ ورم الکبد عظم الطحال ورم الطحال اور یرقان وغیرہ کے ایک موسمی بخار بھی ہے۔ جس کو آجکل کی اصطلاح میں ملیریا بخار بھی کہتے ہیں۔ اور متقدمین اس کو حمی خلطیہ قرار دیتے اور غب خالص غیر خالص۔ دائمی۔ نوبتی اور پھر روزانہ تجاری اور چوتھیہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ویدک میں اس کو

بکھم جور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ تمام امراض اس قدر کثیر الوقوع ہیں۔ کہ موسم خزاں میں شاذ و نادر ہی کوئی شخص ان کے حملہ سے بچا رہتا ہوگا۔ ماہ ساون میں جب بارش ہو جاتی ہے۔ تو ان امراض کا افتتاح ہوتا ہے اور ماہ بھادوں اسوج اور کتک میں ان کا خوب زور ہوتا ہے حتےٰ کہ گھر میں جا کر ان امراض میں کمی واقع ہوتی ہے یہ سارا موسم آپ کے واسطے ان طبی اسباق کو جو آپ نے طبی کتب میں سے پڑھے یا رسالہ تبصرۃ الاطبار میں مطالعہ کئے۔ عملی رنگ میں یاد کرنے کا ہے۔ تاکہ امتحان میں پاس ہونے پر اس احکم الحاکمین جیسے حقیقی ممتحن سے آپ کو دستِ شفا رکی ڈگری مل جائے۔

اسی واسطے میری طرف سے تبصرہ کے متعدد پرچوں میں ان امراض پر مشرح و موضح مضامین لکھے گئے تھے۔ آپ مہربانی کر کے بار بار ان مضامین کو پڑھیں۔ اور ان امراض میں دستِ شفا رحاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ان مضامین سے نہ صرف آپ کو انہیں امراض کے متعلق مفید علم حاصل ہوگا۔ بلکہ علاوہ ازیں آلات تناسل کی دوسری امراض اور پھر حمیات کی دوسری کئی اقسام کا بھی علم حاصل ہو جائیگا۔ اور حمیات بھی کثیر الوقوع امراض کی فہرست میں اعلےٰ درجہ پر ہیں۔ جن کے علاج کی طرف آپ کو خاص توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ میں نے خود حمیات کے مضمون پر بہت غور و خوض سے کام لیا ہے۔ اور جو معلومات جدیدہ مجھ پر منکشف ہوئی ہیں۔ ان کا علم گاہ بگاہ رسالہ تبصرۃ الاطبار کے ذریعہ آپ صاحبان کے پیش نظر کرتا رہا ہوں۔

تیسری قسم امراض کثیر الوقوع میں سے آلات تناسل کی امراض ہیں۔ جو کثیر الوقوع ہونے کے علاوہ ایک اہم ترین توجہ کی محتاج ہیں۔ کیونکہ ان امراض کے علاج کا شوق اہل سلک میں اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ گویا توہم و جنون تک مریضوں کی نوبت پہونچ چکی ہے۔ جو طبیب ان امراض میں دستِ شفا رحاصل کرلے گا۔ بس سمجھ لو کہ اس سے زیادہ کسی حکیم۔ ڈاکٹر اور وید کا مرتبہ نہیں ہو سکتا۔ ان امراض کے متعلق اگرچہ میں نے مذکورہ بالا امراض کی طرح نہایت شرح و بسط سے مضامین نہیں لکھے۔ لیکن تاہم تبصرہ کے سابقہ اوراق اس کے مناسب بیان سے قاصر بھی نہیں رہے۔ آپ کو اگر ان امراض کے بیان کے متعلق مزید معلومات و ہدایات کی ضرورت ہوئی۔ تو آئندہ بذریعہ تبصرہ تمام علمی استفسارات کے جوابات بشرح و بسط دیئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ اپنے زیر علاج مریضار کے تمام حالات اور اپنے علاج کی مفصل کیفیت اور پھر اس کے نتائج سے مطلع کر کے ایزادی علم کے خواہاں ہوں۔ یہ نہیں۔ کہ سوال لکھ دیا۔ کہ سرعت انزال کا مجرب نسخہ لکھو۔ یا کہ جریان کی دوا کا نسخہ لکھو۔ وغیرہ۔ اس طرح سے علم میں اضافہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ فرض کیجئے۔ کہ ایک شخص نوجوان ہے۔ اور بوجہ جلق کے اس کے اعضار تناسل کی حس تیز ہو چکی ہے۔ جس کے باعث اس کو سرعت کا عارضہ ہے۔ ورنہ قوت انتشار میں کسی قسم کی کمزوری نہیں ہے۔ دوسرا شخص عمر رسیدہ ہے۔ جس میں ذکاوت تو نہیں۔ مگر اس کے آلات تناسل کے اعصاب و عضلات اس قدر کمزور ہو چکے ہیں

کہ اس کا انتشار اور نمود مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں قوت امساک کم ہو کر مرض سرعت نمودار ہو گئی ہے۔ تو کیا صرف سرعت کا نسخہ تلاش کرنے سے آپ کو یہ علم صحیح میسر آسکتا ہے کہ اس دوا سے کس کو فائدہ ہو گا۔ اور بصورت نہ فائدہ ہونے کے آپ کیا سمجھ سکتے ہیں۔ کہ نسخہ غلط ہے۔ یا تشخیص کی غلطی ہے۔ چونکہ اس وقت میرے اس خطبہ کا موضوع یہ نہیں۔ کہ آپ کے سامنے ان امراض کے تمام پہلوؤں پر سیر کن بحث کروں اس لئے اس کو پھر کسی وقت پر ملتوی کرتا ہوا اپنے اصل مدعا اور اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

سب سے اول آپ کتابوں سے ان امراض کے حالات پڑھکر ان کے کلیات و جزئیات پر نظر غور کرو۔ اس کے بعد اس موضوع پر تبصرہ میں لکھے ہوئے مضامین پر نظر غائر ڈالو۔ پھر ایسے امراض کے مریضوں کا علاج صحیح طور پر کر کے ان سے نتائج اخذ کرو۔ پھر جس بات کی سمجھ نہ آئے۔ مفصل حالات لکھکر ان کے متعلق ہدایات کا سوال کرو تاکہ آپ کو پورا جواب ملے۔ اور آپ کے علم میں ترقی ہو۔ اور آپکو ان امراض میں دست شفاء نصیب ہو سکے۔ اور یہ کام آپ ماہواری رپورٹ کے ذریعہ بخوبی کر سکتے ہیں۔ اور اسی واسطے ہم نے یہ مفید سلسلہ ممبران انجمن کے فرائض میں رکھا تھا۔ اور محض آپ کے ہی استفادہ اور تکمیل فن کے ہی لئے رکھا تھا۔ مگر افسوس کہ اس سلسلہ سے بھی آپ نے اپنی غفلت اور کاہلی کی وجہ سے پورا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ اگر آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو چاہیے۔ کہ رجسٹر مریضان اور رپورٹ ماہواری کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ رپورٹوں کو بھیجنے سے تو سراسر آپ کا ہی فائدہ ہے مجھے تو خواہ مخواہ کی مصروفیت اور دماغ سوزی کے علاوہ کوئی ذاتی نفع نہیں ہے۔ کاش کہ آپ اس کی قدر کریں۔

ان امراض اقسام ثلاثہ کے علاوہ اور بھی چند اقسام کی امراض ہیں۔ جو کثیر الوقوع ہیں۔ اور ان کی طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن چونکہ میں خود ابھی ان کے متعلق کسی خاص نتیجہ تک نہیں پہونچا۔ یعنی ابھی خود میں نے ان امراض کے متعلق تحقیقات کو تکمیل تک نہیں پہونچایا۔ تو آپ کو کیسے راہنمائی کر سکتا ہوں۔ البتہ ایک قسم امراض کی ایسی ہے۔ جن کے متعلق میں نے نصف سے کچھ زیادہ تحقیقات کر لی ہے۔ اور قبل از تکمیل ان کا ذکر اس لئے کر دیتا ہوں۔ کہ آپ کو بھی ان کی تحقیقات کا شوق پیدا ہو۔ اور کیا تعجب ہے۔ کہ آپ صاحبان میں سے بعض اصحاب اس تحقیقات جدید کی تکمیل میں میرے معاون ثابت ہوں۔

دوسری وجہ اس قسم چہارم کے بیان کرنے کی یہ ہے۔ کہ اس کے بیان کرنے میں آپ کو بعض ایسی عجیب و غریب معلومات حاصل ہونگی۔ جو پہلے بیان کردہ امراض کی اقسام ثلاثہ کے علاج میں بھی آپ کی ممد ہونگی۔ اور یہ بیان آپ کے واسطے ایک نیا اور اچھوتا مضمون ہو گا۔ جس کے متعلق تا حال تبصرہ میں کوئی مضمون نہیں نکلا۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ قسم چہارم کی کثیر الوقوع امراض کا سلسلہ جس کا ذکر ابھی آپ سے کرنے والا ہوں اس اس کا سلسلہ پہلے تین سلسلوں کی طرح ایک خاص نظام اعضاء کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ سلسلہ امراض صرف ایک

ایسے سبب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جو نہایت کثیر الوقوع ہے۔ اور وُہ سبب بیرونی نہیں۔ بلکہ اندرونی ہے۔ بیرونی اور اندرونی اسباب کے متعلق میں نے رسالہ معلم الاطباء میں کچھ بحث کی ہے۔ جہاں شدید اور خفیہ امراض کے متعلق ذکر کیا ہے۔ اس لئے آج اس پر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس قدر عرض کر دیتا ہوں۔ کہ یہ سبب جو کئی قسم کی امراض کا باعث بنتا ہے۔ امراض خفیفہ میں سے ایک خفیف یا خفیہ مرض ہے۔ جو معدہ میں موجود ہوتی ہے۔ لیکن نہ تو مریض اس کا پورا احساس کرتا ہے۔ اور نہ ہی اطباء اور ڈاکٹر صاحبان اس کے علاج کی طرف پوری توجہ دیتے ہیں۔ البتہ اس مزمن سبب سے جس کو سبب سابقہ کہا جا سکتا ہے۔ جو جو نقصانات اور فسادات بدن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان کو الگ الگ امراض کے ناموں سے موسوم کر کے ان کا علاج کیا جاتا ہے۔ جن میں کبھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ تو مریض کو صحتیاب سمجھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ ابھی وُہ بیمار ہوتا ہے۔ جو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر اسی بیماری میں یا کسی اور قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس مرض کا پورا حال متقدمین نے نہیں لکھا۔ یعنی جس تشریح و توضیح کے ساتھ آج آپ کو اس مرض کے مختلف حالات اور اس کی مختلف کیفیات اور اس کے مختلف عوارضات کا ذکر آپ صاحبان کے سامنے کرونگا۔ ان میں سے دسواں حصہ بھی ہمارے بزرگوں نے نہیں لکھا۔ صرف اشارات کئے ہیں۔ اور وُہ بھی مختلف امراض کے ضمن میں۔ جو طالب علموں کے لئے سمجھنا نہایت کٹھن اور محال ہے۔ سب سے بڑا اشارہ اس مرض کے متعلق امراض معدہ میں سے سوء مزاج معدی کے بیان میں اس کا پایا جاتا ہے۔ مگر وُہ بھی اخلاط اربعہ کے چکر میں آکر ایسا بے معنی ہو گیا ہے۔ کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ کیا مرض ہے۔ آپ جس قدر اطبا لائق سے لائق یہاں تشریف فرما ہیں۔ اپنے اپنے دلوں میں خود اس امر کا احساس رکھتے ہونگے۔ کہ امراض سوء مزاج خواہ وُہ جگر کی سوء مزاج ہو۔ یا معدہ کی وغیرہ اس قدر پیچیدہ طور پر بیان کی گئی ہیں۔ کہ مشکل سے کسی طالب علم کو سمجھ آتی ہو گی۔ میں خود تو اپنے زمانہ طالب علمی میں ان امراض کے متعلق کچھ بھی نہیں سمجھا تھا۔ بلکہ جب مجھے چند سال مطب کرتے بھی گذر گئے۔ اور مجھے ان امراض کے وجود کا خارج میں صفائی سے پتہ نہ لگا۔ تو قریب تھا۔ کہ میں ان امراض کے وجود کا ہی انکار کر دیتا۔ اور چونکہ میری عادت ہو گئی تھی۔ کہ جس مرض کی مجھے سمجھ نہ آئے۔ اس کے متعلق مختلف کتب اور مختلف مذاہب طبیہ کی کتب میں تلاش و تجسس کیا کرتا تھا۔ اس لئے مجھے جب طبی کتب سے سمجھ نہ آئی۔ تو میں نے کتب ڈاکٹری کا مطالعہ کیا۔ لیکن وہاں سوء مزاج کی کوئی مرض ہی مذکور نہیں۔ جس سے میں نے سمجھا۔ کہ شاید یہ امراض حقیقت میں موجود نہ ہوں۔ مگر متقدمین کا ادب مجھے انکار نہیں کرنے دیتا تھا۔ حتےٰ کہ میں نے از سر خود اس میں تحقیقات کی۔ اور سالہا سال مریضوں کے مکمل حالات سُنکر اور دیکھکر میں نے نئے سرے امراض معدہ و جگر کو اپنے تجربات کی بنا پر متعین کیا۔ تو ضرور بالضرور مجھے ان امراض کے وجود کا قائل ہونا پڑا۔ جن میں سے آج ایک مرض یعنی سوء مزاج معدہ کے متعلق آپ کے سامنے کچھ اظہار کرتا ہوں۔

سوء مزاج معدہ سے میری مراد اس مرض سے نہیں ہے۔ جو آپ نے طبی کتابوں میں سوء مزاج حار و بارد وغیرہ کے نام سے پڑھی ہے۔ بلکہ سوء مزاج معدہ ایک ایسی مزمن اور خفیف سی پرانی مرض ہے۔ جو بعض حاد امراض معدہ کے بعد پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ حاد امراض یہ ہیں۔ سوزش حاد معدہ۔ ورم معدہ۔ التہاب یا تہیج معدہ۔ یہ امراض شدید حمیات میں یا ایام ہیضہ میں یا شدید مسہل اور مقی دوا کے کھانے یا کسی اکال اور تیز و داشل تیزاب یا دوسری سخت لاذع ادویہ کے استعمال سے پیدا ہو سکتی ہے۔ پھر ان امراض حادہ کے آرام ہو جانے کے بعد اکثر لوگوں کے معدہ میں ایک مزمن قسم کی سوزش باقی رہ جاتی ہے۔ جو ہمیشہ ان کو ستاتی ہے۔ اس کی بڑی علامت یہ ہے۔ کہ ان کو تھوڑی سی بھوک محسوس ہوتی ہے۔ زور سے بھوک نہیں لگتی۔ اور جب بھوک عمدہ بھی لگے۔ تو کھانا تھوڑا کھا سکتے ہیں۔ اور فوراً سیر ہو جاتے ہیں۔ اور خصوصاً چربدار اور مصالحدار اغذیہ ان کو مرغوب ہوتی ہیں۔ ذرا سی بے احتیاطی غذا سے ترش ڈکار آنے لگتے ہیں۔ فم معدہ میں جلن پیدا ہو جاتی ہے۔ قبض عموماً رہتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس جگہ ایک نکتہ اور بھی سمجھا دینا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ تمام اعضاء کے مقابلہ میں دو عضو جسم میں ایسے ہیں۔ جو کہ اگر ایک دفعہ بیمار ہو جائیں۔ تو اکثر ان میں سے مرض کا مقابلہ کرنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بار بار مریض ہونے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ جن میں سے اول پھیپھڑہ ہے اور دوسرا معدہ ہے۔ اور عجیب تر معاملہ یہ ہے۔ کہ ان دونوں اعضاء کے مزمن مریضوں کی اولاد کے بھی وہی اعضاء موروثی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔ جو بار بار انہیں امراض میں مبتلا ہونے کی استعداد رکھتے ہیں۔ یہ الگ بحث ہے۔ کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کو فی الحال ملتوی رکھتا ہوا اپنے اصل مضمون کی طرف عود کرتا ہوں۔

سوء مزاج معدہ کے مریض کا چونکہ ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے کیلوس اور پھر خون میں ایک ایسا مادہ فاسد پیدا ہوتا رہتا ہے۔ جو ترش ہوتا ہے۔ اس کو متقدمین سودا کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اور ڈاکٹری میں اس کو یورک ایسڈ کہتے ہیں۔ سودا کے نام سے یہ نہ خیال کر لیا جائے۔ کہ پھر تو غلط سودا کا ثبوت مل گیا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ مادہ صحیح اور تندرست جسم کے خون میں ہرگز ہرگز نہیں پایا جاتا۔ بلکہ صرف معدہ کے مزمن بیماروں میں ہی پایا جاتا ہے۔ جو غلط کی تعریف میں نہیں آسکتا۔ ہاں مواد فاسدہ میں سے ایک مادہ سمجھا جا سکتا ہے۔ جس کو جسم کی پرورش اور بقاء سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ سراسر مضر صحت اور اسباب مرض میں سے ایک اہم درجہ کا سبب شمار کیا جاتا ہے۔

اس سودائی مادہ سے انسانی جسم میں اس قدر امراض پیدا ہوتی ہیں۔ کہ جن کو کثیر کے نام ظاہر کرنا بالکل صحیح بیان کرنا ہے۔ کثیر الوقوع امراض کی تینوں اقسام میں سے ہر ایک مرض میں دوسرے اسباب ممرضہ میں سے اس سبب کا درجہ اول پر ہے۔ اور علاوہ ان تمام امراض کے اور بھی بیسیوں امراض اسی سودائی مادہ سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اب

میں ان امراض کی ایک فہرست سُنا کر آپ کو اس موذی مادہ کی مسرت سے آگاہ کرتا ہوں۔

(۱) نزلہ و زکام } جیسی کثیر الوقوع امراض اکثر اسی مادہ کے خون میں موجود ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ پھر درد سر (صداع) کی وُہ عام قسم جو عموماً دائمی قبض کی طرح اکثر مریضوں کو سالہا سال خراب کرتی رہتی ہے۔ اور جس کو نزول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ وُہ یقیناً یقیناً اسی مادہ کی وجہ سے ہوتی ہے پھر نزول کی وجہ سے بار بار آنکھوں کا دکھنا بھی اس موذی مادہ کا ایک کرشمہ ہے۔ ان امراض کو لوگ لاعلاج الزوال سمجھتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اصل سبب یعنی خون میں سے اس مادہ موذیہ کا استیصال کئے بغیر ہی ان امراض کا براہ راست علاج کیا جاتا ہے جس سے اگرچہ اس وقت شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن بوجہ سبب کی موجودگی کے بار بار انہیں امراض میں مریض کو مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس معمولی علاج سے اگرچہ غشاء مخاطی کی وُہ سوزش و خراش جو علامت مرض تھی۔ رفع ہو جاتی ہے۔ مگر معدہ کی وُہ مزمنہ سوزش جس کی وجہ سے وُہ ترش چیز پیدا ہوتی رہتی ہے۔ وُہ موجود ہے جس کی وجہ سے کھانے میں ذرا سی بے احتیاطی کی صورت میں بدہضمی پیدا ہو کر خون میں پھر نئے سر مواد حامضہ پیدا ہو کر باعث مرض ہو جایا کرتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ مذکورہ بالا امراض بطور ادوار کے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور مریض کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ تاوقتیکہ معدہ کا علاج پورے طور پر نہ ہو جائے۔

(۲) کھانسی } جیسی ہسٹیلی مرض بھی اسی مادہ موذیہ سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ وُہ ترش اور گزندہ مادہ جو خون میں ہوتا ہے۔ وہ اکثر حلق میں خراش پیدا کر کے مرض کا باعث بن جاتا ہے۔ خصوصاً جب ذرا بدہضمی پیدا ہو۔ مرض کا حملہ فوراً ہو جاتا ہے۔

(۳) ضیق النفس } یہ مرض بھی اکثر اسی موذی مادہ کے کارناموں میں سے ایک اہم اور قابل توجہ کارنامہ ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے۔ لیکن اگر معدہ کی اصلاح کر لی جائے۔ تو دمہ کا نام و نشان بھی نہیں رہتا۔ اور نہ ہی نزلہ و زکام اور کھانسی کے بار بار پیدا ہونے کی استعداد وجود میں رہتی ہے۔ اس راز کو پہلے محققین میں سے بھی بعض نے سمجھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے اشارات کئے ہیں۔ مگر آج تک پر کسی نے بھی تحقیق نہیں کی۔ کہ آخر معدہ کی وُہ کونسی مرض ہے جس کی موجودگی ان امراض کا باعث ہے۔ اور کہ جس کا کافی و شافی علاج ہو جانے سے ان امراض سے قطعی نجات ہو سکتی ہے۔

(۴) آنکھوں کا جلنا } سُرخی۔ سوزش۔ پردہ صلبیہ۔ کرکے وغیرہ جو مزمن طور پر عرصہ دراز تک مریض کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور بار بار ان امراض کے حملوں کا نشانہ مریض بنا رہتا ہے۔ اس موذی مادہ کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

(۵) امراض دماغی و عصبی۔ جیسے دردِ سر دوری سر درد ادوار۔ مالیخولیا۔ جنون۔ مرگی۔ سکتہ۔ اور جاع عصبی۔

عرق النساء فالج وغیرہ کے مریضوں میں سے اکثر مریض اسی مادہ موذیہ کی وجہ سے مریض ہوا کرتے ہیں۔

(۶) امراض بطنی } مثلاً درم معدہ۔ ورد معدہ۔ قولنج۔ اسہال۔ درم امعاء قبض دائمی اور بواسیر وغیرہ امراض کی تہ میں اکثر یہی موذی مادہ ہی کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(۷) امراض قلبی و عروقی } مثلاً خفقان غشی۔ وجع القلب عظم القلب تسمین القلب تصلب القلب تصلب الشرائین۔ وغیرہ کا باعث بالعموم یہی مادہ موذیہ ہوا کرتا ہے۔

(۸) امراض آلات البول } جیسے ریگ وحصاۃ گردہ ومثانہ۔ پتھری۔ درم گردہ۔ سوزش گردہ ورم گردہ وغیرہ کی بنیاد اکثر یہی مادہ ہے۔

(۹) امراض جلدی } مثلاً شرائے یعنی چھپاکی۔ حمرۃ الجلد یعنی سوزش جلد۔ جمرہ یعنی نار فارس۔ ثبور لینہ و دہنیہ یعنی کیل اور مہاسے کی اقسام۔ حکۃ الجلد۔ حمامہ چمبل اور نقاطات وغیرہ امراض میں بھی اسی مادہ کی پیدائش اور اس کا مزمن ہونا ہی اعلےٰ اور اہم سبب ہوتا ہے۔

(۱۰) امراض آلات تناسل } جریان۔ احتلام۔ سرعت انزال۔ سیلان الرحم۔ حکۃ الفرج وغیرہ بھی اکثر موروثی طور پر اسی مادہ کی موجودگی سے ہی ظہور پذیر ہوا کرتے ہیں۔

(۱۱) امراض مفاصل } یہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے۔ اول بڑے بڑے جوڑوں میں جس کو وجع المفاصل کے نام سے متقدمین نے موسوم کیا ہے۔ دوسرا چھوٹے چھوٹے جوڑوں میں جس کو نقرس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ دونوں اقسام حقیقت میں ایک ہی مرض ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ میں نے رسالہ تبصرہ میں بھی اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ نقرس اور وجع المفاصل حقیقت میں ایک ہی چیز ہیں۔ میں نے نقرس کے مریضوں میں نصف کے قریب ایسے مریض دیکھے ہیں۔ جن کے بڑے بڑے جوڑ بھی مبتلائے مرض تھے۔ چنانچہ اسباب کی بحث میں سے گذشتہ اطباء نے بھی ان دونوں مرضوں کو متحد ہی خیال کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے اسباب مرض میں اس یورک ایسڈ کا نام نہیں لکھا۔ ڈاکٹری میں نقرس کو اسی مادہ سے مخصوص کیا گیا ہے۔ لیکن وجع المفاصل کو ایک علیحدہ مرض مقرر کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ ایک ہی قسم کی مرض ہے۔ اور اس کا واحد سبب اسی مادہ کو قرار دیتا ہوں۔ یعنی یہی مادہ اصل میں اس مرض کا سبب سابقہ اور معدہ ہے۔ باقی اسباب مثل سردی وغیرہ داصلہ اور محرکہ ہی ہیں۔

یہ تمام امراض جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ کس قدر کثیر الوقوع ہیں۔ اور باوجود کثیر الوقوع ہونے کے پھر ان میں سے قریباً ہر ایک مرض مزمن اور ہٹیلی ہے۔ ایسے مریضوں کو جس حکیم کے علاج سے صحت حاصل ہوگی۔ کیوں نہ اس کی قدر و منزلت دوبالا ہوگی۔ اور کیوں نہ اس کی طرف مریضان کے جھنڈ کے جھنڈ آنے لگیں گے۔ پس جہانتک ممکن ہو اس مرض کے متعلق جس کو سوء مزاج معدہ یا مزمن سوزش معدہ کے نام سے موسوم کرنا مناسب ہے۔ اور جس کی موجودگی سے ہی مندرجہ

بالا امراض پیدا ہو سکتی ہیں۔ نہایت غور و خوض سے پورا علم حاصل کرنا اشد ضروری ہے۔ اور دست شفاء کو حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے۔ کہ اس موذی مرض کے علاج پر جو بظاہر خفیف سی معلوم ہوتی ہے۔ آپ کو بدرجۂ اولیٰ حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اس مرض کی علامات و اسباب اور علاج کو بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ تاکہ مریض کو دیکھتے ہی تشخیص مرض کر سکو۔

مجھے خدا کے فضل سے اس مرض معدی اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے اس موذی مادہ کی تشخیص اور شناخت میں ایک خاص ملکہ حاصل ہو چکا ہے۔ کہ مریض کی شکل دیکھتے ہی معلوم کر سکتا ہوں۔ کہ یہ شخص اس مزمن تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ تمام علامات اب آپ کے گوش گذار کرنا چاہوں۔ تو اس وقت سے جو کل اور آج اس لیکچر پر خرچ ہوا ہے۔ تقریباً دو چند وقت صرف ہوگا۔ اس لئے اس مضمون کو کتاب علاج الامراض میں درج کیا جائے گا۔ البتہ مختصر طور پر چند منٹ میں کچھ کچھ اشارات کر دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کے دل میں اطمینان رہے۔

۱۔ جو بچے دُبلے پتلے پیدا ہوں۔ ان میں سے نوے فیصدی وُہ ہوتے ہیں۔ جن میں موروثی طور پر معدہ کمزور ہوتا ہے۔ اور اس مادہ موذیہ کے پیدا ہونے کی استعداد ان میں موجود ہوتی ہے۔

۲۔ جو بچے چھوٹی عمر میں دودھ پینے کے بعد اس طرح دودھ کو قے کر دیتے ہیں۔ یا اسہال وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ ان میں یہ مرض ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ جو بڑے ہو کر کئی قسم کی امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔

۳۔ جن بچوں کو بار بار گلے پڑ جاتے ہیں۔ ان میں بھی یہی مادہ موجود ہوتا ہے۔

۴۔ جو بچے اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ میں ملتے رہتے ہیں۔ اور باوجود منع کرنے کے باز نہیں آتے۔ بلکہ کھیل کے طور پر اس کو بار بار پکڑتے ہیں۔ ان میں بھی یہی مادہ موجود ہوتا ہے۔ اگر اسی عمر میں جلدی اس کا تدارک نہ کیا جائے۔ تو یا تو وُہ بچے یرقان اور پتھری کی مرض میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ورنہ بڑے ہو کر جلق کی مرض میں ضرور گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور بالآخر جریان و احتلام کا شکار ہو کر دین و دُنیا کے نہیں رہتے۔

۵۔ جب کسی بچے کو نزلہ و زکام اور کھانسی بار بار ہوتی ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ اس بچہ میں موروثی طور پر یہ مادہ موجود ہے۔

۶۔ بڑے آدمی بھی جو دائمی کھانسی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بار بار نزلہ و زکام میں گرفتار ہوتے رہتے ہیں۔ یا مرض ضیق النفس کا بار بار شکار ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے معدہ کی حالت کو درست کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ خواہ موروثی طور پر خواہ کسی اور وجہ سے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ان کے معدہ میں اس بیماری کا موجود ہونا ضروری ہے۔

۷۔ جس آدمی کا چہرا لمبوترا ہو۔ جس کے چہرہ کی ہڈیاں ابھی ہوئی ہوں۔ اور نمایاں ہوں۔ جس کے چہرے پر داڑھی کم ہو۔ بلکہ بدن پر بھی بال کم ہوں۔ بس یقین کر لو۔ کہ وُہ اس مرض مزمنہ میں گرفتار ہے۔ اور ضرور یا تو کھانسی و کھانسی وغیرہ کا مریض ہے۔ اور یا احتلام و سرعت کا شاکی ہے۔ ورنہ معدہ کی کسی مرض میں تو ضرور گرفتار ہوگا۔ کیونکہ یہ لچھن اس موذی مادہ کے ہیں۔

۸۔ جس شخص کے پیٹ میں چربی نہیں ہے۔ اور اس کے پریٹ کا چمڑا باریک ہے۔ اس کا ہاضمہ اگرچہ بظاہر کس قدر بھی اچھا معلوم ہو۔ مگر وہ مزمن سوء مزاج معدہ کا خفیف طور پر ضرور مریض ہوگا۔ اور اس میں مذکورۃ الصدر امراض میں سے کوئی نہ کوئی مرض ضرور ہوگا۔

۹۔ اس مرض کی موجودگی والا آدمی عموماً دراز قد اور لاغر ہوتا ہے۔ اور اس کے مفاصل کی ہڈیاں ضرور موٹی اور بڑی ہوتی ہیں۔

۱۰۔ گول چہرے والا شخص، گھنے بالوں والا شخص اور جس کے مفاصل کی ہڈیاں چھوٹی چھوٹی ہوں۔ وہ اس مرض سے مصئون اور محفوظ سمجھا جاتا ہے

۱۱۔ جس کے چہرے اور بدن پر کافی گوشت ہو۔ اسکو یہ مرض شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے اور یہ تو بالکل صحیح ہے۔ کہ اسکو یہ مرض موروثی نہیں ہوتا۔ البتہ خورد و نوش کی بے ترتیبی وغیرہ سے اگر اس کو یہ مرض ہو بھی جائے۔ تو زیادہ تر ریگ، پتھری یا درد گردہ میں مبتلا ہوگا۔

۱۲۔ جو شخص جریان و احتلام اور سرعت کے علاوہ نزلہ و زکام کا شاکی بھی ہو۔ تو یقین کر لو۔ کہ ضرور وہ معدہ کی اس مزمن مرض میں گرفتار ہے۔ خواہ وہ معدہ کی کوئی بھی شکایت نہ بیان کر سکے۔

۱۳۔ لیکن جو شخص بخشاء مخاطی کی امراض اور اعضاء تناسل کی امراض مذکورہ کی شکایت کے ساتھ کمی بھوک یا نفخ اور قبض دائمی کا شاکی بھی ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ یہ شخص اول تو موروثی طور پر اس مرض میں گرفتار ہے۔ ورنہ چھوٹی عمر میں اس مرض میں گرفتار ہو چکا ہے۔ اور مرض پورے طور پر مستحکم ہو چکی ہے۔ اور اگر ساتھ ہی اس کو بواسیر بھی ہو چکی ہے۔ جو کہ عموماً بادی بواسیر ہوا کرتی ہے۔ اور اگر خونی بھی ہو۔ تو پھر چہرہ بھی زیادہ مقدار میں خون کم ہی ایسے مریضوں کو آتا ہے تو اس مرض کی انتہا ہو جاتی ہے جس میں طرح طرح کے بدخیالات اور توہمات متوطنہ بھی مریض کے گلے کا ہار ہو جاتے ہیں۔ گویا مراق الیخولیا یہی ہے۔

۱۴۔ جس شخص کو نرم سا بخار رہتا ہو کبھی کھل کر نہ چڑھے۔ اور بھوک پیاس کم ہو۔ تو سمجھ لو۔ کہ اصل میں وہ اسی مرض کا مریض ہے۔

۱۵۔ جو شخص ہمیشہ چربی اور تیز اور کراری غذا کو نا خوشگوار ہو۔ اور بادی چیزوں سے متنفر ہو وہ بھی اسی مزمن مرض کا شکار ہے۔

۱۶۔ جو شخص ہمیشہ قبض کا شاکی رہے۔ اور دوسری کوئی معتبر مرض بھی اسے نہ ہو۔ تو وہ ضرور اسی مرض میں گرفتار ہے۔

۱۷۔ جس شخص کا دھونہ ٹھہرتا ہو۔ بلکہ ہمیشہ اس کو باد مخالف ستاتی ہو۔ تو وہ اسی مرض کا مریض سمجھو۔

۱۸۔ جس شخص کو بھوک کے وقت خالی پیٹ میں آروغ (ڈکار) آتے ہوں۔ وہ بھی اسی مرض کا مریض ہے۔ غرضیکہ بہت سی علامات و عوارضات ایسے ہیں۔ جو اس مرض کے مریضوں میں پائے جاتے ہیں جن میں سے اول تو بعض مریض کو دیکھکر ہی نظر آجاتے ہیں۔ ورنہ ایک آدھ عارضہ کا نام جب مریض لیگا۔ تو دوسرے عوارضات طبیب خود ہی معلوم کر لیگا۔ اور مریض سے بعض سوالات کر کے اصل مرض تک پہنچ جائیگا۔ اب چونکہ وقت زیادہ گذر چکا ہے۔ اور مزید بیان کا موقعہ نہیں۔ اسی کو کافی سمجھتا ہوا اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ باقی ان امراض کا علاج حسب عوارضات الگ الگ کئی قسم سے ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کو تکمیل علم کا شوق ہوگا۔ تو اپنی ماہواری رپورٹوں میں ایسے مریضوں کے حالات لکھکر دریافت فرما سکتے ہیں۔ جو بذریعہ تبصرہ کے جوابات بخوبی آپ کو مل سکتے ہیں۔ اور سب ناظرین کے لئے وہ بطور اسباق کے ہو سکتے ہیں۔ خداوند کریم آپ کو اس کی توفیق دے۔ اور مجھے بھی جوابات اور خدمت طب کے لئے توفیق دے۔ آمین ؛

علم الادویہ

تحقیقات و تجربات

(از استاذ الاطباء جناب حکیم احمد الدین صاحب بانی انجمن)

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ میرے دل میں یہ خیال گذرا۔ کہ دوا نقرد یا جس کو عربی میں حب القلب اور فارسی میں بلادر اور ہماری زبان میں بھلاوہ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق نئی تحقیقات کی جائے۔ کیونکہ اول تو ایک دیسی اور ملکی دوا ہے۔ جس کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے۔ دوسرا اس کے مؤثر اور زود اثر ہونے پر متقدمین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اور اس کے کئی مرکبات لکھے ہیں۔ اور اس کی بہت ہی تعریفیں کی گئی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو معدل المزاج اور ادویہ کبار میں سے شمار کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کو بہت مضر بھی لکھا ہے۔ اور اس کے ضرر بھی اس قدر شمار کئے ہیں۔ کہ شائد ہی کسی دوا کے اندر اس قدر ضرر ہوں۔ حتےٰ کہ اس کو زہر مہلکہ بھی لکھا ہے۔ اور پھر طرفہ تو یہ ہے۔ کہ اس امر کا فیصلہ نہیں کر سکے۔ کہ کس مزاج اور کس طبیعت میں مضر ہے۔ بلکہ صاف طور پر لکھدیا ہے۔ کہ اس کے ضرر کی وجہ بعض مزاجوں کی کوئی خصوصیت ہے۔ جو اس کی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے اطباء نے اس ڈر سے کہ شاید یہ دوا ہمارے کسی مریض کو مار دے۔ یا سخت نقصان پہونچائے۔ اس کے استعمال ہی کو ترک کر دیا ہے۔ چنانچہ آجکل ہمارے ملک کے طبیب اور دید اس کا مفرد استعمال تو الگ رہا۔ مرکب طور پر بھی نہیں کرتے الا شاذ و نادر ہو تو ہو۔ حالانکہ ان کو چاہیئے یہ تھا۔ کہ جو کچھ اس کے متعلق متقدمین نے تحقیقات کی ہے۔ اس پر اپنے نئے تجربات کے مانحت اور ترقی کرتے۔ اور جو کمی ہمارے بزرگوں سے باقی رہ گئی تھی۔ اس کو پورا کرتے۔ مگر افسوس کہ ان کی تساہل پسند طبع نے یہ تکلیف گوارا نہ کی۔ بلکہ الٹا اپنے متقدمین کی محنت کو بھی ضایع کر دیا۔ آپ سوچ سکتے ہیں۔ کہ آخر ہمارے بزرگوں نے جو اس کے مفاد اور مضار لکھے ہیں۔ کیا بغیر استعمال کئے تو نہیں لکھے آخر انہوں نے سالہا سال اس کو مختلف اشخاص پر استعمال کر کے جان کو جوکھوں میں ڈالکر ہی تجربات کئے ہوں گے مگر آفرین ہے۔ ان سپوتوں کو جن کو ناخلف کہنا موزوں ہے۔ کہ اس دوا کا استعمال ہی ترک کر دیا۔ اور عملاً ثابت کر دیا۔ کہ یہ سپوت نہیں۔ بلکہ کپوت ہیں۔ اور بجائے متقدمین کی تحقیقات کردہ ادویہ کے استعمال کرنے کے یا ان میں اور نئی تحقیقات کر کے ایزادی کرنے کے اپنے جدی سرمایہ کو چھوڑ کر یورپ کی تحقیقات پر لٹو ہو گئے اور اپنا سب کچھ بھول گئے۔ اور اس پر دعوے یہ کہ ہم طب قدیم کے حامل ہیں۔ افسوس۔ افسوس۔ صد افسوس۔

حاصل کلام یہ کہ جب میں نے اس دوا کے متعلق تحقیقات کا ارادہ کیا۔ تو سب سے پہلے میں نے اس کو دہ مشہور

مرکبات جو قلیل الاجزاء تھے۔ ان کا استعمال اپنے مریضوں پر شروع کیا۔ تو واقعی مفید پایا۔ اس کے بعد میں نے ان مرکبات میں تبدیلی شروع کی۔ مگر اس طرح سے کہ اس مرکب میں جس قدر مسلحات اس دوا کے تھے مثلاً نارجیل اخروٹ۔ کنجد وغیرہ وہ تو رہنے دیئے۔ مگر دوسری ادویہ مثل تربھلا۔ سنڈھ۔ پترا وغیرہ وغیرہ یکے بعد دیگرے نکال دیئے۔ اور اس کے خالص اثرات کا مشاہدہ کیا۔ تو پھر بھی یہ دوا حسب تحریر مفید پائی گئی۔ مگر اس دوران تحقیقات کے اندر چند مریضوں میں اس کا ضرر بھی خوب نمایاں ہوا۔ بالعموم اس کا ضرر جلد پر ہوتا تھا۔ بعض کو تو صرف سوءالقنیہ کے مریضوں کی طرح تہیج یعنی درم رخو پیدا ہو جاتی تھی۔ خواہ چہرہ پر ہو یا فوطوں وغیرہ پر۔ یا ہاتھ وغیرہ پر۔ چنانچہ مجھے خود اس کے تین غسل بلادر نکالتے وقت اس کے ضرر کا بارہا تجربہ ہوا۔ عموماً میرے ہاتھ اور منہ پر ورم ہو جاتا تھا۔ جو دو تین دن کے بعد خود بخود رفع ہو جاتا تھا۔ لیکن بعض کو تمام جسم پر ایک قسم کے دانے ان ثبورات کی طرح جن کو گرمی دانے کہا جاتا ہے۔ اور جو موسم برسات میں عموماً لوگوں کو نکلا کرتے ہیں۔ نکل آیا کرتے اور وہاں کا چمڑا (جلد) عموماً موٹا بطور ستودرم کے ہو جاتا اور خارش بالعموم سب کو ہوتی ہے۔ پھر ایک دو مریض تو اس کے ضرر سے سخت درجہ کے متضرر ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کا وجود ہی گویا پھٹنے لگا۔ سخت خارش اور قلق و اضطراب جیسے سخت قسم کی چھپاکی (شرائے) میں ہوا کرتا ہے۔ ہونے لگا۔ اور سارے بدن کی جلد موٹی جیسے ہاتھی کی ہوتی ہے۔ ہوگئی۔ اور خارش اور درد اور چھن رات دن خلاصی نہ کرتی تھی۔ چونکہ ان مریضوں کا علاج بھی کرنا میرے واسطے ضروری تھا۔ اس لئے میں نے پھر کتب طب کی ورق گردانی شروع کی۔ تو سوائے روغن ناریل۔ روغن کنجد جوز اور روغن گاؤ کے کوئی ایسی مفید دوا کی طرف ان کتابوں نے مجھے رہبری نہ کی۔ ایسے وقت میں مجھے یہ بھی شک پڑگیا۔ کہ یہ چیزیں تو اس مرکب میں خود موجود ہیں۔ جب ان کے موجود ہوتے ہوئے بھی یہ ضرر کر دیتی ہیں۔ تو یہ اس کی مصلح نہیں ہو سکتی ہیں۔ مگر چونکہ ان ادویہ کے سوائے متقدمین نے کوئی اور دوا اس کا تریاق نہیں لکھا۔ آخر انہیں روغنوں میں سے ایک ایک کا الگ الگ تجربہ کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگرچہ ان میں سے کوئی چیز بھی بدن پر لگائی جاتی۔ تو موجودہ وقت میں تو واقعی ٹھنڈک پڑ جاتی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہی تکلیف اور مصیبت۔ اصل مرض میں ذرہ بھر بھی تخفیف نہ ہوتی۔ لیکن مجبوراً پھر بھی انہیں میں سے کوئی دوسری چیز استعمال کی جاتی۔ اس کا نتیجہ بھی بشرح صدر نکلتا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ تمام چیزیں حقیقت میں اس کی مصلح نہیں ہیں۔ یعنی اس کے ضرر کو رفع نہیں کر سکتیں۔ صرف دہنیت کی وجہ سے اس کی حدت اور لذع کو چند منٹ کے لئے فائدہ دیتے ہیں۔ مگر اس کی اصل زہر کے لئے تریاق صفت نہیں ہیں۔ پھر میں نے ایسے مریضوں کو جو ایک ایک ہفتہ تک اس مرض میں جو اس دوا سے پیدا ہو چکی تھی۔ مبتلا تھے۔ اور ان روغنوں کے پلانے اور مالش کرنے سے صحت یاب نہ ہوئے تھے۔ چھپاکی اور ضعف جگر اور حکہ و جرب وغیرہ کے مجموعی حالات پر غور کر کے ایک مجموعی رنگ کا علاج خود اپنے طور پر منتخب کر کے شروع کیا۔ اور جو جو نسخے متعدد مریضوں پر استعمال کئے۔ اور مفید ثابت ہوئے۔ وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱- سفوف بیشی مع ۳ ایسے وقت میں جب جلد سرخ اور متورم تھی - اور خارش سخت تھی - اور قلق و اضطراب بہت تھا - نہایت مفید ثابت ہوا - لیکن بالکل شافی ثابت نہ ہوا -

۲- سفوف مفرح بھی بعض مریضوں پر بہت مفید ثابت ہوا - مگر بشرح صدر ،،

۳- گیرو کو پیس کر بھی کھلایا گیا - وہ اچھی مفید ثابت ہوئی -

۴- حب منقی اس مرض کے لئے بہت ہی مفید اور شافی رنگ میں ثابت ہوئی جس سے ورم بھی اور خارش بھی اور سوزش میں بھی فوراً کمی آگئی - اور وہ کمی اصل مرض کی کمی تھی - یعنی اس کا فائدہ وقتی نہ تھا - بلکہ مستقل تھا -

۵- بیرونی مالش کے لئے دار چکنہ ایک رتی ڈیڑھ پاؤ پانی میں حل کر کے اس پانی کو ورم اور خارش کی جگہ پر لگایا - ان مذکورہ بالا تینوں سے بہت زیادہ مفید ثابت ہوا -

۶- بعد کے تجربات میں خوراکی طور پر سفوف زبیق مع ۳ بہت مفید اور مؤثر اور شافی ثابت ہوا -

ان تجربات مذکورہ بالا نے مجھ پر یہ ثابت کر دیا - کہ مغز نارجیل وغیرہ اور ان کے روغنیات اس دوا کی زہر کے اصلی فاد زہر نہیں ہیں صرف ان کی حدت کو توڑنے یا عسل بلادر کے اجزاء کو متفرق کرنے اور اس کی تقلیل کا فائدہ دینے کے لئے مفید ضرور ہیں - اس لئے میں نے عسل بلادر میں صرف کھانڈ ملا کر استعمال کرنے کی ٹھانی - چونکہ اس سے پہلے میں اس دوا کے ضرر سے کئی دفعہ بظاہر نقصان اٹھا چکا تھا - اس لئے میں نے شروع میں ڈرتے ڈرتے اس کا مندرجہ ذیل مرکب بنایا - کہ ایک رتی عسل بلادر میں دس تولے کھانڈ آہستہ آہستہ ملا کر بخوبی کھرل کیا - اور اس کی خوراک پہلے ایک رتی قرار دی - مگر آہستہ آہستہ اس کی خوراک ایک ماشہ تک بڑھا دی - چنانچہ ایک دو بلکہ تین چار رتی تک بھی اس نے کسی شخص کو ضرر نہ کیا مگر کوئی فائدہ بھی اس کا چنداں ظاہر نہ ہوا - پھر جب ایک ماشہ کی مقدار میں میں نے اس کا عام استعمال شروع کرایا - تو انہیں امراض میں جن میں انقردیا صغیر کا مشہور مرکب استعمال کرایا کرتا تھا - اس نے اپنا کافی اثر بلا کسی قسم کے ضرر کے دکھلایا اس وقت میں نے سمجھا - کہ حقیقت میں ہمارے متقدمین بزرگوں سے اس دوا کے وزن مقرر کرنے میں بھی غلطی ہوئی ہے اور انہوں نے غور نہیں فرمایا - کہ جب وہ خود ہی اس کو دو درم کے وزن سے مہلک لکھتے ہیں - تو پھر نصف درم سے ایک درم تک اس کی خوراک کس اصول سے انہوں نے مقرر کی - اس کے بعد جب میں نے انقردیا صغیر کے نسخوں کا وزن معلوم کیا - اور دیکھا - کہ ایک مثقال اس کی خوراک لکھی ہے - اور اس میں قریباً پچاسواں اور بعض نسخوں میں چالیسواں حصہ عسل بلادر کا آجاتا ہے - جو قریب ایک رتی کے ہوتا ہے - اور اکثر اوقات بعض مریضوں کو اس سے بھی نقصان پہونچ جاتا ہے - تو اگر کوئی اناڑی حکیم صرف مفردات کی کتابوں سے دیکھ کر ایک دو ماشہ تک کھلا دے - تو ضرور ہے - کہ مہلک ثابت ہو - پھر میں نے انقردیا کبیر کے نسخہ کا حساب لگایا - تو اس میں فی خوراک انقردیا صرف نصف رتی کے قریب آتا تھا - اس لئے میں نے اس کو بے ضرر معلوم کر کے خود ایک نیا مرکب تجویز کیا - جو آج کل مروج ہے - یعنی انجمن خادم الحکمت میں عام

استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کا نسخہ طبی رہنما میں لکھا جا چکا ہے۔ اس میں بجائے غسل بلادر کے بلادر مدبر ڈالا۔ تاکہ اس میں دہنیت برائے نام رہ جائے۔ تاہم اس کی خوراک بھی بہت تھوڑی یعنی ایک ماشہ سے دو ماشہ تک رکھی اور عام طور پر استعمال کرا کر دیکھا۔ تو بلا ضرر ثابت ہوا۔ اور فوائد میں انفرد یا صغیر و کبیر سے اگر زیادہ نہیں۔ تو کسی صورت میں کم بھی نہیں ثابت ہوا۔ اس لئے اس کو انجمن میں رواج دیا گیا۔ مگر افسوس کہ جو ہمارے دوست اس کا استعمال کراتے ہیں۔ کبھی کسی نے اس کے متعلق اپنے تجربات نہیں لکھے۔ ورنہ کئی قسم کے اور اسرار نکلتے۔ مثلاً میں نے خود اس مسمہ کو حل کرنے کے لئے یہ دوا کس قسم اور کس مزاج کے مریضوں کو مضر ہوتی ہے۔ قیاس اور غور کیا۔ تو غور کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ مزاج وزاج کا کوئی جھگڑا اور بکھیڑا نہیں ہے۔ یہ دوا صرف ان لوگوں کو مضر ہوتی ہے۔ جن کے اعضاء جسم جس پر اس دوا کا محرک اور مقوی اثر پڑتا ہے۔ پہلے ہی سے ان کے افعال تیز ہوں۔ مثلاً اس کا اثر دماغ پر نہایت محرک پڑتا ہے جس کی وجہ سے یہ دوا مرض نسیان اور استرخاء فالج ولقوہ وغیرہ میں مفید پڑتی ہے۔ اور قوت باہ میں اضافہ کرتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ زیادہ وزن سے دوا کھلائی ہوئی سرسام اور مرض سہر وغیرہ کو پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ متقدمین نے اس کے مفاد اور مضار کو بخوبی معلوم کر لیا۔ اور اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہوا ہے۔ پس اگر کسی سرسامی یا مریض سہر کو یہ دوا استعمال کرائی جائے گی۔ یا ایسے مریض کو جس کی آنکھ۔ کان۔ ناک۔ یا حلق وغیرہ میں پہلے سے کوئی پھنسی یا ورم وغیرہ ہوگا۔ تو چونکہ ان کے سر کی طرف پہلے ہی سے دوران خون تیز ہو چکا ہے۔ اس لئے اس دوا کے کھلانے سے اس کو ضرور نقصان پہنچیگا۔

دوسرا عضو جس پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ وہ اعضاء غذائیہ ہیں۔ یعنی معدہ اور انتڑیاں وغیرہ۔ کیونکہ اس دوا کا پہلا اثر انہیں پر براہ راست ہوتا ہے۔ اور اس میں تحریک کا ہونا ضروری ہے۔ اسی واسطے آلات الغذاء کی ضعف زور کمی اشتہا اور نفخ وغیرہ میں یہ دوا مفید ہوا کرتی ہے۔ پس اگر کسی ایسے شخص کو یہ دوا دی جائے گی۔ جس کے معدے میں پہلے سے مزمن یا حاد قسم کی سوزش وغیرہ ہو۔ تو لامحالہ اس کو اس دوا سے ضرر رونما ہوگا اور قلق واضطراب اور پیاس وغیرہ کا زور ہو جائے گا۔ کیونکہ اس دوا سے اس کو التہاب معدہ ہو جائے گا۔

تیسرا عضو اس دوا سے متاثر ہونے والا چمڑا یعنی جلد بدن ہے۔ اور اگرچہ دوا جہاں بھی لگے گی۔ وہیں اپنا سوزشناک اثر پیدا کر دیتی ہے۔ اور دوائیہ مقدار میں محرک اثر کرتی ہے۔ جیسا کہ معدہ میں خوراک کے طور پر اسی طرح اگر اس کو جلد پر لگایا جائے یا خود لگ جائے۔ تو ضروری ہے۔ کہ اپنی مقدار کے مطابق محرق یا منفط یا محرک اثر کرے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ جلد کے ساتھ اس کی خاص مناسبت ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو جلد پر نہ لگایا جائے۔ بلکہ نہایت احتیاط کی جائے۔ تو خوراکی طور پر بھی اس کا اثر جلد پر چلا جاتا ہے۔ وجہ یہ کہ یہ دوا جب خون میں مل جاتی ہے۔ تو طبیعت مدبرہ اس کا اخراج جلد کی راہ سے کیا کرتی ہے۔ پس ضرور جلد پر اس کا محرک اثر ہو جاتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ اس دوا کے کھانے سے اکثر لوگوں کو جو تکلیف ہوئی۔ وہ ہیج اور ورم جلد ہی تھی۔ پھر علاوہ اس کے یہ بھی تجربات نے بتلایا ہے۔ کہ اس کا تیل نکالتے وقت خواہ

کس قدر بھی احتیاط کی جائے۔ اور اس کا تیل بدن کے کسی حصہ پر نہ لگنے پائے۔ تاہم اکثر اوقات جلد پر ورم پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے۔ کہ اس کا دھواں سانس کے ذریعہ اندر پہونچ کر اس کا اثر براہ راست خون میں چلا جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ ہاتھوں پر لگ کر خون میں جذب ہو کر اس کا اثر دوسری جگہ پر ہو جاتا ہے۔ مختلف تجربات سے دیکھا گیا ہے۔ کہ ہر چند اس سے بچنے کی کوشش کی گئی۔ مگر یک لخت ورم فوطوں پر نمودار ہو گیا جس کے متعلق پہلا قیاس تو یہ ہوا۔ کہ شاید ملوث ہاتھ لگ گیا ہو۔ مگر بعد میں خاص احتیاط کے بعد معلوم کیا۔ کہ بغیر ہاتھ لگنے کے محض خون کی وساطت سے زہر یہاں آ گیا۔ اور اس کے یہاں آنے کی وجہ وہی اعضاء کے افعال کی بے اعتدالی ہے۔ جو اوپر لکھی جا چکی ہے۔ ذیل کی عبارت میں اس کی اور بھی تشریح ہو جائے گی۔

ایک اور بات جو ہم نے تجربات کے ماتحت غور و فکر سے معلوم کی۔ وہ یہ ہے۔ کہ موسم گرما اور خصوصاً موسم برسات میں اس دوا کے بیرونی یا اندرونی اثر سے جلد زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ اور یہ اس طرح معلوم کیا۔ کہ جب کبھی ہم نے یہ تیل بھلاوہ کا موسم سرما میں نکالا۔ تو اس کا اثر نہ ہوا پہلے تو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید احتیاط کی وجہ ہے۔ کہ دھواں بدن کو نہیں لگنے دیا۔ لیکن موسم گرما میں جب خاص احتیاط کے باوجود بھی اس کا اثر ہو گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اصل میں بات یہی ہے۔ کہ چونکہ موسم گرما میں جلد کا فعل پہلے ہی سے تیز ہوتا ہے۔ اس لئے اس دوا کا اثر فوری اور ضروری طور پر ہو جاتا ہے۔ اس لئے دوسرا نتیجہ یہ بھی نکلا۔ کہ جن لوگوں کے بیرونی اعضاء کو چھوڑ کر صرف فوطوں پر ورم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے۔ کہ چونکہ وہ جگہ ہر وقت پردہ میں رہتی ہے۔ اور تازہ ہوا وہاں نہیں پہونچتی۔ اس لئے وہاں کی جلد کا فعل تیز ہوتا۔ اور وہاں کے مسامات کھلے رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں اس کا اثر ہو جاتا ہے۔ تیسرا نتیجہ ہم نے اس سے یہ نکالا ہے۔ کہ اس دوا کا اندرونی استعمال کراتے وقت جہاں معدہ اور دماغ اور جلد کا فعل دیکھکر استعمال کرنی چاہئے۔ وہاں موسم کا لحاظ بھی ضرور رکھا جائے چنانچہ موسم سرما میں اس دوا کا استعمال عام طور پر بلا خوف ضرر کر دیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ہم تو اس دوا کو سمجھ سوچکر موسم گرما میں بھی استعمال کرا دیتے ہیں۔ اور کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ مگر دوسروں کو احتیاط کرنی چاہئے۔ جو اس امر کو معلوم کر سکتے ہوں غرض کئی امور ہم نے اس دوا کے متعلق معلوم کئے۔ جو متقدمین نے اپنی کتب میں درج نہ کئے تھے۔ بلکہ بالکل پردۂ کتم و عدم میں تھے۔ اور گویا کہ ہم نے اس دوا کے تمام خواص اور مضار اور اس کی مقدار خوراک اور اس کے ہر ایک لہٰذا ما علیہ پر کما حقہٗ آگاہی حاصل کر لی۔ حالانکہ اس دوا کا حال اس قدر ہندی حکماء نے معلوم نہیں کیا۔ جن کے ملک کی یہ چیز تھی مگر اطباء یونان اور اسلامی اطباء نے ان سے زیادہ معلوم کر لیا۔ جیسا کہ دونوں فریق کی مفردات کی کتابیں اس پر شاہد ہیں لیکن آج ہم نے ہندی ہو کر یونانی اطباء سے بھی زیادہ اس کی واقفیت بہم پہونچائی اور یہ محض خدا کا فضل ہے۔ اور تحقیقات کا صحیح اور مصمم ارادہ کر لینے کا ثمرہ۔ اگر دوسرے دوست بھی اسی طرح سب کے سب تجربات میں لگ جائیں۔ اور اپنی تحقیقات ساتھ ساتھ تبصرہ میں لکھتے رہیں۔ تو ایک تو قوم کی کارکردگی کا پتہ لگتا رہے گا اور دوسرا ایک دوسرے کو کئی طرح کا نیا علم

تا رہے۔ اور کئی قسم کے راہ کھل جائیں۔ اور آسانیاں پیدا ہو جائیں۔ اور تجربہ کی بھی صحیح طور پر اطبا کے دلوں میں وقعت و عزت پیدا ہو جائے۔ اب میں اس دوا کے متعلق ایک اور انکشاف پیش کرتا ہوں جس کے متعلق میں نے صرف بھی چار ماہ صرف کئے ہیں۔ گذشتہ داستان تو قریبًا پندرہ بیس سال کی تھی۔ اب صرف چار ماہ کی داستان جو اگرچہ مکمل نہیں۔ مگر آپ کو نیا علم دینے کے واسطے اور آپ کو اس کام میں ترغیب و تحریص دلانے کے واسطے ابھی سے لکھ دیتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ ان مذکورہ بالا علوم حاصل کرنے سے بھی میری طبیعت کی پیاس نہ بجھی۔ تو میں نے ڈاکٹری کتب میں بھی اس کا بیان دیکھنا چاہا۔ کہ شاید اس کے متعلق کوئی اور علم حاصل ہو جائے۔ مگر افسوس کہ ان کی کتابیں اس نہایت مفید اور زود اثر دوا کے بیان سے قاصر ہیں۔ گویا ان کے ہاں اس دوا کا تا حال علم ہی نہیں ہوا۔ ورنہ یہ دوا ابھی خوبصورت شیشیوں میں رنگین لیبلوں سے مزین ہو کر ہماری دولت کو سمیٹنے کے لئے ہر دوکان پر موجود ہوتی۔ اس کے بعد میں نے ہومیوپیتھک کتب کو دیکھنا شروع کیا۔ مگر نتیجہ بشرح صدر ہی نکلا۔ کیونکہ اس کتاب میں بھی یہ دوا موجود نہیں تھی اگرچہ بعد میں دوسری کتب سے لی گئی ہے۔ اس مایوسی کے وقت میری طاقت قلب اور قوت ارادی نے مجھ کو شرمندہ کیا۔ کہ تم ہندوستانی کس قدر کم حوصلہ اور کمزور دلپست خیالات کے ہو۔ کہ اگر تم میں سے کوئی بڑے سے بڑا انسان بھی ہو۔ تو بھال سے زیادہ عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس نے بڑی محنت کی اور کوشش کی۔ تو مختلف گروہوں کی تحقیقات کردہ باتوں سے آگاہی حاصل کر لی۔ عزت اور مرتبہ اور اعلےٰ خیالات کا نتیجہ تو یہ ہے۔ کہ خود بھی کوئی تحقیقات کی جائے۔ نہ کہ صرف متقدمین کے اندوختہ کو ملکیت قرار دیا جائے۔ بہتر ہے۔ کہ تم خود ہی اس دوا کے بالمثل اثرات بھی معلوم کرو۔ تاکہ جیسا تم نے طب یونانی میں اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح ہومیوپیتھک میں بھی کم از کم ایک دوا کا اضافہ کر کے اس کو بھی مرہون منت بنالو۔ اس خیال نے میرے اندر ایک بجلی کا سا کام کیا۔ اور میں اسی وقت سے اس تجویز پر کاربند ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس کے دو مرکب بنائے ایک تیل اور ایک سفوف۔ تیل کڑوا (سرسوں) ۱۵ تولہ لیکر اس میں ایک قطرہ مسل بلادر کا ملا دیا۔ اور اسکا نام روغن الغرویا رکھ دیا۔ اور اس کا نام سفوف الغرد یا رکھدیا۔ اور مندرجہ ذیل امراض میں قیاساً مطابق افعال الاعضاء کے مفید سمجھ کر ان کی ایک فہرست بنالی۔ جو یہ ہے۔ (۱) سرسام۔ (۲) جنون۔ (۳) بے خوابی (۴) تہیج چہرہ بسبب سوداالقیہ یا گرمی مزاج دماغ (۵) قلاع دہن (۶) حمیات۔ جن میں سر۔ دماغ۔ معدہ اور جلد میں التہاب پایا جائے۔ (۷) ہیضہ۔ کیونکہ اس میں تمام آلات غذا میں التہاب اور تہیج پیدا ہو جاتا ہے (۸) حکہ و جرب (۹) شرائے یعنی چھپاکی (۱۰) ماشرا دستر خیاد (۱۱) گرمی دانہ اور پت۔ جو موسم برسات میں جلد پر پیدا ہو جاتی ہیں (۱۲) قوباجو بہت تیز اور التہاب والی ہو۔

چنانچہ اسی قلیل عرصہ میں جو کچھ ان ادویات کا تجربہ ہوا وہ لکھتا ہوں۔ اس عرصہ میں صرف تین مریض چھپاکی کے آئے۔ جنکو تین تین پڑیہ ایک ایک رتی کی نقرویا دیا گیا۔ کہ ایک پڑیہ صبح اور ایک دوپہر ایک رات کو صرف پانی سے کھا

پی جائے۔ چنانچہ تینوں مریض صرف ایک ایک دن میں بالکل راضی ہو گئے۔ دوسرے دن دوا دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ ایک مریض کو ساق پا پر التہاب قوبائی تھا۔ خارش نہایت سخت تھی۔ پانی رستا تھا۔ روغن بلادر لگانے کی ہدایت کی گئی تین چار دن میں خارش دور ہو گئی۔ پانی بند ہو گیا۔ اور سفتہ کے استعمال سے بالکل زخم مندمل ہو گیا۔ ایک مریض بخار بمعہ ہذیان تھا۔ اس کو سفوف انفردیا کی تین پڑیہ کھانے کو دی گئیں۔ ایک ہی دن میں بخار و ہذیان رفع ہو گیا۔ ان اکتشافات سے مجھے اس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ کہ گویا ایک بادشاہت کا خزانہ ہاتھ آگیا۔ چونکہ ابھی دوسری امراض پر اس کے استعمال کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر موقعہ ملنے پر ضرور اس کا استعمال کراؤنگا۔ اور خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ نتیجہ خاطر خواہ نکلیگا۔ کیا ہی اچھا ہو۔ کہ تمام دوست اس دوا کے تجربات کرنے میں میرے معاون ہو جائیں۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ان تمام امراض پر اس کے تجربات ہو کر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ جو لوگ خود یہ دوا تیار نہ کریں۔ حالانکہ اس کی تیاری میں کوئی مشکل اور دقت نہیں۔ تو وہ کارخانہ خادم الحکمت سے دو آنہ فی تولہ کے حساب سے منگا سکتے ہیں۔ یعنی سفوف بھی اور تیل بھی دونوں اسی حساب سے ملیں گے۔ سوا قع استعمال تو میں نے لکھ دیئے ہیں۔ مگر اور بھی اگر کوئی امر دریافت طلب ہو۔ تو اس کا جواب بذریعہ رسالہ دیا جائے گا ؛

بیشمار ویدوں، حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ و مجرب

خالص شدہ سلاجیت آفتابی

جو جریان، احتلام، سوزاک، صدیگردہ، بواسیر، سنگ ثانہ، گردہ و سنگ مثانہ، کبد، یرقان، ورم جگر و طحال، بدہضمی، کھانسی، عسرت طمث و ورم رحم اور درد کمر وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ ارنی چھٹانک ہے۔ دس تولہ صرفی پاؤ ہے فی پونڈ ۱۰ر۔

(۲) مقوی و مفرح نسخہ جات کو مؤثر و مفید اور پر تکلف دعوتوں و ضیافتوں میں لذیذ کھانوں کو معطر و خوش ذائقہ بنانے کیلئے کشمیر جنت نظیر کا نادر تحفہ خالص زعفران مونگرہ درجہ اول قیمت فی تولہ ۱ر (۳) جملہ بیضوابی، اختناق الرحم و مرگی وغیرہ کے لئے اکسیر سفت بوٹی چھوٹی چندن قیمت فی تولہ ۴ر گوڑ بار بوٹی ۱ر تولہ زہر مہرہ ختائی ۱۲ ار تولہ۔ بیخ لفاح ۱ر تولہ برگ بیجی ٹیلس ۲ر تولہ سنگ پشب اصلی ۲ر تولہ سنگ بلور اصلی ۱ر تولہ اتبس تمخ برمیاصہ ربیر۔ نمک بالسہ۔ نمک چرچٹہ۔ جو کارخانہ ساز۔ تیل کھار۔ ست گلو کارخانہ ساز۔ عصارہ افسنتین خانہ ساز پر ایک ۲ر فی تولہ۔

یکصد روپیہ انعام:۔ جو شخص ہمارے ہاں کی شدہ سلاجیت و زعفران میں کسی قسم کی ملاوٹ ثابت کریگا۔ اسکو یک صد روپیہ انعام دیا جائیگا۔ **مفت:۔** اگر آپ ہر قسم ادویہ۔ شنگرف، سم الفار، سونا، چاندی، تانبہ، ابرک وغیرہ ہر قسم کے کشتہ جات کی تر اکیب سفت سیکھنا چاہتے ہیں۔ تو فوراً مد کے لئے آج ہی کارڈ لکھ دیں۔

پتہ:۔ کشمیر آیورویدک فارمیسی سرینگر (کشمیر)

ادویات

سمیات و تریاقات

فی زمانہ ہمارے دیسی طبیب اول تو پورے طور پر طبی تعلیم ہی حاصل نہیں کرتے۔ اور یونہی ایک آدھ کتاب پڑھکر علاج معالجہ شروع کر دیتے ہیں۔ بہت کم وہ عنصر ہے۔ جو طبی علم طبیب کہلا سکتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھکر ایک نقص ہمارے اطباء میں یہ بھی ہے۔ کہ اکثر دیسی اطباء زمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے علمی ترقی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ کولھو کے بیل کی طرح جہاں پہلے دن ہوتے ہیں۔ دس سال کے بعد بیچو۔ تو وہیں کے وہیں ہوتے ہیں اس امر سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ آج کل بسبب آزادی طبائع اور مشکلات معیشت دنیا میں خود کشیوں اور زہر خورانیوں کے کیس بکثرت ہوتے رہتے ہیں۔ اور بسا اوقات مسموم کے لواحقین کو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ یہ زہر خورانی کا کیس ہے۔ یا کہ وہ مسموم کوئی ناگہانی مرض کا نشانہ ہوکر جھٹ اپنے مقامی طبیب سے مشورہ لیتے ہیں۔ لیکن وہ بیچارہ طبیب نہ تو کیمیاست کا علم رکھتا ہے۔ اور نہ تریاقات کا۔ وہ ایسے مسموم مریضوں پر آپ ہی بتلائیں۔ کہ کیا کر سکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کو کسی نامعلوم بیماری کا بیمار سمجھکر علاج چاروں غلطوں کے تعبیرات کی علامات مستورہ کے ماتحت جی میں آئے کر گذرے۔ مگر جب ایسا مریض مر جاتا ہے۔ یا بیچتے جی اپنے آگ جاتا ہے۔ کہ یہ مریض مسموم ہے۔ تو ایسے طبیب کی پبلک میں کیا عزت ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جب وہی کیس پولیس کے ہاتھ آجائے۔ اور اس پر مقدمہ شروع ہو جائے۔ تو آپ ہی بتلائیں۔ کہ سب انسپکٹر پولیس یا کوئی مجسٹریٹ جب پوچھے گا۔ کہ کیا تم نے اس مریض کو دیکھا اور اس کا علاج کیا۔ تو بتلایئے۔ اس وقت اس کی کیا درگت ہوگی۔ جس کو کوئی ایک جواب تسلی بخش دینا بھی مشکل ہو جائیگا اور خاصکر ایسے موقعہ پر جب کوئی پولیس والا محض ظن کی بنا پر اسی طبیب کو متہم کرے۔ کہ تو نے جو دوا اس کو دی تھی وہی زہر تھی۔ اور تو نے ہی اس کو ہلاک کیا ہے۔ یا مریض کے لواحقین میں سے ہی کوئی شخص حکیم صاحب پر شبہ کرے تو اس وقت جو حالت ایسے طبیب کی ہو سکتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔

اس ضرورت کو محسوس کر چکے ہونے میں ناظرین تبصرہ کی خاطر آج سے اس سلسلے عنوان کا افتتاح کرتا ہوں۔ جس میں وقتاً فوقتاً زہروں کے اثرات اور ان کے تریاقات اور تدابیر کا ذکر کیا جائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس ضرورت کو مدنظر رکھکر میں نے یہ کالم کھولا ہے۔ اسی ضرورت کو میرے تمام دوست بھی ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو مطالعہ فرمایا کریں گے۔

آج سب سے پہلی قسط کا ابتدا میں ایک ایسی نام زہر کے بیان سے کرتا ہوں جس کو حاصل کر لینا اور استعمال کر لینا بہ نسبت دوسری تمام زہروں کے آسان ہے۔ نیز اگر تمام زہروں کا بیان ردیف وار بھی شروع کرنا مناسب

سمجھا جائے۔ تو بھی اسی کا نام سب سے پہلے آنا چاہئے۔ اور وہ یہ ہے:۔

افیون

آپ صاحبان پر مخفی نہیں۔ کہ افیون ہمارے ملک میں بہت عام چیز ہے۔ اور اس کے اثرات سے بھی اکثر لوگ واقف ہیں چنانچہ امساک کے لئے اس کے اوصاف بھی مشہور ہیں۔ نیز دافع نزلہ وکھانسی کے متعلق بھی نت نئی شہادتیں لوگ سنتے رہتے ہیں۔ پھر علاوہ ازیں اس کے سموم اثر کو عورتیں تک جانتی ہیں۔ حتےٰ کہ دودھ پیتے بچوں کو عام مائیں افیون کھلا کر سلا دینا جانتی ہیں۔ لیکن اس کی مقدار خوراک سے قریباً سب کے سب نابلد اور ناواقف ہوتے ہیں۔ حتےٰ کہ اکثر اطباء بھی اس کی مقدار خوراک اور اس کی سمی مقدار سے بالکل آگاہ نہیں ہیں۔

بتاریں قیاس یہ چاہتا ہے۔ بلکہ قیاس تو کیا آئے دن کے مشاہدات بتا رہے ہیں۔ کہ کئی اشخاص چوری چھپی رات کو محض امساک کی خاطر افیون لیکر کھا بیٹھے اور چونکہ اس کی مقدار سے ناواقف تھے۔ اس لئے زیادہ کھالی گئی حتیٰ کہ صبح بے ہوش پائے گئے۔ اب طبیب آتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ کبھی خیال کرتا ہے۔ کہ شائد غشی ہے۔ پھر سوچتا ہے۔ کہ شائد سبات کا مرض ہے۔ پھر خیال کرتا ہے۔ کہ سکتہ نہ ہو۔ پھر یہ بھی سوچتا ہے۔ کہ آخذہ۔ مدرکہ۔ کابوس اور صرع وغیرہ امراض میں سے کوئی مرض نہ ہو۔ لیکن چونکہ اس نے قبل ازیں زہر خورانی کا کیس نہیں دیکھا۔ اور نہ کتابوں سے اس کا بیان از بر کیا۔ اس لئے اس کا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح سے بارہا دیکھا جا چکا ہے۔ کہ کئی مائیں دوسری عورتوں سے سن کر بچہ کو افیون ایک پیسہ کی منگوا کر دے دیتی ہیں۔ مگر معلوم نہیں کہ یہ ظالم افیون چھوٹے بچوں پر بہت ہی زہریلا اثر رکھتی ہے۔ اور کہ بچوں کے واسطے اس کی مقدار کس قدر اقل چاہئے۔ پس وہ بچہ جب صبح اٹھتا ہی نہیں۔ تو طبیب کو بلایا جاتا ہے۔

مگر بسا اوقات ماں کو اس تھوڑی سی افیون کے متعلق بالکل وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ کہ یہ اسی کالی بلا کی مہربانی ہے۔ بلکہ اس کا دیا جانا اس کے ذہن سے بھی نکل جاتا ہے۔ اور اس کا حافظہ اسے یاد ہی نہیں کرتا۔ تو پھر طبیب بیچارہ کیسے حقیقت تک پہونچ سکتا ہے۔ درآنحالیکہ اس نے سمیات کا باب کبھی بھول کر بھی نہیں پڑھا۔ اور نہ اس کی کبھی ضرورت ہی محسوس کی۔ پھر آپ ہی سوچ لیں۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس لحاظ سے یہ مضمون نہ صرف اطباء کے لئے بلکہ تمام ناظرین کے لئے ایک نہایت ضروری اور توجہ طلب ہے۔

لہذا میں آج کی قسط میں افیون کی مقدار سمی پر روشنی ڈالتا ہوں۔ وھُوَھٰذا:۔

افیون کی مقدار سمی

افیون کی زہریلی مقدار ایک جوان آدمی کے لئے چار پانچ رتی ہے۔ لیکن جس کو کبھی کبھی افیون کھانے کی عادت ہے اس کو حسب عادت کے برداشت کی طاقت

بڑھ جاتی ہے۔ لیکن جس نے کبھی افیون نہ کھائی ہو۔ اس کے واسطے چار پانچ رتی افیون زہر قاتل ہے۔ اور اس کا جوہر جس کو انگریزی میں مارفین کہتے ہیں۔ وہ چونکہ افیون سے پانچ گنا تیز اثر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی ایک رتی بھی دو لیے ہی مہلک ہے جیسے پانچ رتی افیون۔

بچوں پر اس کی بہت ہی نقصان دہ تاثیر پڑتی ہے۔ چنانچہ سات آٹھ دن کے بچہ کو افیون کی ایک رتی کا سولہواں حصہ بھی زہر ہلاہل ہے۔ اور سات آٹھ ماہ کے بچہ کو اس کی ایک رتی کا ساتواں آٹھواں حصہ بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ ایسا ہی مردوں کے مقابلہ میں عورتوں پر بھی اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

علاماتِ مسمومیت سر میں درد ہوتا ہے۔ بدن میں تکان محسوس ہوتی ہے۔ اور نیند کا غلبہ معلوم ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ تمام حواس کند ہونے لگتے ہیں۔ اور بے ہوشی پیدا ہونے لگتی ہے۔ حتےٰ کہ آنکھوں کی پتلیاں سکڑ کر نہایت چھوٹی ہو جاتی ہیں۔ اور پھر آنکھوں پر اندھیرے اور روشنی کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوتا۔

فعلِ تنفس سست اور بے قاعدہ ہو جاتا ہے۔ اور خراٹے دار سانس آنے لگتا ہے۔ چہرہ نیلا یا زرد ہو جاتا ہے۔ جلد ٹھنڈی اور سرد پسینہ سے تر بتر ہو جاتی ہے۔ مسموم کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر اس کے سانس کو سونگھا جائے۔ تو افیون کی بو محسوس ہو جاتی ہے۔ پیٹ پھولا ہوتا ہے۔ اور سخت قبض رہتی ہے۔ مگر شاذ و نادر کے اور دست بھی آ سکتے ہیں۔ آخر تشنج۔ ہذیان یا فالج ہو کر مریض کا دم بند ہو جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

افیون یا اس کا جوہر مارفین کھا لینے کے بعد نصف گھنٹہ یا پورا گھنٹہ گذر جانے کے بعد اس کی سمی تاثیر شروع ہو جاتی ہے۔ مارفین کی پچکاری کرنے سے بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔

علاجِ مسمومِ افیونی سب سے پہلے اور سب سے ضروری تدبیر یہ ہے۔ کہ مسموم کے معدہ کو صاف کر دیا جائے۔ تاکہ افیون اگر کچھ معدہ میں باقی ہے۔ اور خون میں جذب نہیں ہو گئی۔ تو وہ فوراً نکل جائے۔ اور بد اثر بڑھنے نہ پائے۔ سو اس مطلب کے لئے سب سے بہتر معدہ کو دھونے والی نالی ہے جس کو انگریزی میں سٹمک ٹیوب کہتے ہیں۔ پس اس کو لگا کر معدہ کو دھو ڈالیں۔ لیکن اگر وہ مل نہ سکے۔ یا زہر کا اثر ہو چکنے کے سبب باوجود معدہ کو دھو ڈالنے کے زہر خارج نہ ہو۔ تو پھر قے کرائیں۔ تاکہ معدہ بھی صاف ہو جائے۔ اور کچھ خون میں سے رطوبات بھی خارج ہو کر زہریلا اثر کم ہو جائے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ افیون کے مخدر اثر کی وجہ سے اکثر اوقات معمولی مقی آور دوا سے بالکل قے کا عمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بڑی مقداریں دوا دینی پڑتی ہے۔ تاکہ کھل کر قے ہو جائے۔ چنانچہ ڈیڑھ تولہ رائی کا سفوف گرم پانی کے ساتھ پھنکا دیں۔ اگر مریض پھانک نہ سکے۔ تو ایک پاؤ گرم پانی میں رائی کو گھوٹ کر پلا دیں۔ اسی طرح دو تولہ سے تین تولہ تک نمک ایک سیر گرم پانی میں حل کر کے پلا دیں۔ تخم شربت یعنی سوئے کے بیج یا مولی کے بیج ۲ تولہ کے قریب دیئے جا سکتے ہیں۔ انگریزی ادویات سے

زنک سلفاس ۲ ماشہ کے قریب دیا جاسکتا ہے۔ یعنی آدھ پاؤ گرم پانی میں حل کر کے پلا دیں۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔ افیون بہت زیادہ مقدار میں کھا جانے کی وجہ سے اور اس کا پورا سمی اثر ہو جانے کی وجہ سے تمام اعصاب مفلوج ہو چکے ہوں۔ تو کسی بھی مقی دوا کا اثر نہیں ہوگا۔ پس ایسے وقت میں پھر افیون کے فاد زہر کے استعمال کا ہی موقعہ رہ جاتا ہے۔ تاکہ وہ جسم میں جذب ہو کر افیون کی تاثیر کا مقابلہ کریں۔ اور اس کے سمی اثر کو توڑ دیں۔

چنانچہ اس کام کے لئے سب سے بہتر چیز انگریزی دوا پوٹاسیم پرمنگنیٹ ہے۔ جس کی ایک رتی افیون کے جوہر مارفین کی ایک رتی کا بخوبی مقابلہ کر سکتی ہے۔ اور اسکی ایک رتی افیون پانچ رتی کے زہر کو زائل کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

پس اس دوا کا استعمال کرنے کے لئے بہتر تو یہ ہے۔ کہ پتہ لگا لیا جائے۔ کہ کس قدر افیون یا اس کا جوہر مسموم نے کھایا ہے۔ تاکہ اسی مقدار سے اس دوا کا استعمال کرایا جائے۔ لیکن معلوم نہ ہو سکے۔ تو پھر چار یا پانچ رتی پوٹاسیم پرمنگنیٹ لے کر نصف گلاس پانی میں حل کر کے پلا دیں۔ اور اس کے نصف گھنٹہ بعد پھر قے کرائیں۔ یا اگر انگریزی آلہ سٹامک ٹیوب مل جائے۔ تو اسی دوا پوٹاسیم پرمنگنیٹ کی ایک رتی ایک سیر پانی میں ملا کر اس سے معدہ کو دھو ڈالیں۔ لیکن چونکہ یہ دوا خود بھی زہریلی ہے۔ اس لئے بے تحاشا اور بلا سوچے سمجھے نہ دیئے جائیں۔ بلکہ اس کا بیان انگریزی میٹریا میڈیکا سے پڑھ لیں۔ تاکہ کوئی غلطی نہ ہو۔

دوسری دوا } بیخ لفاح یعنی بیر دج الصنم ہے۔ جس کو لکھنا لکھمنی بھی کہتے ہیں۔ اگر پوٹاسیم منگنیٹ نہ مل سکے۔ تو اس کا استعمال کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس کے استعمال کے لئے بھی بہتر ہے۔ کہ افیون کھائی ہوئی کی مقدار معلوم ہونا چاہئے۔ تاکہ اس کی مقدار سے اس کا بھی استعمال کیا جا سکے۔ ورنہ دو تین رتی سفوف پوست بیخ لفاح کو پانی کے ہمراہ کھلا دینا چاہئے۔

تیسری دوا } بنولہ یعنی تخم کپاس ہے۔ اوپر والی ادویہ جہاں نہ مل سکیں۔ تو اس کا استعمال بھی نعمت غیر مترقبہ ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ڈیڑھ دو تولہ بنولے لیکر پانی میں گھوٹ کر اس کا شیرہ نکالیں اور مسموم کو پلا دیں۔ آدھ آدھ گھنٹہ کے وقفہ سے اس دوا کا استعمال کرانا افیون کا خوب مقابلہ کرتا اور اس کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔

چوتھی دوا } چائے یا قہوہ ہے۔ مگر خوب گرم اور تیز چائے یا قہوہ پلاتے رہنا چاہئے۔ تاکہ بدن میں تحریک قائم ہو کر افیون کی تخدیر دفع ہو جائے۔

پانچویں دوا } یعنی ہینگ ہے۔ جس کو ایک دو ماشہ کی مقدار میں شراب کے اندر حل کر کے پلانا بہت مفید ہے۔ لیکن اگر شراب نہ ملے۔ تو پھر عرق گلاب یا پانی میں حل کر کے پلا دیں۔ صرف شراب بھی

ایسے موقعہ پر مفید ہوتی ہے۔

چھٹی دوا اگر کوئی دوا بھی نہ مل سکے۔ تو درخت بید انجیر یعنی ارنڈ کی نرم کونپلیں بقدر ڈیڑھ تولہ کے لیکر پانی میں گھوٹ کر پلائیں۔ یا اس کی جڑھ ایک تولہ لیکر پانی میں رگڑ کر بار بار پلائیں۔

ساتویں دوا جہاں کوئی دوا نہ مل سکے۔ وہاں صرف پانی سے علاج کریں۔ یعنی گرم گرم پانی پلا کر مرغی وغیرہ جانور کے پَر سے دغدغہ کریں۔ تاکہ قے آجائے۔ اور گرم پانی کی بھری ہوئی بوتلیں ورنہ گرم اینٹیں کپڑے میں لپیٹ کر بغلوں اور رانوں میں رکھوائیں۔ تاکہ دوران خون جاری رہے۔ اور مریض کو کھلی ہوا میں رکھیں۔ تاکہ آکسیجن سونگھنے میں مدد ملے۔ اور مسموم کے سینہ اور پشت پر دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگادیں اور وہاں گرم روئی یا درختوں کے پتے گرم کرکے باندھیں۔ بوقت ضرورت ان جگہوں میں کانٹوں سے چھید نا بھی جائز ہے۔ تاکہ سانس میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ بلکہ اگر سانس میں رکاوٹ ہونے بھی لگے۔ تو مصنوعی طور پر سانس کو جاری اور قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس کی ترکیب یہ ہے۔ کہ مریض کو باہر کھلی ہوا میں زمین پر سیدھا لٹادیں۔ اور معالج مریض کے سر کی طرف بیٹھکر مریض کے دونوں بازو مین کوہنی کے قریب سے اپنے ہاتھوں میں مضبوط پکڑے۔ اور یکلخت دونوں بازوؤں کو کھینچکر سر کی طرف لے آئے۔ اور زمین پر پھیلا کر اپنے ہاتھ سے دو سیکنڈ تک کھینچ رکھے۔ اس ترکیب سے پسلیاں کشادہ ہو کر تازہ ہوا پھیپھڑوں میں خود بخود داخل ہو جاتی ہے۔ پھر فوراً مریض کے بازوؤں کو پکڑ کر اس کے نیچے کی طرف لے جائے۔ اور مریض کے سینہ کے ہر دو جانب پسلیوں پر رکھکر آہستگی سے دو سیکنڈ تک دبا دیں۔ اس ترکیب سے پسلیاں دب کر کثیف ہوا پھیپھڑوں سے خارج ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پھر دو سیکنڈ کے بعد دوسری ترکیب۔ علی ھٰذا القیاس ایک منٹ میں پندرہ سولہ مرتبہ تک کرتے رہیں۔

اس ترکیب کے وقت مریض کا سر اور شانے باقی دھڑ سے ذرا اونچے ہوں۔ تو بہتر ہے۔ یعنی سر اور شانوں کے نیچے کوئی کپڑا وغیرہ رکھدینا چاہیئے۔

نیز مسموم افیونی کو جہاں تک معالج کے اختیار میں ہو۔ سونے نہ دے۔ مسموم کے چہرے پر سرد یا گرم پانی کے چھینٹے مارتے رہنا بھی اس کو ہوش میں لانے اور جگانے میں مدد دیتا ہے۔ اور تولیہ یا کوئی کپڑا پانی میں بھگو کر اس کے سینے پر مارتے رہنا چاہیئے۔ دو آدمی مریض کو ادھر اُدھر سے پکڑ کر ٹہلاتے رہیں۔ تو بہت عمدہ بات ہے۔

ریشش

یعنی مٹھیا۔ یہ بھی افیون کی طرح ایک سخت قسم کا زہر ہے۔ جس کی وارداتیں اگر افیون کی طرح کثرت کے ساتھ

تو نہیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن تاہم کسی قسم کی غفلت یا غلطی یا غلط فہمی سے کبھی اس زہر کے مسموم بھی مل جا سکتے ہیں۔ بسا اوقات مٹھ تیلیا کی گٹھ جدوار یا بیخ سہانجنہ وغیرہ میں مل جانے کی وجہ سے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ یا مٹھ تیلیا یا اس کا کوئی مرکب ہی غلطی سے زیادہ مقدار میں کھا لیا جا سکتا ہے۔ یا کہ زہر خورانی کی نیت سے بھی اس کا دیا جانا ممکن ہے۔ اس واسطے اس کی سمی علامات کا یاد رکھنا بھی ازبس ضروری ہے۔

علامات سمیّہ اول تو اس دوا کے کھاتے کھاتے ہی اس کا اثر منہ کے اندر محسوس ہونے لگتا ہے۔ بشرطیکہ چبا چبا کر اس کو کھایا جائے۔ ورنہ اس کے کھانے کے تین چار منٹ بعد لبوں منہ اور زبان میں سنسناہٹ اور جھنجھناہٹ محسوس ہونے لگتی ہے۔ بلکہ مسموم کے سارے جسم میں ایک قسم کی سنسناہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ مسموم کو اپنے سارے جسم میں چیونٹیاں سی چلتی ہوئی اور رینگتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ فم معدہ میں المناک جھنجھناہٹ ہو کر درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے متلی اور قے آنے لگتی ہے۔ سانس اس قدر تنگ آتا ہے۔ کہ مسموم کو اپنا دم گھٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ سینہ اور آلات الہوا میں مریض کو بخارات اور دھوئیں کی طرح گیس اٹھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ دل کی حرکت کمزور اور بے قاعدہ ہو جاتی ہے۔ جس کے تتبع میں نبض بھی غیر منتظم اور بطی چلتی ہے۔ کسی قدر پسینہ آ کر جلد سرد اور چپچپی ہو جاتی ہے۔ تمام اعضاء بوجھل اور بھاری ہو جاتے ہیں۔ اور چلنے سے ٹانگیں لڑکھڑانے لگتی ہیں۔ بدن میں سخت کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ سر میں چکر آنے لگتے ہیں۔ لیکن دماغی خیالات اور عقل بدستور مرتے دم تک قائم رہتے ہیں۔

علاج اگر ممکن ہو۔ تو معدہ کے دھونے والی نالی معدہ میں داخل کر کے معدہ کو بخوبی دھو ڈالیں۔ ورنہ قے کرا کر معدہ کو صاف کرنے کی صورت پیدا کریں قے لانے کے واسطے کاہی سرخ یا نیلا توتیہ بہت عمدہ چیزیں ہیں۔ اور خردل وغیرہ بھی ہمراہ گرم پانی کے اچھا عمل کر سکتی ہے۔ غرضیکہ جو مقی دوا بھی وقت پر میسر آ جائے۔ یا جس تجویز اور تدبیر سے بھی قے ہو سکے۔ قے کرا کر معدہ کو صاف کرنا بہت ضروری ہے۔

جب معدہ صاف ہو جائے۔ تو اس زہر کے اثر کو جو جسم میں سرایت کر چکا ہے۔ دور کرنے کے واسطے مقویات اور محرکات کے استعمال کرنے کا وقت ہے۔ پس جو دوائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ وہ یکے بعد دیگرے درجہ بدرجہ مؤثر اور مفید ہیں۔ یعنی سب سے پہلی دوا سب سے زیادہ مفید اور مؤثر ہے۔ اس کے بعد اس سے کم۔ اور وہ ادویہ محرکہ یہ ہیں:-

۱۔ ٹنکچر ڈیجی ٹیلس بمقدار بیس بوند (قطرہ) کے نصف چھٹانک پانی میں ملا کر فوراً پلا دیں۔ یہ دوا خاص طور پر مقوی قلب ہے۔ اور اس خاص اثر کے لئے ڈاکٹری میں نہایت مجرب اور مشہور دوا ہے۔ جس کے ہم پلہ

کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ نہ ڈاکٹری میں اور نہ طب یونانی اور ویدک وغیرہ میں۔ اس دوا کی بیس بوند کی ایک خوراک دے دینے سے فوراً دل کی رفتار منظم اور قوی ہو کر دورانِ خون اپنی اصلی حالت کی طرف خود کر لیتا ہے اور سردی کمزوری اور دیگر غوارضات میں کافی کمی ہو جاتی ہے۔ اگر ابھی اور ضرورت ہو۔ تو دس پندرہ منٹ کے بعد اسی قدر دوا اور دوبارہ دے سکتے ہیں۔

۲۔ اگر یہ دوا نہ مل سکے۔ تو جنگلی تمباکو جس کو عام لوگ گڈر تمباکو بھی کہتے ہیں۔ بہت اچھی چیز ہے۔ اغلب ہے۔ کہ یہی گڈر تمباکو ہی ڈاکٹری ڈیجی ٹیلس ہو۔ میں نے اس دوا کی بہت تحقیقات کی ہے ڈیجی ٹیلس کے پتے لا کر گڈر تمباکو کے پتوں سے ملایا ہے۔ شکل و شباہت میں بالکل وہی ہیں۔ پھر چکھ کر بھی غور کیا ہے ذائقہ میں بھی چنداں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ پھر دونوں کو الگ الگ خفقان القلب اور ضعف قلب کے مریضوں کو کھلا کر بھی دیکھا ہے۔ اور یکساں مفید پایا ہے۔ لیکن ڈیجی ٹیلس کا پیڑ سبز اور تازہ حالت میں نہیں دیکھا۔ اور نہ کسی دوسرے محقق اور ماہر نباتات کی تائید حاصل کر سکا ہوں۔ اس واسطے ابھی مزید تحقیق کے سوائے وثوق سے نہیں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ وہی چیز ہے۔ مگر باوجود اس کے یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر ڈیجی ٹیلس نہ ملے۔ تو اس کے بجائے اس کا استعمال کرائیں۔ اس کی خوراک خشک صورت میں نصف رتی سے ایک رتی تک ہے۔ اور اسی طرح میں نے تجربہ کیا ہے۔ سبز اور تر ہونے کی صورت میں اس سے دوگنا یا تگنا مقدار خوراک تصور کر لیں۔

۳۔ اگر یہ دوا یعنی گڈر تمباکو بھی میسر نہ آئے۔ تو پھر باقی محرکات قلب جیسے شراب یا سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک اور چائے بھی دے سکتے ہیں۔

۴۔ ا: اراتی یعنی چولا بھی محرک و مقوی تاثیر میں بہت عجیب چیز ہے۔ اس سے بھی ایسے موقعہ پر کام نکال سکتے ہیں۔ بلکہ میرے خیال و قیاس میں یہ دوا بھی بہت ہی عمدہ اور مفید ثابت ہوگی۔ مگر میں نے ایسے موقعہ پر اس کا تجربہ نہیں کیا۔

۵۔ حکیم دیقوریدوس یونانی نے کما فیطوس کو بیش کا فاد زہر لکھا ہے۔ اور کئی اطباء نے بیخ کبر کے چھلکا کو اس کا فاد زہر مانا ہے۔ اور آیورویدک والوں نے ترلسی یعنی عبدار کو فاد زہر تسلیم کیا ہے۔ امید ہے۔ کہ صحیح ہوگا۔ اس لئے دقت پر جو دوا میسر آجائے۔ اسی کا تجربہ کرنا چاہیئے۔

لیکن اگر کوئی دوا نہ مل سکے۔ یا جو ملے اس سے فائدہ نہ ہو۔ تو اس صورت میں دیگر تجاویز کو کام میں لا کر مریض کی جان بچانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ایک تجویز یہ ہے۔ کہ مقام قلب پر رائی یا کسی اور مخرش اور محمر چیز کا فشاد کر کے مالہ کریں۔ تاکہ دل کا فعل اعتدال پر آجائے۔ اور نیم گرم پانی میں کھانے کا نمک ملا کر حقنہ کر دیں۔ تاکہ بقیہ زہر جو امعاء میں ہے۔ خارج ہو جائے۔ نیز پیٹ کی صفائی سے خون کی مائیت کے ساتھ زہر بھی جسم میں سے خارج ہو جائے۔[۲]

---

[۲] ساتھ ہی گرم پانی کی بوتلیں یا اینٹ وغیرہ گرم کر کے رانوں اور بغلوں میں رکھیں تاکہ اس کی حرارت سے بازوؤں اور

رموزات امراض غشاء مخاطی

اسباب امراض غشاء مخاطی (آلات الہوا) } اگرچہ امراض آلات الہوا متعدد ہیں۔ مگر نزلہ و زکام۔ کھانسی۔ ضیق النفس۔ دق اور سل مشہور امراض ہیں۔ اور ان سب کے سب امراض کے اسباب بھی ایک ہی ہیں۔ اس لئے مضمون ہذا کا موضوع یہ تمام امراض ہیں۔ نہ کہ کوئی ایک مرض۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ان امراض کے اسباب کتب سابقہ میں بہت سے لکھے ہوئے ہیں۔ جو واقعی صحیح ہیں۔ مگر حقیقت میں صرف دو ہی سبب ہیں۔ جن کو معتبر کہا جا سکتا ہے۔ اگر یہ دو سبب پیدا نہ ہوں۔ یا بعد میں علاج کرنے سے رفع کر دیئے جائیں۔ تو دوسرے اسباب ان امراض کے پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں اس مضمون میں صرف ان ہی دونوں اسباب پر ہی کسی قدر تفصیل سے لکھتا ہوں۔

سبب اول } آلات انہضام کا کمزور ہونا ہے۔ اور وہ آلات معدہ و جگر ہیں۔ تاوقتیکہ یہ دونو عضو اپنی حالت میں صحیح اور تندرست ہوں۔ تو کوئی بیماری بھی غشاء مخاطی میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ آپ اعتراض کرینگے۔ کہ امعا کو کیوں چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ قبض ام الامراض ہے۔ جو کہ امعاء کی مرض ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ بیماریاں اکثر قبض سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ اور قبض کشائی سے ان میں آرام کی صورت نظر آجاتی ہے جس سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ ان امراض کا سب سے بڑا سبب قبض ہے۔ تو میں آپ کے اس اعتراض کو صحیح سمجھتا ہوا عرض کرونگا۔ کہ واقعی صحیح ہے۔ کہ قبض کی شکایت بھی ان امراض میں ایک بھاری سبب ہے۔ لیکن جب تک معدہ اور جگر کے افعال صحیح و سالم ہوں۔ تو قبض بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ قبض اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب معدہ غذا کو پورے طور پر ہضم نہیں کرتا۔ اور اس کا کام بھی امعاء کو کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح قبض اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب جگر اپنا فرض کما حقہ انجام نہیں دیتا۔ یعنی صفراء کے فضلات کو طبعی طریق کے مطابق خون سے نکال کر انتڑیوں کی طرف نہیں بھیجتا۔ جس سے قدرتی طور پر رفع قبض ہوتی ہے۔

الغرض جن لوگوں کا معدہ اور جگر دونوں اعضا اپنے فرائض منصبی پورے طور پر انجام دے رہے ہوں۔ وہ قطعاً ان امراض میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ اور ان اعضاء کو ناقص اور کمزور کرنے والے اسباب بھی بہت سے ہیں۔ لیکن مختصر طور پر صرف دو لفظوں میں ہم اس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ حفظ صحت کی خلاف ورزی ہی اس کا باعث ہے یعنی نامناسب اغذیہ کا کھانا۔ ضرورت سے زیادہ۔ لذیذ اور چٹپٹی چیزوں کا استعمال اور بار بار کھانا یا ایک ہی وقت میں کئی مختلف الاقوام۔ مختلف الافعال اشیاء کا کھانا۔ بلا ضرورت محض طمع اور لالچ سے طرح طرح کی مٹھائیوں

مرغن اور مجرب اغذیہ اور محرکات و منشیات کا استعمال کرنا ہی اس کا باعث ہے۔

چونکہ اس قسم کی بے اعتدالیوں سے معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اور جگر اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ اس لئے جسم اور خون میں کئی قسم کے فضلات جمع ہونے لگتے ہیں۔ کیونکہ معدہ صحیح کیلوس نہیں بناتا۔ جس سے صحیح خون بن سکے۔ اور جگر خون کو صاف کرنے سے مجبور و معذور ہو جاتا ہے۔ انتڑیاں اپنا کام اخراج فضلات چھوڑ دیتی ہیں۔ اس لئے خون میں کئی قسم کے فضلات جمع ہو جاتے ہیں۔ جو امراض غشاء مخاطی کی پیدائش کا باعث بنتے ہیں۔ یعنی طبیعت مدبرہ بدن ان فضلات کو نکالنے پر مجبور ہوتی ہے۔

دوسرا سبب آلات الہوا کا ناصاف اور کمزور ہونا یعنی ناک کے نتھنوں سے لیکر اتصالے ریہ (ہوا کی آخری نالیوں) تک جو غشاء مخاطی کا استر بچھا ہوا ہے۔ اس کا اپنے افعال میں کمزور ہونا جس سے نہ تو ہوا کا غذائی جز دیعنی آکسیجن (نسیم) خون میں شامل ہوتا ہے۔ اور نہ ہی خون کے فضلات یعنی کاربن (دخانیت) خارج ہو سکتی ہے۔ لہذا خون میں کئی قسم کے فضول مواد جمع ہو جاتے ہیں اور طبیعت مدبرہ چاہتی ہے۔ کہ ان فضلات کو بدن سے خارج کرے۔

یاد رکھو۔ کہ ناک آلات الہوا کا دروازہ ہے۔ اگر ہم اس کو پاک و صاف نہ رکھیں گے۔ تو ہمارے پھیپھڑے کمزور ہو کر جسم دبلا پتلا ہونا شروع ہو جائے گا۔ جیسے آلات الغذا کے کمزور ہو جانے سے اچھی سے اچھی غذا بھی ہمیں وہ فائدہ نہیں دے سکتی۔ جو اعضائے غذائیہ کی صحت میں معمولی سے معمولی غذا سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آلات الہوا کے کمزور ہو جانے سے اعلےٰ سے اعلےٰ ہوا بھی وہ فائدہ نہیں بخش سکتی۔ جو ان اعضا کے صاف اور طاقتور ہونے کی حالت میں ہمیں پہونچ سکتا ہے۔ ہم کھانے پینے کے بغیر تو بہت عرصہ تک زندہ رہ سکتے ہیں۔ لیکن بغیر سانس لئے چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ جس سے ہوا کی ضرورت اور اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لوگ اپنی صحت اور طاقت کے لئے ہمیشہ غذاؤں اور دواؤں کی طرف متوجہ ہونے کے خوگر ہو چکے ہیں۔ ورنہ ہوا خوری ان دونوں سے بہتر اور مفید ترین خوراک ہے۔ اور جسمانی صحت اور قوت کے لئے یہ بہترین غذا ہے۔

یاد رکھو۔ کہ قدرت نے ہماری پرورش صحت اور طاقت کے قائم رکھنے کے لئے دو ہی سلسلے رکھے ہیں۔ ایک آلات الغذا کا سلسلہ اور دوسرا آلات الہوا کا سلسلہ ان دونوں میں جو ایک سلسلہ بھی کسی وجہ سے کمزور اور خراب یا ناقص ہو جائے تو ہماری پرورش رک جاتی اور صحت و طاقت فوراً کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور سچ پوچھو تو آلات الغذا سے آلات الہوا زیادہ اہم اور ضروری اعضاء ہیں۔ جن کا خیال رکھنا ہمارے واسطے زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔ غذا زیادہ سے زیادہ رات دن میں دو تین یا چار دفعہ کھائی جاتی ہے۔ لیکن ہوا کی ہمیں ہر وقت ضرورت دامنگیر رہتی ہے۔ ہم ایک منٹ میں ۱۸ دفعہ سانس لیتے ہیں۔ یعنی ایک گھنٹے ۱۰۸۰ سانس لیتے ہیں۔ اس حساب سے ہر رات دن

یعنی چوبیس گھنٹوں میں ۲۰ ۲۵۹ دفعہ روزانہ سانس لیتے ہیں۔ گویا ہر دم ہم نئی سے نئی غذا لینے پر مجبور ہیں۔ مگر جس طرح غذا کے متعلق قانون قدرت کی نافرمانی ہمارے آلات الغذا کے لئے نقصان دہ اور ان کو کمزور کر دینے والی ثابت ہوتی ہے اسی طرح ہوا کے متعلق قانون قدرت کی خلاف ورزی یعنی حفظانِ صحت کے قوانین پر نہ چلنا ہمارے آلات الہوا کی خرابی اور ان کی کمزوری کا باعث بنتی ہے۔ جس طرح غذا کی نالی کا دروازہ منہ ہے۔ اور اسکو صاف نہ رکھنے والا شخص آلات الغذا کی مرضوں میں مبتلا ہونے کے واسطے تیار رہتا ہے۔ کیونکہ میل سے بھری ہوئی گندی اور بدبودار تیس خلاء بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ خوراک کا ہر لقمہ معدہ کے اندر کئی قسم کی آلودگیوں اور گندگیوں سے مواد لیکر کئی قسم کی بیماریاں پیدا کر کے صحت کو نقصان پہونچا سکتا ہے۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح ہوا کی نالی کا دروازہ ناک ہے۔ جس کا صاف نہ رکھنا یا اس کا صحیح طور پر استعمال نہ کرنا امراض گوناگوں کے پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ بجائے ناک کے منہ سے سانس لینا از حد نقصان دہ ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہوا گرم اور صاف ہوئے بغیر پھیپھڑوں میں پہونچ جاتی ہے۔ جو نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم ناک کو صاف نہ رکھیں۔ تو اندر جانے والی ہوا خواہ کس قدر عمدہ اور صاف ہی کیوں نہ ہو۔ جب گندے نتھنوں سے گذرے گی۔ تو ان مواد خبیثہ کو ساتھ لیتی ہوئی پھیپھڑوں میں جائے گی۔ جس سے ہوا کی تمام نالیاں گندی ہو جائیں گی۔ اور ہمارے آلات الہوا اس سے متاثر ہو کر ضرور بیمار اور کمزور ہو جائینگے۔

پس آلات الہوا کی تمام بیماریاں جن کا آغاز زکام سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد نزلہ کی بیماری پیدا ہوتی ہیں پھر کھانسی بن جاتی ہے۔ پھر یا تو دق وسل پر منتج ہوتی ہے۔ اور یا دمہ وضیق النفس جیسی صعب امراض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ یہ تمام سلسلہ امراض کا اصلی اور حقیقی باعث صرف قانون حفظ صحت کی خلاف ورزی ہی ہو سکتی ہے۔ جس سے آلات الغذا بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور آلات الہوا بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ادنیٰ ادنیٰ بواعث اور اسباب سے بھی ان امراض کا دورہ ہونے لگتا ہے۔ مثلاً ذرا سی گرد وغبار۔ موسم کی ادنیٰ سی تبدیلی۔ تھوڑی سی قبض۔ معمولی ترشی دتیل کی اشیاء کا استعمال وغیرہ وغیرہ۔ کئی قسم کے اسباب ان امراض کے ظہور کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور ایسا آدمی تھوڑی سی سرد وگرم آب وہوا سے متاثر ہو جاتا ہے۔ اور ذرا سی غذائی تغیر وتبدل سے اثر پذیر ہوتا رہتا ہے۔ جن کو عام لوگ ان امراض کے اسباب میں شمار کرنے لگ جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ یہ امراض موروثی ہوا کرتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ واقعی جس جس والدین کے آلات الہوا یا آلات الغذا کمزور ہونگے۔ ان کی اولاد بھی اکثر انہی امراض میں مبتلاء ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے۔ تو یہ نقص بھی زیادہ تر وراثت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اسی قانون قدرت کی نافرمانی

اور خلاف ورزی کے باعث ہی پیدا ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر ایسا ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ جس قسم کی آب و ہوا میں والدین پرورش پاتے ہیں۔ اور جن عادات کے والدین عادی ہوتے ہیں۔ انہی عادات و حالات میں ان کی اولاد بھی پرورش پاتی ہے۔ اس لئے زیادہ رد براہ بھی مسلمہ ہے۔ کہ ایسی بیماریوں کا باعث حقیقی طور پر وراثت نہیں۔ بلکہ وہی خلاف ورزی قوانین صحت کی ہے۔ جو والدین اور اولاد نے یکساں طور پر پائی ہے۔ ورنہ اگر بچوں کی طرز رہائش اور زندگی بسر کرنے کے طریقوں کو بدل دیا جائے۔ یا قدرتی حالات کے ماتحت خود بخود وہ غلط طریقے بدل جائیں۔ جن کی وجہ سے والدین مبتلائے آلام ہوئے تھے۔ تو ضروری ہے۔ بلکہ بارہا مشاہدات اور تجربات نے کھلا کھلا فیصلہ دے دیا ہے۔ کہ ایسے بچے عموماً ان امراض میں مبتلا ہونے سے بچ جاتے ہیں لیکن اگر اولاد بھی انہیں غلطیوں میں مبتلا رہے۔ جن غلطیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کے والدین طرح طرح کی تکلیفوں میں گرفتار رہے ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ وہ بھی اسی غلطی کا نتیجہ دیکھیں۔ یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ پھر یہ کیا معاملہ ہے۔ کہ ہم اکثر بچوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ قدرتی اور پیدائشی طور پر کمزور آلات الہواد والے ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح سے پیدائشی طور پر بعض بچے کمزور آلات الغذا والے دکھائی دیتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہی ہے۔ جو اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ جن بچوں کے پیدائشی طور پر آلات الہوا کمزور ہوتے ہیں۔ وہ اور ان کے والدین اکثر گندی اور ناصاف ہوا میں بود و باش رکھنے والے ہوئے اور جو گندی ہوا لینے والے ہوں خواہ اس ہوا کی گندگی کے وجوہات و اسباب کیا ہوں۔ ان کے پھیپھڑے ضرور کمزور ہو جائیں گے۔ اسی طرح جو لوگ قوانین غذا کی پرواہ نہ کرینگے۔ ان کے اعضاء الغذا ضرور کمزور ہو جائیں گے۔ پس کمزور آدمی اگر آئندہ حفظان صحت کے قوانین پر عمل درآمد نہ کرے گا۔ تو ضروری ہے۔ کہ امراض غشائی میں مبتلا ہو لیکن اگر وہ قوانین حفظ صحت پر بخوبی عامل ہو جائے۔ اور کلی طور پر اس کی خلاف ورزی چھوڑ دے۔ تو صرف یہی نہیں کہ وہ ان امراض میں مبتلا نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر مبتلا ہو بھی چکا ہے۔ تاہم ان امراض سے صحت یاب ہو جائے گا۔

امراض غشاء مخاطی کا علاج

ممکن ہے۔ کہ میرے وہ دوست جنہوں نے مجھے ان امراض کے اسباب و علاج لکھنے کی تحریک کی ہے۔ یہ خواہش رکھتے ہوں۔ کہ میں کتابی صورت میں ان امراض کا علیحدہ علیحدہ ذکر کروں۔ اور ہر ایک مرض کا الگ الگ علاج حیطۂ تحریر میں لاؤں۔ اور مجرب للمجرب نسخے ہر ایک مرض کے لکھوں۔ مگر میں ایسا کرنا چنداں مفید خیال نہیں کرتا۔ کیونکہ جس قدر مجرب نسخے ان امراض کے ہو سکتے ہیں۔ وہ بڑے سے بڑا یہی کام کر سکتے ہیں۔ کہ وقتی تکلیف کو دور کریں لیکن ہمیشہ کے لئے ان موذی امراض سے نجات دے۔ دینا ان کا کام نہیں ہے۔ اور میں دعوے سے عرض کرتا ہوں۔ کہ دنیا میں کوئی دوا ایسی نہیں ہے۔ جو امراض کو ہمیشہ کے لئے بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دے۔ ان امراض سے ہمیشہ کے لئے نجات اسی صورت میں مل سکتی ہے۔ کہ قوانین صحت پر عمل درآمد کیا جائے۔ اور اصلی علاج ان امراض کا یہی ہے۔ کہ قدرت کے قوانین

کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔ جیسا کہ میں ابھی آپ کو اس قدرتی علاج سے روشناس کراؤنگا۔ اور آپ تسلیم کریں گے۔ کہ واقعی اور اصل حقیقی علاج یہی ہے۔

میں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ کہ یہ امراض خون کی خرابی سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ جو آلات الغذا اور آلات الہوا کی کمزوری کے باعث اپنی طبعی اور صحیح حالت پر نہیں ہوتا۔ پس اگر خون میں فضلات کم ہیں۔ اور وُہ بہت خراب نہیں ہو چکا۔ تو ایسے شخص کو معمولی زکام و نزلہ اور خفیف سی کھانسی وغیرہ امراض پیدا ہونگے۔ جو معمولی علاج سے رفع ہو جائینگی بلکہ اگر علاج بالکل نہ کیا جائے۔ تو بھی چند روز کے بعد خود بخود ہی رفع ہو جائیں گی۔ لیکن اگر خون میں کثافت بہت بڑھ گئی ہے۔ تو دائمی نزلہ۔ دائمی کھانسی اور دمہ وغیرہ امراض پیدا ہوں گی۔ جن کا علاج ذرا سوچ سمجھکر اور دقت سے کرنا پڑے گا۔ اور کچھ مدت تک صحیح علاج ہونے سے ان کو فائدہ ہوگا۔ مگر وُہ بھی چند یوم یا چند ماہ کے لئے کیونکہ بیماری پھر عود کر آئے گی۔ لیکن اگر خون میں کثافتیں بہت بڑھ گئیں۔ اور وُہ اس قابل نہیں رہا۔ کہ جسم میں بدل ما یتحلل ہو کر بدن کی پرورش کر سکے۔ تو ایسے شخص کو مرض دق و سل آدبوچیں گی۔ جن کا علاج نہایت مشکل ہو جائیگا جن سے سوائے شاذ و نادر مریضوں کے کسی کو بھی فائدہ نہ پہونچے گا۔ اب نسخہ جات کے متعقد ساری عمر اس دھن میں لگے رہتے ہیں۔ کہ سل اور دق وغیرہ کا کوئی مکمل نسخہ مل جائے۔ لیکن ایں خیال است و محال است و جنون۔ ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

اب یاد رکھیں۔ کہ دُنیا میں تین قسم کے معالج ہیں۔ ایک وُہ جو مرض کا علاج کرتے ہیں۔ مریض کا علاج نہیں کرتے۔ وُہ بہت ہی ادنےٰ درجہ کے معالج ہیں۔ جو صرف یہی جانتے ہیں۔ کہ فلاں مرض کا فلاں علاج ہے۔ مثلاً نزلہ و زکام کے لئے انیون یا اس کا کوئی مرکب ان کے تجربہ میں مفید ثابت ہوا۔ تو وُہ ہر ایک مریض کو جو نزلہ۔ زکام میں مبتلا ہو۔ وہی دوا دینگے۔ ان کو یہ معلوم نہیں۔ کہ نزلہ زکام کے کس درجہ اور کس حالت میں یہ دوا مفید ہے۔ اندھا دھند وُہ اسی دوا کا استعمال کرتے جائینگے۔

دوسرے کو معلوم ہے۔ کہ جیب سیکران نزلات کے لئے بہت مجرب ہے۔ وُہ ہمیشہ اسی کو اپنا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں۔ کہ یہ دوا کس مریض کو کس موقعہ میں اس مرض میں استعمال کرنا ہے۔ اگر کسی کو آرام ہو گیا۔ تو ان کا اعتقاد اس نسخہ پر اور زیادہ ہو گیا۔ لیکن اگر صحت نہ ہوئی۔ تو دل میں یہ کہکر مطمئن ہو جائیں گے۔ کہ نسخہ تو اکسیر تھا۔ مگر شاید کیا وجہ ہوئی۔ کہ آرام نہیں ہوا۔ شاید مریض کی بدقسمتی تھی۔ یا کہ میری کہ فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی ذرا زیادہ دانا ہوا۔ تو وُہ یہ سمجھے گا۔ کہ میں نے مرض کی تشخیص میں غلطی کھائی ہے۔ دوا گرم تھی۔ اور یہ مرض شاید بلغمی اور سرد ہوگا۔ وغیرہ۔

دوسری قسم کے معالج وُہ ہیں جو مرض کا علاج نہیں کرتے۔ بلکہ مریض کا علاج کرتے ہیں۔ وُہ دیکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ

مرض تو نزلہ یا زکام یا کھانسی ہے۔ مگر موجودہ مریض کی حالت کیا ہے۔ اگر قبض ہے۔ تو پھر افیون یا اس کا کوئی مرکب نہیں دینگے۔ بلکہ اس کی جگہ پر تحدیر و تسکین کے لئے حب سیکراں دینگے۔ یا جلاب وغیرہ دے کر پھر کوئی دوا دینگے۔ اگر ساتھ ہی بخار ہے۔ تو اس کا علاج بھی کریں گے۔ ورنہ بلغم کی غلظت ادرقت وغیرہ کو ملحوظ رکھکر مریض کی موجودہ حالت کے مطابق علاج کرینگے۔ مثلاً اگر بلغم غلیظ ہے۔ تو پھر نہ تو افیون کا کوئی مرکب دینگے۔ اور نہ سیکراں وغیرہ کا۔ بلکہ اس وقت بلغم کو پتلا کرنے کے واسطے حب عنصل یا زوفہ اصل السوس انجیر وغیرہ مرقق ومخرج بلغم ادویات سے کام لیں گے۔ اور اگر مادہ رقیق ہے۔ تو اس کی تغلیظ کے لئے بہیدانہ۔ لسوڑیاں۔ ریشہ خطمی اور عناب وغیرہ کا استعمال روا رکھیں گے۔ ایسے معالجوں سے پہلے معالج بہر حال بہتر اور کامیاب طبیب ہیں۔ مگر تاہم یہ بھی دقتی معالج ہیں۔ جو صرف ظاہری اسباب و علامات کو رفع کر دینا ہی حقیقی صحت سمجھتے ہیں۔ لیکن جب دوبارہ سہ بارہ اس مرض کے حملے اس مریض پر ہونے لگتے ہیں۔ تو مریض کی بد پرہیزی پر محمول کر کے دوبارہ وہی علاج شروع کر دیتے ہیں۔ اور دمہ۔ سل۔ دق وغیرہ کو قریبًا لا علاج مرض قرار دے کر ایسے مریض کا علاج ہی نہیں کرتے۔

تیسری قسم کے معالج وہ ہیں۔ جو نہ صرف مرض کا علاج کرتے ہیں۔ اور نہ صرف مریض کا۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ وہ تمام افعال الاعضاء کو حالت اعتدال پر لاتے ہیں۔ نہ صرف ان اعضاء کے افعال کو ہی جن کی تغیر و تبدل سے مرض کی ایک صورت ظاہر ہو رہی ہے۔ بلکہ ان اعضاء کے افعال کو بھی جن کے تغیر و تبدل نے اس موجودہ حالت کو پیدا کیا مثلاً وہ نزلہ و زکام اور کھانسی وغیرہ کے لئے غشاء مخاطی کے افعال کو بھی ٹھیک کریں گے جس سے وہ موجودہ مرض کی حالت تبدیل ہو جاوے۔ لیکن ساتھ ہی وہ ان اعضاء کے افعال کو بھی ٹھیک اور درست کرینگے۔ جن کی بے اعتدالی سے غشاء مخاطی کے افعال میں ابتری واقعہ ہوئی۔ تاکہ تمام اعضاء کے افعال صحیح ہو کر ہمیشہ کے لئے وہ مریض اس مرض کی دست برد سے بچ جائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یہ تیسری قسم کا معالج کسی مرض کو بھی لا علاج نہیں سمجھتا۔

پس میں ناظرین تبصرہ کو نہ تو پہلی قسم کا معالج بنانا چاہتا ہوں۔ اور نہ دوسری قسم کا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ تیسری قسم کے معالج بنیں۔ جو کامل معالج ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جو علاج میں ذیل میں آپ کو بتلاؤں گا۔ وہ ایسا ہی کامل علاج ہوگا۔

دقتی علاج جو دوسری قسم کے معالج کرتے ہیں۔ وہ تو عام کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔ ان کے یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ محض تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ جو کتاب بھی معالجات کے متعلق آپ کو میسر آوے۔ اسی میں ان امراض کا دقتی علاج مندرج ہوگا۔ اور یاد رکھیں۔ کہ وہ سب کے سب مفید اور مجرب ہیں۔ ان پر اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ ہم اپنے متقدمین بزرگوں کے تمام تجربات پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں۔ صرف ان کے قیاسات میں سے بعض قیاسات کو صحیح نہیں سمجھتے۔ جن کے خلاف ہونے کے واسطے موجودہ تجربات نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ

اخلاط امزجہ کے بکھیڑوں میں الجھکر انہوں نے بعض قیاسات قائم کئے تھے۔ جو صحیح نہیں نکلے۔ باقی ان کی ثبت اور ان کی محنتوں پر ہمیں بالکل بے اعتمادی نہیں ہے۔

پس مرض کی موجودہ حالت کو بدلنے کے لئے جو کچھ سابقہ کتب میں لکھا جا چکا ہے۔ خواہ وہ آیورویدک کے بزرگوں نے لکھا ہے۔ یا یونانی کے بزرگوں نے اور خواہ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں نے۔ وہ سب کا سب ان امراض کے وقتی طور پر دور کرنے کے واسطے کافی ہے۔ باقی رہا یہ کہ ظاہری صورت میں آرام ہو جانے کے بعد کیا کچھ علاج کیا جائے۔ تاکہ بار بار ان امراض کے حملوں سے مریض بچ جائے۔ اور ہمیشہ کے واسطے صحیح اور تندرست ہو جائے۔ سو ایسے علاج بھی اگرچہ متقدمین نے لکھے ہیں۔ مگر آج کل کے اطباء ان کو بھول چکے ہیں۔ جو آج شرح وبسط سے ذیل میں لکھے جاتے ہیں

پہلا علاج آلات الغذا کو صحیح و تندرست بنانا ہے۔ کیونکہ امراض غشاء مخاطی کا کوئی مرض بھی ایسا نہ پاؤ گے جس کے معدہ۔ جگر اور امعاء میں سے کوئی نہ کوئی عضو اپنے افعال کی بجا آوری میں کمزور نہ ہو۔ پس جب تک ان اعضاء کو درست نہ کیا جائے گا۔ امراض غشاء مخاطی کے حملوں سے وہ شخص امن میں نہیں آئے گا۔ مگر آلات الغذا کو صحیح اور طاقتور بنانے کے واسطے بھی میں دواؤں کے نسخے نہیں لکھوں گا۔ کیونکہ وہ محض وقتی فائدہ کے سوائے دائمی فائدہ نہیں دے سکتے۔

آلات الغذا کیوں کمزور ہوتے ہیں آلات الغذا کی کمزوری کے اسباب متعدد ہیں۔ مگر سب سے بڑا سبب غذاؤں کے استعمال کی نسبت غلط عادات ہیں۔ انسانی خود ساختہ تہذیب نے اگرچہ بہت سے اعضاء کے استعمال میں غلط عادتیں پیدا کر رکھی ہیں۔ لیکن جس طرح آلات ہضم کا برا استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے آلات کا اس طرح نہیں ہوتا۔ اکثر لوگ کھانے پینے کا فعل ضرورت جسمی کے لحاظ سے انجام نہیں دیتے بلکہ محض ذائقہ اور دیگر خواہشات وجذبات کے ماتحت رکھتے ہیں۔ کھاتے پیتے وقت ان کو قطعاً خیال نہیں ہوتا۔ کہ ہم معدہ کے صندوق کو عمر عیار کی زنبیل کی طرح کیوں رطب ویابس اشیاء سے بھر رہے ہیں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ یا کہ اس کے نتائج کیا ہونگے۔ بلکہ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ایسی دور اندیشی سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ جو چیز ملتی ہے۔ معدہ میں ٹھونستے چلے جانا ہمارا کام ہے۔ آگے اس کا ہضم کر لینا معدہ کا کام ہے۔ حتےٰ کہ بیمار معدہ جب ثقیل و مرغن اور مصالحہ دار ولذیذ کھانوں سے بالکل بھر جاتا ہے۔ اور زیادہ کام سے تھک کر آرام کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ تو بجائے اس کو آرام دینے کے قسم قسم کے مصالحوں۔ چٹنیوں اچاروں وغیرہ محرکات معدہ دواؤں سے اس کو کوڑا لگایا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے زیادہ کام لیا جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ کچھ عرصہ کے لئے معدہ پہلے سے بھی زیادہ کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر آخر تھک کر کام چھوڑ بیٹھتا ہے حتےٰ کہ پھر محرکات کی تحریک سے بھی حرکت میں نہیں آتا۔ مگر وہ لوگ جو معدہ کی پری کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ وہ بار بار معدہ کو پُر کرنے میں ہی لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور ان کی زبان جو

ذائقہ کی لذت آشنا ہوجاتی ہے۔ وُہ مختلف چیزوں کی لذات کے لئے ہر وقت ترستی ہے۔ اور نئی سے نئی چیز کو دیکھکر اور صرف دیکھکر ہی نہیں بلکہ سُنکر اور سُنکر ہی نہیں بلکہ خیال آتے ہی ان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور اس کے کھانے یا پینے کے لئے ان کا دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ روزانہ دو دفعہ یا تین دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ ان کو کھانا پڑتا ہے۔ اور جو چیز سامنے آئے کھاتے جاتے ہیں۔ حالانکہ صحت بخش ہضم کی تکمیل کے لئے کم از کم تین گھنٹہ اور بعض غذاؤں کے واسطے چار یا پانچ گھنٹہ کی میعاد ضروری ہوا کرتی ہے۔ لیکن اس عادت بد کی موجودگی میں معدہ کے لئے کوئی ایسا وقت نہیں رکھا جاتا۔ جب وُہ ایک چیز کے ہضم کرنے کے بعد کچھ آرام کر سکے۔ یا کم از کم اس چیز کو پورے طور پر ہضم ہی کر سکے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کثرت کام کی وجہ سے معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔

دوسری وجہ معدہ کی کمزوری کی مختلف قسم کے کھانوں کا ایک ہی وقت میں دسترخوان پر چنا جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح معدہ خوش ہو کر اشتہاء بڑھ جاتی ہے۔ نادان نہیں جانتے۔ کہ اشتہاء صادق نہیں بڑھتی بلکہ مختلف ذائقوں کے سبب اشتہائے کاذب پیدا ہوتی ہے۔ جو معدہ کا فعل نہیں ہے یعنی اس غذا کو معدہ نہیں طلب کرتا۔ بلکہ زبان اپنے ذائقہ کے لئے طلب کرتی ہے۔

تیسری وجہ معدہ کی خرابی کی یہ ہے۔ کہ بسبب غربت کے بے وقت غذا ملتی ہے۔ اور پھر تازہ ہی نہیں بلکہ باسی اور نمی ہوتی ہے۔ اور صرف غریب ہی نہیں۔ بلکہ بعض امیر بھی کثرت کاروبار اور شاغل متعددہ کی وجہ سے ایسے ہی غلط طریق کار کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وقت سے بے وقت غذا ہضم کرنے کے واسطے معدہ ویسے تیار نہیں ہوتا۔ جیسے وقت پر ہوتا ہے۔ اس طرح باسی اور نمی یا بوسیدہ اور سڑی ہوئی غذائیں بھی معدہ میں صحیح طور پر ہضم نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ان میں کئی قسم کے زہریلے مادے پیدا ہو جاتے ہیں۔

ایسے تمام حالات میں معدہ کی غشاء مخاطی میں ایک قسم کی سوزش اور ورم جیسی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ ریاح پیدا ہوتے ہیں۔ کیلوس صحیح نہیں بنتا بلکہ کئی قسم کے فاسد مواد اس میں مل جاتے ہیں۔ جن کا بار ایک طرف تو امعاء پر پڑتا ہے۔ تو دوسری طرف جگر پر بھی اس کا بداثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ خصوصاً محرکات اور خراش دار چیزوں اور مرغن اور مچرب اشیاء سے جگر پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور اس کا کام بہت بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سے زیادہ شیرینیاں کھانے سے بھی جگر پر بہت سے کام کا بار پڑ جاتا ہے۔

پس ایسی بدعادات سے جو خلاف قانون حفظ صحت ہیں۔ مریض غشاء مخاطی کو بچانا نہایت ضروری ہے۔ جس قدر ممکن ہو۔ غذا سادہ سریع الہضم اور مختصر ہونی چاہیئے۔ اور ایسے وقفوں سے دیجائے۔ جو معدہ کی حالت کے موافق اور مناسب ہو۔ سادہ غذا ضرورت سے زیادہ کھائی بھی نہیں جاتی۔ اور نہ اس سے معدہ میں یا انتڑیوں میں خراش وغیرہ پیدا ہوسکتی ہے۔

دوسرا علاج آلات الہوا یعنی ہوائی نالی کو طاقتور بنانا ہے۔ تاکہ وہ معمولی معمولی اثرات سے متاثر نہ ہوا کرے۔ اس کے واسطے چند تجویزیں نہایت ضروری ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

سب سے پہلی تجویز تو وہی ہے۔ جو گذر چکی۔ یعنی آلات الہضام کو کمزور کرنے والی عادت سے پرہیز کرائیں۔ دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ ایسے مریضوں کو پاک وصاف ہوا کھلائیں۔ سخت ناپاک اور گندی ہوا کا کھانا امراض غشا مخاطی کے لئے تمام اسباب سے زیادہ اور پہلا سبب ہوتا ہے۔ اور آلات الہوا کے مریضوں کے لئے سب سے زیادہ خطرناک اور جانی دشمن ناصاف اور مکدر ہوا ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے۔ کہ نیم دھوئیں دار ہوا سے اپنا بچاؤ کرلیں گرد وغبار والی ہوا سے اپنے آپ کو محفوظ کریں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ ہم کسی اور سے کے گلاس سے پانی نہ پئیں۔ دوسرا کا کپڑا نہ پہنیں۔ دوسرے کے غسل کردہ پانی سے غسل نہ کریں لیکن ہم دوسروں کے سانس سے نکلی ہوئی ہوا کو کھانے سے پرہیز نہیں کرسکتے۔ ڈاکٹری کے دلدادہ لوگ اور ہمارے ہندو بھائی جو چھوت چھات کے دلدادہ ہیں۔ اور اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے اس رسم کو نہایت قیمتی اور سائنٹیفک قرار دیتے ہیں۔ وہ متذکرہ بالا اشیاء سے تو پرہیز کرتے ہیں۔ مگر دوسروں کے پھیپھڑوں سے نکلی ہوئی ہوا کو بلا چھوت چھات اور بغیر نفرت کے کھا جا رہے ہوتے ہیں۔ میں نے ریل گاڑیوں کے چھوٹے چھوٹے ڈبوں میں ہجوم کے وقت دیکھا ہے۔ کہ کھانے پینے کی چیزوں کو تو دوسرے کا ہاتھ یا کپڑا لگ جانے کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ مگر دوسروں کے منہ سے نکلی ہوئی ہوا کو جس میں خون کے ردی مواد اور فضلات موجود ہوتے ہیں۔ اور ان کے گندے پھیپھڑوں کی غشا مخاطی پر ہے ہوئے کئی قسم کے گند ہوا کرتے ہیں۔ بلا احساس کئے کھا رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ ہوا جو انسان کے اندر سے باہر نکلتی ہے۔ وہ اس کی اندرونی گندگیوں اور ناقابل زہروں سے پُر ہونے کی وجہ سے انسان کے لئے نہایت مضرت رساں اور تباہ کن ہوتی ہے۔ ایسے مکانات میں جہاں ہوا کا گذر نہ ہو۔ یا بہت ہی کم ہو۔ جیسے بال بچوں کے اور دوستوں کے بیٹھکر لوگ گفتگو کرتے اور کام کاج میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اس طرح سے ایک دوسرے کے سانس سے نکلی ہوئی گندی ہوا کو بلا دھڑک ہڑپ کرتے رہتے ہیں۔ جو لوگ ایسے بند کمرے میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ ساری رات اس زہر کو کھاتے ہیں۔ دیہات میں تو مرد بھلا سارا دن باہر کھلی ہوا میں جاکر اس زہر کا ایک حد تک ازالہ کرلیتے ہیں۔ مگر ان کی عورتوں کے لئے ایسا انتظام عام نہیں ہے۔ لیکن شہری لوگ تو عام طور پر دن کو بھی اس کا ازالہ کرنے سے عاری ہوتے ہیں۔ وہ سارا دن ہوٹلوں۔ کارخانوں اور بند مکانوں میں ہی کام کرتے ہیں۔ اور رات کو بھی اسی طرح سے بند مکانوں یا دوکانوں میں سو رہتے ہیں۔ پھر ان میں اس قسم کے امراض عام نہ ہوں۔ تو کیوں نہ ہوں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ دیہات میں عورتیں بہ نسبت مردوں کے امراض غشا مخاطی میں زیادہ تعداد میں مبتلا ہوتی ہیں لیکن شہری لوگ بہ نسبت دیہاتیوں کے ان امراض کا زیادہ شکار ہوا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ جو میں

تحقیقات اور تجربات سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ ان امراض کی پیدائش کی بڑی وجہ گندی اور ناپاک ہوا ہی ہوا کرتی ہے

پس امراض غشاء مخاطی کے مریضوں کو ایسی گندی ہوا سے بچانا اور صاف اور عمدہ ہوا کھلانا خواہ کسی اہتمام سے بھی حاصل ہو۔ سب سے عمدہ اور صحیح طریق علاج ہے۔ مگر ہمارے باقی حکیم خیال نہیں کرتے۔ اور پس مریض کا علاج کرتے ہیں۔ ادویات تک ہی محدود رکھتے ہیں۔ اگر ایک نسخہ سے آرام نہ ہو۔ تو دوسرا پھر تیسرا علی ھذا القیاس نسخوں جڑی بوٹیوں اور کشتوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ایسی مزمن امراض کو صرف ادویات کے استعمال سے دُور کر دینے کا مدعی سوائے شاذ و نادر کے کبھی بھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ آپ نے تجربہ کیا ہوگا۔ کہ کئی مریضان امراض مخاطی حتےٰ کہ دمہ اور پرانی کھانسی بلکہ وق دسل کے بھی مریض جب کبھی صحت بخش ہوا کے لئے مقام تبدیل کرینگے۔ تو اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ بغیر دوا کے صرف تبدیل مقام سے ہی ایک دو دنوں میں ہی حیرت ناک فائدہ پہونچ گیا۔ پس ایسے مریضوں کے واسطے صاف ہوا نہایت شفا بخش ثابت ہوا کرتی ہے۔

اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ کہ کس طرح سے لوگ گندی ہوا کھاتے ہیں۔ مگر ایک بات مجھے ابھی یاد آئی ہے۔ جس کا ذکر اوپر والے مضمون میں نہیں کیا جا سکا۔ وہ ہے اپنے سانس کی گندی ہوا کو کھانا۔ یہ غلطی بھی ایسے مریضوں میں عام طور پر دیکھی گئی ہے۔ کہ وہ جب سوتے ہیں۔ تو لحاف وغیرہ میں منہ اور ناک کو لپیٹ کر سوتے ہیں۔ جس میں بہت تھوڑی ہوا ہوتی ہے۔ اور وہی ہوا بار بار پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔ اور وہی باہر آتی ہے۔ یہ فعل بہت ہی برا اور یہ عادت بہت ہی زبوں اور مضر ہے۔ جس سے ایسے مریضوں کو اجتناب کرانا ضروری ہے۔

تیسری تجویز یہ ہے۔ کہ صاف ہوا سے پھیپھڑوں کو بخوبی پُر کیا کریں یعنی ایسے گہرے سانس لینے کی عادت بنائیں۔ جس سے پھیپھڑے بار بار ہوا سے بھر جائیں۔ اور پھر ہوا کو سانس سے اس طریق سے خارج کریں۔ کہ پھیپھڑوں کا اکثر حصہ ہوا سے خالی ہو جائے۔ ساتھ ہی یہ تاکید بھی ہو۔ کہ سانس ناک کی راہ سے لیا جائے۔ اگر منہ سے سانس لیا جائے تو سودمند فائدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ خطرہ ہے۔ کہ کوئی اور نقص یا تکلیف لاحق حال نہ ہو جائے۔ پس ناک سے نہایت گہرا سانس لینا اور کچھ عرصہ تک اس کو بند رکھنا اور پھر یک لخت اس کو چھوڑ دینا صحت کی ترقی اور امراض غشاء مخاطی سے بچنے اور آلات الہوا کو طاقتور بنانے کے واسطے یہ تجویز نہایت مفید اور مؤثر ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے پھیپھڑوں کا بہت سا حصہ استعمال ہونے لگتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ ہی خوراک بھی باقاعدہ اور صحت در ہو۔ تو پھر کوئی مریض کیوں دائم المریض رہے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے بدن کا خون صاف ہوتا ہے۔ قوت حیات ترقی کرتی ہے۔ جسم میں طاقت اور پھرتی آتی ہے۔ صحت اچھی ہو جاتی ہے۔ تمام اعضاء کو تحریک پہونچتی ہے۔ امراض

دور ہوتے ہیں۔ جسم سڈول ہوتا ہے۔ تنگی تنفس نام کو بھی نہیں رہتی۔ ناک سے لیکر اقصٰے ریہ تک سارا راستہ صاف ہوجاتا ہے۔ غشاء مخاطی مضبوط اور طاقتور ہوجاتی ہے۔ تکان دور ہوجاتی ہے۔ جسمانی لچک بڑھ جاتی ہے۔ اعصاب و عضلات مضبوط ہوتے ہیں۔ آنکھیں روشن ہوجاتی ہیں۔ زرد چہرے سُرخ ہوجاتے ہیں۔ بلغم جلد جلد اور صفائی سے خارج ہونے لگتا ہے۔ اور پھر اس کی پیدائش رک جاتی ہے۔

ترکیب اس طرح پر ہے۔ کہ کھلی ہوا میں سیدھے بیٹھکر یا کھڑے ہوکر سانس کو زور سے اندر کھینچیں۔ اور دو تین دفعہ سانس کو اندر لے جانے کی کوشش کریں جیسے لنسوار لینے کے وقت کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح ہوا کو ناک کی راہ سے (ہوا لیتے وقت یا نکالتے وقت منہ کو بالکل بند رکھنا چاہیئے) پھیپھڑوں میں دو تین بار کھینچکر پھر دم کو بند کردینا چاہیئے۔ اور جب تک برداشت ہوسکے۔ دم کو بند رکھکر پھر زور سے اس کو باہر چھوڑیں۔ ہوا کو اندر لیتے وقت پیٹ کو باہر نکلنا چاہیئے۔ اور ہوا کو باہر نکالتے وقت پیٹ اندر کی طرف سکڑنا چاہیئے۔

اگرچہ مریضان آلات تنفس کو پہلے پہل ایسا سانس لینے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر آہستہ آہستہ اس کی مشق کرنے سے آسانی ہوجاتی ہے۔ اور پھر ایک عادت ہوجاتی ہے۔ اور اس قدر عادت ہوجاتی ہے۔ کہ پھر عام طور پر چلتے دوڑتے وقت بھی ایسا کرسکتے ہیں۔ معالج کو چاہیئے۔ کہ مریض کو ہدایت کردے۔ کہ اس مشق کو آہستہ آہستہ بڑھائے ورنہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جو مریض بہت خراب حالت میں ہوتے ہیں۔ اور جن کے پھیپھڑے ان امراض کی وجہ سے بالکل سکوڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کو اس مشق سے تکلیف ہوتی ہے۔ سینہ میں درد سا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ بعض کو نفث الدم ہوجاتا ہے یعنی کھانسی میں خون آنے لگتا ہے۔ اگرچہ ہم نے یہ کبھی بھی نہیں دیکھا۔ کہ نفث الدم کا مرض اس سے مستحکم ہوگیا ہو یا کوئی اور نقصان ہوا ہو۔ کیونکہ وہ خون بھی خود بخود بند ہوجاتا ہے۔ لیکن تاہم اس قدر ہدایت کرنا بہتر ہوتا ہے۔

اس تجویز پر عمل کرنے سے نہ صرف مریض کے پھیپھڑے ہی صاف ہوتے ہیں۔ بلکہ خون بھی صاف ہوتا ہے۔ کیونکہ ہوا جب پھیپھڑوں میں بھر جاتی ہے۔ تو وہ خون کے فضلات یعنی کاربن اور پانی سے ملتی ہے۔ اور اس سے بردار ہوجاتی ہے۔ اس واسطے خارج ہونے والی ہوا داخل شدہ ہوا سے بھاری ہوتی ہے۔ اور بھاری ہونے کی وجہ سے وہ پھیپھڑوں کے نچلے حصے میں جمع رہتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ عام سانس کی حالت میں پھیپھڑوں کے اندر ایک بار بھری ہوئی ہوا ۲۵-۳۰ منٹ کے بعد ساری خارج ہوتی ہے۔ کچھ نکل گئی۔ کچھ اور آگئی۔ پھر کچھ اور پہلی ہوا دوسرے سانس کے ساتھ نکلی۔ مگر اس تجویز کے سانس سے نصف منٹ یا زیادہ سے زیادہ دو تین منٹ میں پھیپھڑوں کی ساری جمع شدہ ہوا جو فضلات کے حامل ہے۔ نکل جاتی ہے۔ کیونکہ دیافر غما پردہ کے پورا ہلنے اور زور سے حرکت کرنے سے پھیپھڑوں کے اندر ہوا ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ اور دیافر غما کے زور سے حرکت کرنے کا اور بھی بڑا فائدہ ہے۔ کہ اس سے سارے پیٹ کے اعضاء کو حرکت ہوتی ہے جس سے احشاء کی ورزش ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ مضبوط ہوتے

ہیں جس سے بدہضمی اور قبض وغیرہ کو فائدہ ہو جاتا ہے۔ دل کو آرام ملتا ہے۔ کیونکہ دل کا نچلا سرد یا فرغما کے اُوپر ہے اس لئے اس کے ہلنے جلنے سے دل کی حرکت انقباضی اور انبساطی بہ سہولت اور بآسانی ہونے لگتی ہے۔ گویا اس تجویز پر عمل کرنے سے دل کو بھی بھاری مدد مل جاتی ہے۔ اس قسم کا گہرا سانس لینا گویا روحانی طاقت کو جسم میں بھرنا ہے۔ اس سے عام طور پر پورا سانس لینے کی عادت ہو جاتی ہے۔ حتےٰ کہ پھر ہماری خواہش اور ہمارے دھیان کے بغیر بھی عضلات اس گہرے سانس کو جاری رکھتے ہیں۔ جو مریضان آلات تنفس نے کبھی خیال میں بھی نہ دیکھے ہوں۔ اور ان امراض کا قاعدہ ہے۔ کہ جوں جوں یہ بڑھتے ہیں۔ سانس کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ حتےٰ کہ مریض کوئی بھی ایسا کام نہیں کر سکتا جس سے سانس زور سے آوے۔ کیونکہ اس کا سانس پھولنے لگتا ہے۔ مگر دیکھو جب کوئی شخص اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے سانس کو گہرا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو وہ امراض بھی بھاگنے لگتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سانس لینے یا نکالنے یا بند کرنے میں جو قدرت نے تھوڑا سا اختیار ہم کو دے رکھا ہے۔ تو اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ جب یہ سلسلہ تنفس ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے بگڑ جائے۔ تو ہم اس اختیار کو استعمال کر کے سانس کو مفید بنا سکیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ آپ یاد رکھیں۔ کہ جب ہم اختیاری طور پر ٹھیک اور کامل سانس لینا سیکھ لیتے ہیں۔ تو یقیناً اس سے صحت بڑھتی ہے۔ اور جوانی قائم رہتی ہے۔ بڑھاپا جلد نہیں آتا۔ اور امراض تنفس حتےٰ کہ سل دق میں بھی امن اور آرام ہو جاتا ہے اس بار بار کی مشق سے ہمارے غیر اختیاری عضلات بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ چنانچہ سوتے۔ جاگتے۔ چلتے پھرتے بیٹھے۔ لیٹے ہر حالت میں سانس کو باقاعدہ اور مفید بنائے رکھتے ہیں۔ اس عمل سے چونکہ سینہ خوب کھلتا ہے۔ اس واسطے پسلیاں اوپر کو آنے میں عادی ہو کر سینہ چوڑا ہو جاتا ہے۔ اور وہ نقائص سینہ کے جو آلات تنفس کے مریضوں میں پائے جاتے ہیں۔ باقی نہیں رہتے۔

چوتھی تجویز یہ ہے کہ ورزش کی عادت کی جائے۔ اور یہ تجویز ایسی مفید اور اعلےٰ ہے۔ کہ اس سے نہ صرف آلات الہوا میں ہی طاقت آتی اور ان کی طرح طرح کی کمزوریاں رفع ہو جاتی ہیں۔ بلکہ آلات انہضام کی کمزوریاں اور نقائص بھی رفع ہو کر ان میں پوری طاقت آجاتی ہے۔ ورزش کرنے سے چونکہ عضلات جلد جلد منقبض اور منبسط ہوتے ہیں۔ اس واسطے دورانِ خون بھی تیزی کے ساتھ چلنے لگتا ہے۔ پھیپھڑے زیادہ حرکت کرتے ہیں۔ سانس گہرا اور جلد جلد آتا ہے۔ سینہ بخوبی پھیلتا ہے۔ عضلات میں طاقت آتی ہے۔ کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے۔ بھوک عمدہ لگتی ہے۔ قبض دائمی رفع ہو جاتی ہے۔ جسم کے فضلات خارج ہوتے رہتے ہیں۔ جو ایسے امراض کا موجب ہوا کرتے ہیں۔ ورزش بھی کھلے مقام پر اور کھلی ہوا میں کرنی چاہیئے۔

باقی رہا یہ کس قسم کی ورزش کرنی چاہیئے۔ یہ مضمون ایک طول طویل مضمون ہے جس کو پھر کسی آئندہ اشاعت میں بیان کیا جائے گا۔ فی الحال یہی کافی ہے۔ کہ ہر قسم کی ورزش خصوصاً جس میں سینہ پر زور پڑتا ہو وہ ایسے مریضوں کو اختیار کرنی چاہیئے

پانچویں تجویز یہ ہے کہ مکمل صفائی رکھی جائے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ مکمل صفائی رکھنا امراض مذکورہ کے لئے نہایت مفید اور صحت کی واپسی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) جلد کو صاف رکھنا ہمارا جسم قریباً ۲۸ میل لمبی پسینہ لانے والی نالیوں سے بھرا ہوا ہے۔ جن کی راہ فضلات بدن ہمیشہ نکلتے رہتے ہیں۔ خون کے گندے مواد اور زہریلے اجزاء کا نصف حصہ انہیں کی راہ سے جسم سے باہر پھینکا جاتا ہے۔ ان نالیوں کے بیرونی سرجن کو مسام کہتے ہیں۔ جلد کے ہر حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا صاف اور کھلا رہنا تاکہ دموی فضلات کے رستے میں کسی قسم کی مزاحمت اور رکاوٹ نہ ہو۔ نہایت ضروری ہے۔ جس قدر مٹی اور دھول باہر سے ہمارے جسم پر لگتی رہتی ہے۔ اگر ہم اس کو صاف نہ کریں۔ تو وہ جسم پر جم کر مسامات جلد کو بند کر دیتی اور ان سے نکلنے والے فضلات کے اخراج کو روک دیتی ہیں۔ اور یہ روکاٹ انسان کی صحت کو بگاڑنے اور امراض کو پیدا کرنے میں اسی قدر مضرت رساں اور نقصان دہ ہے۔ جس قدر قبض کی وجہ سے انتڑیوں کے سدے یا گردہ سے پیشاب آنے کے نعل کا بگڑ جانا۔ یہ پسینہ لانے والے چھوٹے چھوٹے سوراخ (مسام) میل سے بھر جانے پر اکثر آلات الہوا کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب ہم غسل نہ کریں۔ اور جلد جلد کپڑے نہ بدلیں۔ یا صاف نہ کریں۔ تو پسینہ کی راہ سے آنے والے فضلات مسامات میں آکر رک جاتے اور خشک ہو کر سدے بن جاتے ہیں۔ اور فضلات بدن کے اخراج کا راستہ رُک جاتا ہے۔ تو پھر طبیعت مدبرہ بدن کو پھیپھڑوں اور گردوں پر زیادہ زور دینا پڑتا ہے۔ اور ان کے افعال کو بڑھا کر فضلات دمویہ کو خارج کرنے کی سبیل مقرر کرنی پڑتی ہے۔ اس طرح سے آلات الہوا کی امراض پیدا ہونے کی طرف ہر وقت طبیعت مائل رہتی ہے۔ اور ایسے اشخاص میں امراض غشاء مخاطی کی پیدائش کے لئے طبیعت ہر وقت تیار رہتی ہے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ ہر روز اپنے جسم کو صاف رکھنے کے واسطے حسب موسم سرد یا گرم پانی سے غسل کیا جائے۔ اور بہتر ہے۔ کہ صابن کا استعمال بھی غسل کے وقت کیا جائے۔ تاکہ میل کچیل بخوبی صاف ہو جائے۔ روزانہ غسل نہ صرف مسامات کے صاف اور کھلا رکھنے کی وجہ سے ہی مفید ہے۔ بلکہ طبیعت مدبرہ کی توجہ جلد کی طرف منعطف کرنے کے واسطے اور پھیپھڑوں کی طرف سے اس کی توجہ ہٹانے کے واسطے بھی مفید ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے۔ کہ جب ہم سرد پانی سے غسل کرتے ہیں۔ تو پہلے ہمارا جسم سرد ہو جاتا ہے۔ مگر معاً اس کے بعد ہمارا جسم گرم ہو جاتا ہے۔ حتےٰ کہ سخت سردیوں کے موسم میں سرد پانی سے غسل کرنا بھی یہی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ پس ہمارے جسم کا گرم کر دینا حقیقت میں طبیعت مدبرہ بدن کا فعل ہوا کرتا ہے۔ تجربہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ کس طرح سرد غسل سے ایک ہی دن میں مریضان آلات الہوا پر مفید اثر پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں غسل کرنے سے جسم کا سارا نظام عصبی ایک نئی قوت حاصل کرتا ہے۔ اور دورانِ خون میں ایک قسم کی تحریک پیدا ہو کر یکساں طور پر جلد کے تمام حصوں میں خون پہونچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ غسل کے بعد جلد گرم ہو جاتی ہے۔ اور تھکاوٹ اور کوفت

بدن ہو کر طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ امراض خشاد مخاطی کے تمام مریض نہاتے اور خصوصًا سرد پانی سے نہانے میں بہت متامل ہونگے۔ لہذا ان کو سرد غسل کی عادت کرانا نہایت مفید ہوتا ہے۔ البتہ ایسے مریض اگر کمزور ہوں۔ تو ان کی برداشت کے مطابق سرد پانی رکھا جائے۔ ہر روز علی الصبح سرد پانی سے غسل کرنے والے اشخاص امراض آلات الہوا سے عموًا بچے رہتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ امراض خشاد مخاطی۔ نزلہ۔ زکام اور کھانسی وغیرہ غسل سے لاپراہی کا نتیجہ ہیں۔ اگر آپ تحقیقات کرینگے۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ سل و دق اور دمہ کے قریبًا نصف سے زیادہ بیمار غسل چور ہونگے۔ پس آلات الہوا کے مریضوں کو غسل کا عادی بنانے میں بہت کوشش کریں۔ تاکہ وہ ان امراض سے بکلی نجات حاصل کریں۔

(۲) منہ اور ناک کو صاف رکھنا جلد کی صفائی کے بعد منہ اور ناک کا صاف رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ منہ آلات ہضم کا دروازہ ہے۔ اور ناک آلات تنفس کا۔ جیسا کہ پہلے بھی اس پر لکھا جا چکا ہے۔ ان دونوں دروازوں کو صاف رکھنا بہت ضروری ہے۔ غسل کرتے وقت خصوصًا علی الصبح ناک کو خوب صاف کرنا چاہیئے۔ جس طرح سے بیرونی میل کچیل پانی سے صاف کی جاتی ہے۔ ناک کے اندر بھی پانی کو پہونچا کر نتھنوں کو صاف کرنا چاہیئے۔ اسی طرح منہ کو صاف اور ملائم برش یا مسواک سے ہمیشہ پاک و صاف رکھنا ضروری ہے۔

(۳) ہاتھوں کا صاف رکھنا اپنے ہاتھوں کو صاف رکھنا اور ناخنوں کو ترشوانا بھی بہت ضروری ہے خصوصًا کھانا کھاتے وقت یا تیار کرتے وقت کبھی میلے ہاتھ نہ لگانا چاہیئے۔ ورنہ ہم اپنی خوراک۔ گوشت۔ سبزیاں۔ دودھ۔ دہی وغیرہ خوردنی اشیاء کو اپنے ہاتھوں کی میل اور ناخنوں کی زہریلی میل سے گندا کر کے کھائیں گے۔

اپنا لباس صاف رکھنا اپنی حیثیت کے مطابق پوشاک عمدہ بنانا اور اس کو صاف اور ستھرا رکھنا بھی جلد کی حالت سدھارنے کے لئے ضروری ہے۔ اور جلد کا سدھارنا خشا مخاطی کی تقویت کا باعث ہوگا۔ جس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

اپنی کلام کو صاف رکھنا صاف اور ستھرے الفاظ انسان کی صحت میں ہمیشہ معاون و مددگار ہوتے ہیں غصہ جوش۔ کینہ اور بغض وغیرہ کے جذبات سے پاک ہونے کی وجہ سے امراض مذکورہ سے بچاؤ کا باعث ہوتا ہے۔ امراض آلات الہوا کا مریض خواہ مخواہ غصیل زود رنج اور چڑچڑا ہوتا ہے۔ اس لئے صاف ستھرے۔ سادے اور نرم الفاظ کی عادت کرنے سے ان امراض کی طاقت ٹوٹ جاتی ہے۔ اور مریض ہشاش بشاش اور خوش و خرم رہنے کا عادی بن جاتا ہے۔ اور یہ حالت ان امراض سے نجات پانے کے لئے آسانی پیدا کر دیتے ہیں خصوصًا ہمیشہ ہنستے رہنے کی عادت کر لینا بلکہ اکثر دفعہ قہقہہ کر کے ہنسنا بہت ہی مفید ہے۔ یاد رہے۔ کہ قہقہہ کے وقت

معالجات

رموز و نکات

امراض مزمنہ عسیر العلاج

امسال میرا ارادہ تھا۔ کہ گذشتہ جلسہ کے مضمون دست شفا کی تکمیل میں بعض ایسے نسخہ جات بیان کروں گا۔ جو بارہا کے تجربہ سے امراض آلات انہضام کے لئے نہایت مفید اور زود اثر ثابت ہو چکے ہیں مثلاً بدہضمی مزمن یا سوء مزاج معدہ یا مرا ق وغیرہ۔ کیونکہ گذشتہ سالانہ جلسہ میں چونکہ میں نے امراض معدی کی پیدائش کے اسباب وغیرہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ لیکن ان امراض کا علاج بسبب قلمبند اور مترتب نہ ہونے کے بیان نہیں کیا جا سکا تھا اس لئے ضرورت تھا۔ کہ اس دفعہ اس کمی کو پورا کیا جائے۔ خاصکر جب چند احباب ان مجربات کے بیان کرنے کے لئے بارہا فرمائش بھی کر چکے اور نہایت مصر تھے

اترسوں کا ذکر ہے۔ کہ میں نے ان تمام امراض کو قلمبند کرنے کا ارادہ کیا۔ جب قلم دوات اور کاغذ لیکر مضمون لکھنے کے لئے دماغ میں ان تمام نسخہ جات کو مستحضر کیا۔ تو اس غور و فکر کے وقت معاً میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ اگر صرف نسخہ جات کو ہی قلمبند کیا جائے۔ اور نسخہ جات کے مواقع استعمال کا ذکر نہ کیا جائے۔ تو اگرچہ تجربہ کار اطباء تو اس سے استفادہ کر لیں۔ مگر عام اطباء ہرگز مستفید نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ کہ یہ نسخہ خاص طور پر کس موقعہ اور کس محل پر مناسب اور موزوں ہو سکتا ہے۔ تو ان کا وہی حال ہوگا۔ جو اکثر قرابادینوں کو پڑھنے وقت ہوا کرتا ہے۔ کہ موقعہ اور محل کے مطابق معالج کو خود ہی کوئی نسخہ منتخب کرنا پڑتا ہے۔

اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ ہر نسخہ کا محل اور موقعہ استعمال ساتھ ساتھ بتا دیا جائے۔ مگر ساتھ ہی پھر یہ خیال بھی معاً دماغ میں پیدا ہوا۔ کہ موقعہ اور محل بیان کرنے کے لئے لازم ہوگا۔ کہ ان امراض کے درجات اور ان کی مخصوص علامات بھی لکھدیں۔ ورنہ موقعہ اور محل کے سمجھنے کے لئے عوام کو بھی وہی دقت رہے گی۔ اور خصوصاً اس حالت میں کہ جب ان امراض کی ماہیت اور کیفیت بھی اور اس کے درجات بھی جیسا کہ طب جدید بیان کر سکتی ہے۔ یعنی افعال الاعضاء کی تھیوری کے ماتحت اس طرح سے کسی سابقہ کتاب میں صاف صاف لکھے ہوئے بھی موجود نہیں ہیں۔ تو لامحالہ ایسی مجلس میں جہاں اکثر احباب اسی نیت اور ارادہ کو ساتھ لیکر تشریف آور ہیں۔ کہ علمی دسترخوان پر سے ہم سیر ہو کر آئیں گے۔ تو پھر صرف چند عملیات کا ذکر کر دینا سامعین کی تسلی اور اطمینان اور ان کی سیر چشمی کے لئے ناکافی ہوگا۔ اسی ادھیڑبن میں اترسوں کا سارا وقت جو میں نے اس کام کے لئے نکالا

تھا ختم ہو گیا۔ اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

کل پھر قلم دوات لے کر بیٹھا تو ایک نہایت ہی بسیط اور جامع مضمون میرے دماغ میں آنے لگا۔ حتےٰ کہ میں خود بھی بہر ہو گیا۔ اور مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہ اس طرز و طریق سے بیان کیا ہوا مضمون نہ صرف سامعین میں سے عوام کی بہتری طبع کا موجب ہو گا۔ بلکہ بڑے بڑے تجربہ کاروں اور ماہر اطباء کے لئے بھی ایک اچھوتا مضمون ہو گا۔ اور محقق اور جدت پسند اصحاب کے لئے بھی ایک طرح خوان یغما اور دلخواہ فائدہ کا حکم رکھے گا۔

پس میں نے اسی کے مطابق چند گھنٹے کل بھی اسی مضمون کے لکھنے پر صرف کئے۔ اور آج بھی وقفہ کا وقت اس کی تکمیل میں لگایا۔ چنانچہ اب میں جب آپ کو یہ مضمون سنانے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ تو نہایت مطمئن ہوں کہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ آج میں آپ صاحبان کے سامنے ایک ایسا مکمل اور مبسوط مضمون پیش کرنے والا ہوں۔ جو آپ کی علمی اور عملی پیاس کے اطفاء کے لئے کافی سے بڑھکر ثابت ہو گا۔ اور یہ مضمون ایسا چنیدہ اور نوادرات میں سے سمجھا جائے گا۔ جو اپنا وجود ایک نیا اور پُر لطف ہونے کے طبی صدا فتنوں اور ایک طویل عرصہ کی لگاتار تحقیق و تفتیش کے صحیح نتائج کو ظاہر کرنے والا ہو گا۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ سارا مضمون میری سالہا سال کی تحقیق و تجسس اور محنت و کوشش کا پھل ہے۔ جس پر میرے دل و دماغ کے ذرہ ذرہ نے دن رات محنت کی ہے بلکہ میرے جسم کے تمام سیلز اور خون کے تمام کریات نے اس پر اپنا بہت سا حصہ قربان کیا ہے۔

اور اس صورت میں جو کچھ میں آپ کے سامنے پیش خدمت کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ وہ تمام دعوتوں سے زیادہ قابل قدر دعوت ہو گی۔ اور میری تمام خدمات سے جو اپنے معزز مہمانوں کے لئے مجھے بجالانی چاہئے۔ ایک انتہائی خدمت ہو گی۔ امید ہے۔ کہ آپ غور سے سنیں گے۔ اور اس کو اپنے دلوں کی انتہائی گہرائیوں میں جگہ دیں گے۔ میں اس مضمون میں نہ صرف آلات انہضام کے افعال کی کمی و بیشی یا افراط و تفریط کے متعلق ہی جدید معلومات بیان کرونگا۔ بلکہ اکثر ایسے مزمن اور غیر البرء اور ناممکن العلاج مرضوں کے چہرہ سے بھی نقاب اٹھاؤنگا کہ جن کے متعلق تمام اطباء اور ڈاکٹر اور وید صاحبان متفق اور متحد ہو کر فیصلہ دیتے ہیں۔ کہ ان امراض کے حقیقی اور صحیح علاج تا حال پردۂ اخفاء میں ہیں۔ مثلاً مرض سل۔ خنازیر۔ دمہ۔ بواسیر۔ مرگی۔ الیخولیا۔ خصوصاً مراقی قلب کے قریباً تمام امراض۔ امراض آلات تناسل۔ نقرس۔ مرض درد بیخ یعنی کمر کے۔ پتھری اور ریگ گردہ و مثانہ وغیرہ وغیرہ۔

آپ سے پوشیدہ نہیں۔ کہ سل کے متعلق آج تک بہت بڑی کوششیں ہو چکی ہیں۔ مگر کسی کو اب تک پتہ نہیں ملا کہ حقیقت میں یہ چیز کیا ہے۔ یونانی اطباء کی اخلاط و امزجہ کی تھیوری بھی اس مرض کے سامنے ناکام رہی ہے کچھ پتہ نہیں چلا۔ کہ کس خلط کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ صفراء کا اس مرض میں نام و نشان نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی

علامت بھی زیادتی صفراء کی اس مرض میں نہیں پائی جاتی۔ خون کی کثرت یا اس کا فساد اس میں نہیں ہوتا۔ بلغم کی کوئی علامت اس میں نہیں ہوتی۔ سودا کا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ ریح کا وجود بھی نظر نہیں آتا۔ آخر لے دیکر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ رطوبات اصلیہ خرچ ہوگئی ہیں۔

لیکن افسوس کہ رطوبات کی افناء کا بھی کوئی خاص باعث آج تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ عام طور پر یہ مرض عین عالم شباب میں یعنی ۱۸ سے ۳۵ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ جبکہ رطوبات اصلیہ کی فراوانی کا زمانہ ہوتا ہے اور انسان اپنا جسمی نشوونما پورے طور پر کر چکتا ہے۔ اور ابھی انحلال اور تحلیل رطوبات کا زمانہ نہیں آیا ہوتا۔

ڈاکٹری تحقیقات اس مرض کی جراثیم قرار دیتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کا بھی اقرار کرتی ہے۔ کہ اس مرض کے بعض اسباب سابقہ و بادیہ ایسے ہیں۔ کہ جن اشخاص میں وہ نہ پائے جائیں۔ ان کو اس مرض کی چھوت نہیں لگ سکتی۔ بلکہ ایسے قوی لوگوں کے اندر جراثیم جاتے ہی خود ہلاک ہوجاتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ صرف جراثیم اس مرض کو پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے اسباب سابقہ ہی اصل باعث اس مرض کا ہیں۔ جو اکثر یہ طور پر کوئی نہ کوئی مزمن مرض ہی ہوا کرتا ہے۔ جیسے نزلہ زکام دکھانسی۔ گلے پڑ جانا۔ نمونیا وغیرہ۔

آیور ویدک میں بھی اس کے بہت سے اسباب مسطور ہیں۔ مگر وہ بھی اسی طرح کے ہیں۔ جیسے دوسری طبوں میں لیکن میں نے اس مرض کے متعلق جس قدر تحقیقات کی ہے۔ اور افعال الاعضاء کا نقص جو اکثر مریضان کے سابقہ حالات سے معلوم ہوا ہے۔ وہ کچھ اور ہی ہے جس کا میں ابھی بیان کرونگا۔ ابتداء میں میں نے یونانی۔ ڈاکٹری اور دیگر نکتہ نظر سے اس مرض کا علاج کر کے دیکھا۔ اور متواتر ناکامیوں کے بعد پھر میں نے کئی اعضاء کی افعالی بے اعتدالی کو ملحوظ رکھکر علاج کیا۔ اور ہر دفعہ ناکام رہا۔ دل میں آتا تھا۔ کہ شاید اس کا علاج خدا نے پیدا ہی نہ کیا ہوگا۔ لیکن اس قدر بخل خدا کے ذمہ لگانے کو بھی دل نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے برابر کوشاں رہا۔ بالآخر اس سال میں مجھے پورا وثوق ہوگیا ہے۔ کہ اس کا مدار اور منبع صرف معدہ ہے۔ اور بس جس کا ذکر ابھی ابھی مفصل کرونگا۔ اور میں اس سال میں معدہ کے افعال کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند مریضوں کا علاج کیا ہے۔ اور خدا کے فضل وکرم سے بہ نسبت سابق بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

مرض خناز یر کے متعلق بھی یونانی طب نے بہت خلاف قیاس رائے لگائی ہے۔ یعنی اس مرض کو بلغمی قرار دیا ہے۔ اور تنقیہ بلغمی کی ہدایت کی ہے جس میں سخت اور تیز مسہلات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر اس کے بالکل برعکس اس کو جراثیم والامرض قرار دیتے اور اس کے مریض کو مسہلات دینے سے سخت منع کرتے ہیں۔ جو میرے نزدیک بھی اور ہر ایک تجربہ کار کے نزدیک اس مرض میں کوئی بھی مکروہ کرنے والا عمل سخت مضر اور مہلک ہوتا ہے۔ لیکن میری تحقیقات اس مرض کو بھی معدہ کے باعث سے پیدا ہونے والا مرض قرار دیتی ہے۔ جیسا کہ ابھی

ذکر کیا جائے گا۔

مرض بواسیر بھی ایسا مرض ہے جس کے متعلق تا حال کوئی تصفیہ نہیں ہو سکا۔ کہ یہ مرض کیوں پیدا ہوتا ہے۔ یونانیوں نے اس کو خلط سودا کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اور بظاہر یونانی اصول کے ماتحت کچھ علامات سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب ان کے ہاں بھی اس مرض کے علاج کے لئے کوئی صحیح اصول اب تک معلوم نہیں ہوا۔ اس لئے وہ بھی یقینی امر نہیں رہتا۔ نیز اکثر مریضوں میں بہ نسبت سودا کے صفراوی علامات زیادہ نمایاں اور ظاہر ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر لوگ اس کو جراثیمی مرض تو قرار نہیں دیتے مگر اس کا اصل باعث کسی نہ کسی دوسری مرض کو ہی قرار دیا ہے۔ جنکا عموماً تعلق آلات ہضم سے ہوتا ہے۔

مرض مراق یا اختناق بھی ان امراض میں سے ہے۔ جس کا پتہ آج تک نہیں لگا۔ کہ یہ کیوں اور کس وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مگر اب یہ معاملہ صاف ہو چکا ہے۔ اور میں نے اپنے متواتر تجربات سے صحیح طور پر دریافت کر لیا ہے کہ اس مرض کا تعلق بھی یقیناً معدہ سے ہے۔ ڈاکٹر لوگ اس کو مرض عقلی یا عصبی قرار دیتے ہیں۔ اور دماغ کی طرف اس کو نسبت دیتے ہیں۔ جو سراسر غلط ہے۔

بادی بواسیر کے متعلق بھی اطباء نے عجیب عجیب بے بنیاد خیالات پیدا کئے ہیں۔ کوئی تو اس کو گردوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور کوئی خلط سودا کی طرف اور کوئی کسی اور طرف۔ مگر سچی بات یہ ہے۔ کہ یہ مرض بھی آلات انہضام کے ساتھ ہی متعلق ہے۔

قلب کے امراض کے متعلق بھی ہر ایک فریق نے چہ میگوئیاں بہت کی ہیں۔ مگر سچی اور صحیح بات یہی ہے۔ کہ امراض آلات انہضام ہی اس کا واحد سبب ہیں۔ جیسا کہ خفقان کے مضمون میں تبصرہ کے اندر بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔

امراض آلات تناسل مثل جریان و احتلام وغیرہ کے متعلق تمام طبوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ یہ امراض محض گرمی یا بدخیالات اور بدصحبتوں اور جلق یا کثرت سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔

لیکن میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ حقیقت میں ان تمام امراض آلات تناسل کا اصل باعث بھی آلات انہضام کے امراض ہیں۔ بلکہ جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے۔ مجھے صاف صاف معلوم ہو گیا ہے۔ کہ آلات انہضام کے مریضوں کے سوا کوئی شخص بھی ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتا۔ حتےٰ کہ جلق و کثرت کی عادت بھی ان کو نہیں پڑتی۔ جن کے آلات انہضام صحیح اور درست ہوں۔ مجلوق اور کثرت جماع کے عادی تمام معالجین کے نزدیک مورد الزام ہیں۔ کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ ان کو چاہئے۔ کہ ان بدعادات کو چھوڑ دیں۔ لیکن میرے نزدیک وہ بالکل بے گناہ ہیں۔ اور سارا گناہ اطباء کا ہے۔ کہ وہ سمجھ نہیں سکتے۔ کہ ان کے آلات انہضام خراب ہیں۔ اور میں نے وسیع تجربات کئے ہیں۔ کہ جب معدہ کی حالت درست کر دی جائے۔ تو جریان و سرعت وغیرہ فوراً رفع ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ مغلظات

کا استعمال نہیں کیا گیا ہوتا۔

نقرس وغیرہ کے متعلق عبث سہلات دیئے جاتے ہیں۔ اور کھاری اشیاء بھی پورے طور پر شافی نہیں بلکہ معدہ و امعاء کے افعال کو تقویت دینا ہی شافی علاج اس مرض کا ہے۔

پتھری اور ریگ گردہ و مثانہ کے متعلق تو آج کل عام خیال پایا جاتا ہے۔ کہ آلات انہضام کے نقائص کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ متقدمین کئی قسم کے اکل و شرب کی طرف اس کی نسبت کرتے تھے۔ میں نے صحیح طور پر سمجھ لیا ہے۔ کہ یہ امراض بھی فعل انہضام کے نقص کی وجہ سے ہی پیدا ہوا کرتا ہے۔

مرض درد بیخ یعنی کمر و نکے متعلق عام خیال یہی ہے۔ کہ مقامی علاج کیا جائے۔ مگر میں نے اچھے اچھے مفید علاج کے بعد بھی دوبارہ۔ سہ بارہ اس مرض کو عود کرتے دیکھا ہے۔ بلکہ اپریشن کے بعد بھی مرض اسی سٹیج پر آجایا کرتا ہے۔ لیکن اگر آلات انہضام کا وہ خاص نقص دور کر دیا جائے جو اس مرض کا اصل سبب ہے۔ تو پھر کبھی عود کرتے۔

مرض دمہ کے متعلق لوگوں کا خیال ہے۔ کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے۔ اور اسی طرح نزلہ و زکام۔ کھانسی ضیق وغیرہ لیکن علاوہ اصلاح غشاء مخاطی کے جو عین مرض کی موجودگی میں کی جاتی ہے۔ اور ضروری ہے۔ افاقہ کے دوران میں اگر آلات انہضام کو درست کر لیا جائے۔ تو ان امراض کا دورہ پھر کبھی نہیں پڑتا۔

مرضیں تو بہت ہیں۔ جو انہیں آلات انہضام کے نقائص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن ان کو پورے طور پر بیان کرنے کے واسطے وقت نہیں ہے۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ جن نقائص کے طفیل ایسے بطی الزوال اور غیر العلاج امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر جلدی کر دوں۔ سامعین بھی منتظر ہونگے۔ کہ دعوے ہی دعوے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کے متعلق دلائل نہیں دیئے جاتے۔ پس میں اپنے اصل مضمون کو شروع کرتا ہوں۔

معزز سامعین! ذرا توجہ اور غور کے ساتھ سنئے۔ کہ آلات انہضام دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اصلی دوسرے اضافی۔ چنانچہ منہ۔ حلق و مری اور خصوصاً معدہ اور تمام آنتیں جن کو بحیثیت مجموعی ہاضمہ کی نالی کہنا چاہیئے اصلی آلات ہضم ہیں۔ لیکن دانت۔ غدد لعابیہ۔ جگر۔ تلی۔ اور لبلبہ یہ آلات ہضم اضافی ہیں۔ ان تمام آلات انہضام کے خواہ وہ اصلی اعضاء ہضم ہیں یا اضافی۔ ہر ایک عضو کے افعال الگ الگ اور جدا جدا ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک عضو کا مقام ایک دوسرے سے ان کے تعلقات اور ہر ایک کے خاص خاص افعال کا اگر میں ذکر نہ کروں۔ تو جو کچھ میں آپ صاحبان کے سامنے ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بیان نہیں کر سکتا۔ اور اگر سب کے سب اعضاء کا حال بیان کرنے لگوں۔ تو تشریح افعال اعضائے انہضام کے متعلق اس قدر طویل مضمون بیان کرنا پڑے گا جس پر سامعین کی طبائع پر ملال کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے میں اس وقت بہت ہی ضروری امور کو لونگا۔ اور باقی کو چھوڑ دونگا۔

گویا محض اشارات کرتا جاؤں گا۔ جو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے ضروری سمجھوں گا۔

چنانچہ سب سے پہلے اصلی اعضاء ہضم کو لیتا ہوں۔ کہ غذا کی نالی جو منہ سے لیکر مقعد تک چلی گئی ہے۔ اور جس کے دس بارہ حصے نمایاں طور پر الگ الگ ناموں سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ سب میں اندر کی طرف ایک پردہ غشا مخاطی کا لگا رہتا ہے۔ جس میں سے ایک قسم کی رطوبت ہر وقت رستی رہتی ہے۔ جو اس کو تر رکھتی ہے۔ جیسے پھیپھڑوں کے غشاء مخاطی کا کام ہے۔ وہی اس کا ہے۔ اور اسی طرح اس میں عروق دمویہ اور غدد لعابیہ ہوتی ہیں۔ دوسرا پردہ خانہ دار ہے۔ جس میں کئی قسم کی غددیں اور عروق واقع ہیں۔ جو مختلف قسم کی رطوبتیں پیدا کر کے معدہ و امعاء میں غذا کو تحلیل کرنے کے واسطے چھوڑتی ہیں۔ منہ میں بھی چھوٹی اور بڑی کئی گلٹیاں ہیں۔ جو تھوک پیدا کرتی ہیں۔ اور غذا کو نرم اور تر کرنے کا کام کرتی ہیں۔ تیسرا پردہ عضلاتی پردہ ہے۔ جس میں انقباض و انبساط کی طاقت ہے۔ اس سے معدہ و امعاء میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے غذا کو ملنے اور رگڑنے کی کیفیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور نیز غذا کو آگے دھکیلنے اور منحدر کرنے کا فعل بھی انجام پاتا ہے۔ چوتھے پردہ کے متعلق مجھے اظہار کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ میری بحث سے خارج ہے۔ مگر اس کا بھی ایک فعل بتلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ایک آب دار جھلی ہے۔ جو حامل رطوبات اور چربی کی حامل ہونے کی وجہ سے نچلے تینوں پردوں کی محافظ اور بہ سبب رطوبت ناک ہونے کے ضرورت کے وقت ان کے واسطے رطوبات کا ذخیرہ بنتی ہے۔ اور ان کے افعال و طاقت میں کمی نہیں آنے دیتی۔

لیکن یاد رہے۔ کہ سب سے اول اور سب سے زیادہ غشاء مخاطی کی صحت و عدم صحت کا انہضام پر اثر پڑتا ہے کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے جسم سے براہ راست غذا تماس کرتی ہے۔ اور غذا کی مختلف کیفیتوں سے اس کی صحت پر نیک یا بد اثر پڑتا رہتا ہے۔ مثلاً غذا کے حجم اور اس کی کیفیات اور اس کی تیزی وغیرہ سے اور مختلف اغذیہ کے مختلف اثرات سے متاثر ہوتی ہے۔ جس وقت کوئی غذا خواہ ترش اور چرپری ہو۔ یا پھیکی اس کے وارد معدہ ہونے کے وقت غشاء مخاطی میں زیادہ مقدار میں خون آکر جمع ہو جاتا ہے۔ جس سے تمام غددیں رطوبات پیدا کر کے غذا میں ملانے لگتی ہیں۔ اور فعل ہضم شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معدہ کی حرکات سے جو اس کے عضلاتی پردہ کے تینوں قسم کے ریشوں سیدھے۔ ترچھے اور گول کے سکڑنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ غذا ادھر اُدھر ہوتی رہتی ہے۔ اور اس پر رطوبت معدی تراوش پا پا کر اس غذا کو ہضم کرتی رہتی ہے۔ پس غذا کا تھوڑا تھوڑا حصہ مثل آش جو پتلا ہو کر براستہ بواب امعاء اثنا عشری میں گرتا رہتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ کہ ساری غذا ایک دم ہضم ہو کر معدہ سے امعاء کی طرف ایک دفعہ ہی چلی جائے۔

قدرت نے معدہ اور امعاء کے درمیان بواب کو جو معدہ کا قسم اسفل ہے۔ اسی واسطے پیدا کیا ہے۔ تاکہ وہ غذائے غیر منہضم کو آگے نہ جانے دے تاوقتیکہ وہ ہضم ہو کر رقیق صورت میں نہ ہو جائے۔ اس کے بعد انتڑیوں میں بھی یکے بعد دیگرے

وہی معدہ والی کیفیات رہتی ہیں۔ یعنی ان کی گلٹیوں میں سے بھی رطوبات نکلتی ہیں۔ اور ہاضمہ میں مدد دیتی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر امعا میں کچھ اور قسم کی رطوبات بھی آکر ملتی ہیں۔ جو بہت ہی ضروری اور تکمیل ہضم کے لئے لابد ہیں۔ وہ رطوبتیں جگر اور تلی کی ہیں۔ جگر کی پیدا کی ہوئی رطوبت صفراء جو پتہ میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ وہ براہ مجری المرارہ کے امعاء میں گرتی ہے۔ اسی طرح تلی کی پیدا کی ہوئی رطوبت جو لبلبہ میں جمع رہتی ہے۔ یہ فیصلہ اب تک نہیں ہو سکا۔ کہ یہ رطوبت خود لبلبہ پیدا کرتا ہے۔ یا کہ طحال میں سے جذب کرتا ہے۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ اس رطوبت سے گھی اور چربی وغیرہ دہنیتیں ہضم ہوتی ہیں۔ جو معدہ سے غذا کے محلول میں محض معلق صورت میں آجاتی ہیں۔

اس مختصر سی تشریح و منافع اعضاء ہضمیہ کے بیان سے ثابت ہوا۔ کہ فعل انہضام کی تکمیل سے کس قدر اعضاء کا تعلق ہے۔ پس اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ ان تمام اعضاء میں سے خواہ اعضائے انہضام اصلی ہوں۔ یا اضافی۔ کسی ایک عضو کے بیمار ہو جانے سے یعنی اس کی افعالی بے اعتدالی میں ہضم طبعی اور حقیقی نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اس میں کوئی نہ کوئی نقص ضروری رہ جائے گا۔ حتےٰ کہ دانت اگر نہ ہوں۔ جو غذا کو بخوبی چبا سکیں۔ تو بھی غذا کے ہضم میں فتور واقع ہو جاتا ہے۔ جس سے کیلوس بھی طبعی اور صحیح طور پر نہیں ہو سکتا۔ اور جس کے غیر طبعی ہونے سے خون کی بناوٹ اور اس کے اجزاء میں کمی بیشی ہو سکتی ہے جس سے کئی قسم کے امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

لیکن جس مرض کا ذکر میں ابھی کرنے والا ہوں۔ وہ مرض اعضائے ہضمیہ کے اندرونی طبق یعنی غشاء مخاطی کے ساتھ خاص تعلق رکھنے والا ہے۔ اور اس کا باعث عام طور پر بدہضمی عادہ ہے۔ جو بے تحاشا کھا جانے خصوصاً جو غذا غیر معمولی اور ثقیل ہو۔ اور اس سے بھی بڑھکر جب تداخل کیا جائے۔ یعنی پیٹ بھرے پر کھانا کھایا جائے۔ یا پانی اس قدر زیادہ پی لیا جائے۔ کہ رطوبات ہاضمہ رقیق اور پتلی ہو کر فعل ہضم انجام دینے سے قاصر رہ جائیں۔ پھر کچی اور خراب بوسیدہ غذا کا کھانا بھی بدہضمی کا باعث ہو جایا کرتی ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ بدہضمی معمولی مرض ہے۔ اور بذریعہ قے یا اسہال جب اس کا علاج کر لیا جائے۔ تو بس اب انسان بالکل تندرست ہے۔ اور معدہ پر اس کا بُرا اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ جو چیز غیر منہضمہ باعث آزار تھی۔ وہ نکل گئی۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ بدہضمی کیا ہوتی ہے۔ اور بدہضمی کے وقت معدہ کی کیا حالت ہوا کرتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس حالت میں ایک قسم کا التہاب اور سوزش پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ جو اگرچہ ایک آدھ دفعہ میں تو اس قدر نقصان دہ نہیں ہوتی۔ مگر جب متعدد دفعہ یہی حالت ہو۔ تو پھر معدہ کی غشاء مخاطی میں ایک قسم کی مزمن سوزش مستقر ہو جاتی ہے۔ جس کو بدہضمی مزمن بھی کہا جا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اس مرض کے پیدا کرنے والے اسباب حسب ذیل ہیں۔ ہمیشہ چرپری اور مرچ مصالحہ والی اغذیہ کا استعمال جس سے بار بار معدہ پر سوزش اور تحریک پیدا کی جاتی ہے۔ اور بار بار کے مسہلات کا استعمال خصوصاً جن میں تے آور اثر بھی

ہو۔ جیسے جمالگوٹہ وغیرہ جس سے آلات ہضم کی غشاء مخاطی مجروح اور سوزش ناک ہو جاتی ہے۔ اور تیزاب وغیرہ اکال چیزوں کا کھا جانا جس سے پہلے سوزش معدہ حاد ہو کر بعد میں سوزش معدہ مزمنہ ہو جایا کرتی ہے۔

مگر یاد رکھنا چاہئے۔ کہ سوزش معدہ مزمن جس کا ذکر ہیں کر رہا ہوں۔ نہ صرف ان حاد عوارضات کے بعد ہی پیدا ہوا کرتی ہے۔ بلکہ اکثر یہ بیماری موروثی طور پر ہی مولود میں آتی ہے۔ جیسے پھیپھڑوں کی غشاء مخاطی کی امراض موروثی طور پر والدین سے اولاد میں آجاتی ہیں۔ ویسے ہی یہ مرض بھی عموماً موروثی ہوا کرتا ہے۔ اور پھر ادنیٰ ادنیٰ بواعث سے بدہضمی حادہ کی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ حتےٰ کہ پھر مریض دائم المریض ہو جاتا ہے۔ اور کئی قسم کے عوارضات اس کو ستانے لگتے ہیں۔ مثلاً سب سے اول تو اس سوزش معدہ کا یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ رطوبات معدی بسبب غدد لعابیہ کے ماؤف ہو جانے کے اپنی طبعی حالت میں نہیں رہتیں۔ بلکہ بجائے رقیق ہونے کے غلیظ ہو جاتی ہیں۔ جیسے زکام نزلہ میں پہلے رطوبات رقیق ہوتی ہیں اور بعد میں غلیظ پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اس حالت میں فعل ہضم ناقص ہونے لگتا ہے۔ اور کیلوس بھی رقیق نہیں رہتا۔ بلکہ غلیظ بنتا ہے جس سے خون بھی غلیظ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے بدن کا تغذیہ یعنی بدل ما یتحلل پورے طور پر نہیں ہو سکتا۔

علامات اس مرض کے اس قدر معمولی ہوتے ہیں۔ کہ عام طور پر مریض اس کو زیادہ محسوس نہیں کرتا۔ اور نہ اس کے دفعیہ میں کوشاں ہوتا ہے۔ مثلاً مریض کو بھوک کچھ کم محسوس ہوتی ہے۔ غذا البتہ کم کھاتا ہے۔ کھانے کے بعد پیٹ میں کچھ بے چینی سی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے ہاتھ پاؤں کے عضلات میں ایک قسم کی تکان اور سستی سی معلوم ہوتی ہے۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد آرام ہو جاتا ہے۔ مگر ایک اور عارضہ بھی ساتھ ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی قبض کا عارضہ ظاہر ہو جاتا ہے لیکن مریض اس کو بھی معمولی عارضہ سمجھ کر اس کا علاج بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ صبح کے وقت پاخانہ نہ آنے کی بجائے نو دس بجے دن کو آجاتا ہے۔ یا پچھلے پہر۔ اور خاص طور پر درد وغیرہ کی تکلیف نہیں ہوتی جس کو عام طور پر تکلیف دہ خیال کیا جائے۔ غرضیکہ دن بدن ایسی علامات بڑھتی جاتی ہیں۔ مگر مریض اس کو محسوس نہیں کرتا۔ ہاں اگر تکلیف زیادہ ہوئی۔ تو طبیب سے شکایت کرنے پر سہل لے لیا۔ اور عارضہ بظاہر جاتا رہا۔ لیکن وہ سوزش معدہ زیادہ ہو کر مرض اور بھی ترقی کرتا جاتا ہے اور مزمن ہوتا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہی قبض وہی تمام حالات موجود رہتے ہیں۔ جن کی چنداں پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ قبض کا تو یہی حال ہے۔ اب کیا کیا جائے۔

قبض کیوں پیدا ہوتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے۔ کہ بسبب ضعف ہاضمہ غذا جلدی مہضم نہیں ہوتی۔ اس لئے امعاء میں بھی غذا دیر سے پہونچتی ہے اور امعاء میں بھی دیر تک رہنے کی وجہ سے غدد جاذبہ اس سے رطوبات زیادہ چوس لیتی ہیں جس سے براز زیادہ خشک ہو جاتا ہے۔ اور امعاء کی حرکت دودیہ اسے جلدی دھکیل نہیں سکتی۔ جس سے کہ سدہ کے موانق بن جاتا ہے۔ اور قبض پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر قبض سے معدہ پر اور بھی برا اثر پڑتا ہے۔

اس خلاف طبع بدہضمی اور قبض دونوں کے اثر سے بہت سے امراض پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بعض کو بار بار کے قبض

سے چونکہ سفوف پر بار بار زور پڑتا ہے۔ اس لئے وہاں کے عروق دموی خون سے پُر ہو جاتے ہیں۔ اور باریک باریک نالیوں میں خون کا اجتماع ہو کر مرض بواسیر بن جاتا ہے۔ پھر ان مسوں کی موجودگی قبض کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہے۔ اور خون بواسیری کے نکل جانے سے کمی خون ہو کر مریض کمزور ہو جاتا ہے۔

بواسیر کا مقامی علاج خواہ کس قدر موثر ہو۔ یا کہ اپریشن بھی کرا دیا جائے لیکن تا وقتیکہ اصل سبب مرض جو قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔ رفع نہ کیا جائے۔ دوبارہ مرض بواسیر کے حملہ سے انسان شاذ و نادر ہی بچ سکتا ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ پھر بواسیر پیدا ہو جائے۔

اسی طرح اس بدہضمی کا اثر اس سے بھی زیادہ خراب اور تکلیف ہو جاتا ہے۔ جب جگر یا لیلیہ یا طحال وغیرہ کے افعال وغیرہ میں بھی نقص پیدا ہو جائے۔ اور وہ ہنیت پورے طور پر ہضم نہ ہو۔

جب اس مذکورہ بالا نقص ہاضمہ کی وجہ سے کیلوس اچھا نہیں بنتا۔ اور نہ ہی خون طبعی پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ لگاتار کے اس غیر معتدل رویہ سے اگرچہ بظاہر مریض کو چنداں محسوس نہیں ہوتا۔ مگر حقیقت میں بہت سے اعضاء کے افعال میں نقص آنے لگتا ہے۔ مثلاً خون میں فضلات کی موجودگی سے طبیعت مدبرہ مجبور ہو جاتی ہے۔ کہ دوسرے اعضاء کو جو صفائی خون پر مامور ہیں۔ برانگیختہ کرے۔ تاکہ خون کو صاف کر سکیں۔ اگر گردوں سے کام زیادہ لے۔ تو گردوں میں کوئی نہ کوئی نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر دل کی حرکت کو تیز کرے۔ تو دل تو بخار بھی ہو سکتا ہے۔ مگر عام طور پر خفقان کا مرض پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اگر غشاء مخاطی یعنی پھیپھڑہ کی اندرونی غشاء کو تحریک کر دے۔ تو نزلہ و زکام اور کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جن کی غشاء مخاطی معدہ کی خراب ہو کر رطوبت پیدا کرنے سے قاصر ہو جائے۔ کیونکہ یہ رطوبت کھاری ہوتی ہے۔ جو ترش اور تیز رطوبت معدی میں مل کر اس کو معتدل بنا دیا کرتی ہے۔ لیکن جب یہ کھاری رطوبت کم پیدا ہو۔ تو ترشی جسم میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ جس سے کھٹے ڈکار کھانا کھانے کے بعد پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور خون بھی زیادہ ترش ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ رطوبات جب پھیپھڑے نکالتے ہیں۔ تو وہاں ترشی لذع پیدا کر کے کھانسی پیدا کرتی ہے۔ اور بار بار کھانسی کے حملے نزلہ و زکام کے حملے مریض کو امراض غشاء مخاطی پھیپھڑہ کا مریض بنا دیتی ہے۔ کبھی یہی ترشی مفاصل کی غشاء مخاطی میں سوزش کر کے وجع مفاصل اور نقرس کو پیدا کر دیتی ہے۔ یہی ترشی خون جب اعصاب کی غذا بنتا ہے۔ تو ان میں بھی تیزی اور ذکاوت پیدا کر کے دماغی اور اعصابی امراض پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اور اس خون سے بنا ہوا مادہ منویہ ادعیہ بنی میں خراش اور دغدغہ پیدا کر کے شہوانی خیالات پیدا کرتا ہے۔ اور حلق و اغلام و کثرت کا عادی بنا دیتا ہے۔ یہ مادہ ترش جلد میں جا کر داد اور چنبل وغیرہ جلدی امراض کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ جس میں لذع اور خارش ہوا کرتی ہے۔ یہی داد کا مرض جب پھیپھڑوں میں پیدا ہو جائے۔ تو اس کو سل کے نام سے تعبیر کر لیا جاتا ہے اسی

مادہ کو جسم کی مصفی خون گلٹیاں جب زیادہ جذب کر لیتی ہیں۔ اور اصلاح اس کی نہیں کر سکتیں۔ تو وُہ غدد پھول کر مختلف امراض کے ناموں سے موسوم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً مرض خنازیر بھی اسی مادہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ڈاکٹروں نے خنازیر اور سل کو باہم لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔ اسی طرح گلے کی غدد میں بھی مادہ جمع ہو کر گلے پڑ جاتے ہیں۔ یہی مادہ آنکھوں کی غشاء مخاطی میں یعنی پپوٹوں کے اندر سوزش کر کے یا تو رمدِ نزلی پیدا کرتا رہتا یا مزمن صورت میں ککروں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بدیں وجہ ادنےٰ ادنےٰ بواعث سے رمد پیدا ہو کر دن بدن آنکھیں خراب ہوتی جاتی ہیں۔ اور قسم قسم کے امراض کا شکار ہوتی ہیں۔ اسی کی طفیل ریگ اور پھری پیدا ہونے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کھاری دوائیں ان امراض میں عموماً مفید ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ ان سے وُہ ترش مادہ معتدل اور بیضرر ہو جاتا ہے۔ مگر یہ علاج بھی وقتی اور عارضی ہوتا ہے۔ اس سے کامل شفا نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ اصل سبب معدہ و امعاء وغیرہ آلات انہضام کے افعال کو ٹھیک نہ کیا جائے۔

چونکہ مضمون طویل ہو رہا ہے۔ اس لئے میں نے صرف اشارات کے طور پر ان امراض کا ذکر کر دیا ہے ورنہ اگر مفصل ذکر ہر ایک مرض کا کرتا۔ تو آپ کی زیادہ تسلی و اطمینان کا موجب ہوتا۔ اس صورت میں تو مجھے شک ہے کہ بعض غیر معتقد دوست میرے اس بیان کو خیالی پلاؤ ہی تصور فرمائیں۔ مگر میں مجبور ہوں۔ کہ اس قدر طویل مضمون کس طرح اس تھوڑے وقت میں بیان کر سکتا ہوں۔ ہاں میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ جس صاحب کو میرے اس بیان پر کوئی شک ہو۔ تو وُہ ایک آدھ سوال کر کے اس کا جواب اسی مجلس میں لے سکتے۔ اور بعد میں مزید تفصیل کے لئے تبصرہ موجود ہے۔ آپ علمی سوالات کے کالم میں اپنے سوالات درج کرائیے۔ تاکہ ان کے جوابات دیئے جائیں۔

میرا ارادہ تو یہ تھا۔ کہ مرض مالیخولیا اور مراق اور دیگر امراض پر خوب دل کھول کر بیان کرتا۔ اور بادی بواسیر پر خصوصیت سے روشنی ڈالتا لیکن میں ان تمام باتوں کو قلمبند بھی نہیں کر سکا۔ کیونکہ فرصت نہیں ملی۔ اور دوسرا میں ابھی ان امراض کے علاج میں اپنے مجربات بھی بیان کرنے والا ہوں۔ ان میں کچھ نہ کچھ اور تفصیل ہو جائے گی۔ مگر تاہم میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ کہ آپ ان امراض میں سے جس مرض کے متعلق مزید تفصیل چاہتے ہوں۔ سوال کریں۔ تو زبانی بہت کچھ عرض کر دونگا۔

چونکہ اس کے بعد مذاکرات علمیہ کا وقت اور اس کے بعد اظہار مجربات کا اس لئے میں بھی اپنے مجربات اسی وقت ہی بیان کرونگا۔

نوٹ:۔ اس کے بعد پھر دوسرے وقت میں جو اپنے مجربات بیان فرمائے۔ وُہ درج ذیل ہیں۔

مالیخولیا:۔ اس مرض میں سب سے بڑھکر میں نے جب منقی سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس کے استعمال سے چونکہ روزانہ اجابت بافراغت ہو جاتی ہے۔ اس لئے جو مواد غیر صالح قبض کی صورت میں جذب ہو کر خون میں ملتے تھے

وُہ نہیں ملتے۔ اس لئے مریض کو اس کے استعمال سے مرض میں بہت افاقہ ہوجاتا ہے۔ مگر یہی دوا کافی نہیں۔ بلکہ مرض کی شدت کے لحاظ سے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اس وقت کوئی اور بھی علاج کیا جائے۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ سنوم ادویہ استعمال کرائی جائیں۔ میرے تجربہ میں ایک ماشہ پوٹاشی برومائیڈ اور ایک ماشہ کلورل ائیڈریٹ تھوڑے سے پانی میں حل کرکے رات کو سوتے وقت پلا دینا چاہیئے۔ اس سے فوراً مرض میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جنون کی حالت میں بھی۔ اور اختناق الرحم کی مریضہ کے لئے اس نسخہ کے استعمال سے نوے فیصدی کامیابی یقینی ہے۔ اور نہایت زود اثر چیز۔ ہاں ہاں مرگی کے لئے بھی اس کا استعمال ویسا ہی مفید ہے۔ اول تو اس کی پہلی ہی خوراک سے مرگی اور اختناق کا دورہ نہیں پڑتا۔ اور جنون میں بھی بہت سی تخفیف اسی دن ہوجاتی ہے۔ کوئی منفیح یا مسہل دینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں جنون اگر سخت درجہ کا ہو۔ تو فصد لے سکتے ہیں۔ چند یوم سے زیادہ اس دوا کے استعمال کی ضرورت نہیں۔ مرض کی خفت پر حسب منفی ضرورجاری رکھی جائیں۔ اور ساتھ مقویات معدہ کا جو ابھی بیان کرونگا استعمال کریں۔

نے الحال ایک اور نسخہ جو میرے مجربات سے ہے۔ وُہ بیان کرتا ہوں۔ وُہ ہے برش کافوری۔ اس کا نسخہ یہ ہے۔ افیون خالص اور عمدہ ایک تولہ کافور ۳ ماشہ جدوار خطائی ۹ ماشہ خوراک اس کی نصف رتی سے ۲ رتی تک ہے۔ شدت مرض میں زیادہ بھی دے سکتے ہیں۔ اس دوا سے بھی تنویم اور تحذیر اور تسکین بخوبی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اور طرفہ تر یہ کہ باوجود افیون کا مرکب ہونے کے قبض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کے ہمراہ جو حب منفی دی جاتی ہیں۔ ان کے مفعول یا خانہ بخوبی وقت پر ہوجاتا ہے۔ یہ میرا ہارا کا تجربہ ہے۔ کہ برش کافوری اور حب منفی کا استعمال کرانے سے بالکل قبض نہیں ہوتی۔

اگر حب منفی تکلیف دہ ہوں۔ اور موافق نہ آئیں۔ تو شربت سبع نہایت مفید چیز ہے۔ جو قبض کشا بھی حب منفی کی طرح ہے۔ اور ساتھ ہی مقوی معدہ بھی ہے۔ چونکہ اس کے سات اجزاء ہیں۔ اس لئے اس کا نام میں نے شربت سبع تجویز کر رکھا ہے۔ نسخہ یہ ہے۔

سنا مکی۔	اسطوخودوس۔	بسفایج	بادرنجبویہ۔	گاؤزبان۔	منفہ	افتیمون
۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ

ایک سیر مصری میں شربت بنائیں۔ اور ۳ تولہ سے پانچ تولہ تک روزانہ پلائیں۔ مرض مالیخولیا۔ مرگی۔ اختناق الرحم ان تینوں امراض میں یہ علاج نہایت مجرب اور مفید ہے۔

مرض خنازیر کے لئے مجھے چونکہ علاج کرنے کا بہت کم موقعہ ملا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق مجھے وسیع تجربہ تو نہیں۔ لیکن تاہم جن متعدد مریضوں کا میں نے علاج کیا ہے۔ اور جو نسخے زیادہ مفید ثابت ہوئے ہیں۔ وُہ یہ ہیں:۔

کاڈلیور آئل ۳ ماشہ روغن دارچینی ایک قطرہ کریازوٹ ایک قطرہ دودھ ملا کر میٹھا کر کے صبح دیں۔ اور ایسی ایک خوراک شام کو دونوں وقت بعد از غذا دینا بہتر ہے۔

اس نسخہ سے ایسے مریضان خنازیر جو دق میں بھی مبتلا تھے صحت یاب ہوئے ہیں۔ مگر ان کی تعداد صرف تین ہے۔ علاوہ ازیں مرچ سیاہ ۵ تولہ اسطوخدوس ۵ تولہ افتیمون ۳ تولہ اس کی گولیاں بقدر کونین بیر یعنی جنگلی بیر کے بنائیں۔ ایک گولی صبح ایک گولی شام کو کھلائیں۔ مگر یہ بھی غذا کے بعد دینا بہتر ہے۔ اس دوا سے وہ خنازیر جو ابھی ابتدا میں ہوں۔ اور ان میں پیپ نہ پڑی ہو۔ اور نہ ہی دق ساتھ ہو۔ اس کے واسطے بہت مفید ہے۔ اسے چند یوم کو استعمال کرانے سے بالکل شفا ہو گئی۔ مگر چند ماہ لگاتار استعمال کرانے سے۔

دمہ کے متعلق بھی اس قدر میرا وسیع تجربہ نہیں۔ کہ میں کہہ سکوں۔ کہ یہ دوا نوے فیصدی مفید ہے۔ اگرچہ میں نے جن مریضانِ دمہ کا علاج کیا ہے۔ اور انہوں نے میری ہدایات اور منشاء کے مطابق علاج کیا ہے۔ وہ سب کے سب ہی شفایاب ہو گئے ہیں۔ البتہ اس قدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ چھوٹی عمر کے مریضوں کو تو تھوڑے ہی عرصہ میں فائدہ ہو گیا۔ مگر بوڑھوں کو بہت لمبے عرصہ کے علاج کرنے سے حتےٰ کہ سال سال بھر تک علاج جاری رکھا ہے اور علاج یہ ہے۔

کہ سب سے پہلے یا تو قے کرادی گئی۔ یا مسہل دیدیا گیا۔ یا دو تین دن یا چار دن کے وقفہ سے دونوں کر دیئے گئے۔ مگر بغیر منضج وغیرہ کے۔ کیونکہ منضج وغیرہ کی ضرورت میرے نزدیک سوائے تیز پتوں کے کسی مرض میں بھی ضروری نہیں ہے۔ قے کے واسطے اپیکاکوانا بھی دیا جاتا۔ اور اب تو میں اس کے عوض سفوف عشر ۲ ایک ماشہ دیتا ہوں ایک دو دفعہ تلخ توری کا بھی استعمال کیا ہے۔ جو عمدہ مقی ہے۔ میں نے اس دفعہ اس کے بیج منگوائے ہیں۔ جو دوست کاشت کر سکتے ہوں۔ وہ لے سکتے ہیں۔ اور مسہل کے لئے سفوف مبارک دیتا ہوں۔ مگر ایک ہی دفعہ مسہلات متواترہ کو میں اس مرض میں ضروری نہیں سمجھتا۔ ہاں حب مقی کا استعمال اس مرض میں بھی ضروری ہے۔

قے اور اسہال سے مرض کی شدت فوراً کم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد حب عنصل کا استعمال دن میں دو تین خوراک کے حساب سے کرتے رہیں۔

جب دمہ میں افاقہ ہو۔ تو مقوی معدہ ادویات جو ابھی بیان کرونگا۔ استعمال کریں۔

بواسیر کے لئے کوئی ایسا نسخہ مجھے نہیں ملا۔ جس سے بغیر تکلیف کے رفع ہو جائیں۔ ہاں قبض کشائی کے لئے اور بواسیر کی عام تکلیف رفع کرنے کے واسطے دو نسخے مفید دیکھے ہیں۔

اوّل - مغز تخم نیم ایک تولہ۔ مغز تخم شفتالو ایک تولہ۔ مغز تخم بکائن ایک تولہ۔ سونٹ ایک تولہ کوٹ کر باہم ملا دیں۔ اور گولیاں بقدر نخود بنائیں۔ دو دو گولیاں صبح و شام دیں۔

دوسرا نسخہ یہ ہے۔ کالی مرچ ایک تولہ۔ گندھک آملہ سار ۲ تولہ دونوں کو کوٹ کر باہم ملادیں۔ خواہ سفوف رکھیں خواہ گولیاں بنائیں۔ خوراک ایک ماشہ علی الصباح پانی یا دودھ سے کھا لیا کریں۔

اگر بواسیر کا اپریشن صحیح طور پر کرنے کے بعد یہ آخری نسخہ دیا جائے۔ تو دوبارہ اس مرض کے عود کرنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ نیز دیگر نسخہ جات جو تقویت معدہ کے لئے ابھی ذکر کرونگا۔ ان کا حسب موقعہ استعمال کرائیں۔

آلات تناسل کے امراض:۔ جریان۔ احتلام اور سرعت کے لئے اگر مرض زور پر ہو۔ تو سفوف مغلظ کا استعمال قریباً تین ہفتہ تک کرائیں۔ بعد ازاں مقویات معدہ نسخے استعمال کرائیں۔ تخ ۵ تولہ۔ عقرقرحا ایک تولہ۔ زنجبیل ۲ تولہ۔ گولیاں بقدر نخود ہوں ایک دو گولیاں صبح اور دو گولیاں شام بعد از غذا دیں۔

جب ان امراض سے نجات مل جائے۔ تو ضعف باہ کے دور کرنے کے واسطے حب مقوی کا استعمال کرانا چاہیئے۔ یہ دونوں نسخے دوستوں کو معلوم ہیں۔ ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں طلاء شباب وغیرہ حسب موقعہ و محل استعمال کر سکتے ہیں۔

نقرس کے لئے سفوف مدر ایک ماشہ تھوڑے سے پانی میں حل کر کے پلانے سے یقینی فائدہ تو نہیں لیکن اکثر اوقات مفید ہوتا ہے۔ مگر تاہم شافی علاج نہیں۔ صرف عارضی فائدہ کرتا ہے۔ شافی علاج یہ ہے۔ کہ پہلے ایک مسہل کر دیں۔ تاکہ مرض میں کسی قدر کمی ہو جائے۔ کیونکہ امالہ سے ضرور کمی ہو جاتی ہے۔ تو اس کے بعد یہ نسخہ دیا جائے۔ سورنجان تلخ ایک تولہ۔ گندھک آملہ سار ۴ تولہ۔ سفوف بیشی مد ۲ تولہ سب کو ملا کر سفوف بنائیں۔ خوراک ایک ماشہ صبح اور ایک ماشہ شام۔ اول تو یہ ہی نسخہ قبض کشا ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ حب منقی کا استعمال جاری رکھا جائے۔ تو پرانی سے پرانی نقرس اور وجع المفاصل کو بکلی آرام ہو جاتا ہے۔

اب میں مقویات کا ذکر کر کے مجربات کو ختم کرتا ہوں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں مقویات معدہ وامعاء کا ذکر کروں۔ یہ تبلا دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ قبض کشائی ضرور رکھوانی چاہیئے۔ اور اس کے واسطے میری مجرب دو ہی دوائیں ہیں۔ جو ابھی بیان کر چکا ہوں۔ ایک حب منقی دوسرا شربت سیع۔ کیونکہ قبض کی صورت میں مقویات معدہ بعض اوقات مفید نہیں ہو سکتے۔

پہلا نسخہ جو میں نے بہت ہی وسیع طور پر استعمال کر کے اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔
ایک انگریزی نسخہ جو یہ ہے۔

ایسڈ نائٹرو ہائیڈروکلوریکم ڈل	منم ۵	
ٹنکچور اجنشیانی کمپازٹس	منم ۳۰	
ایکسٹریکٹم ٹرکیسے سائی لیکوئڈ	منم ۳۰	

دوسرا نسخہ یہ ہے۔

افسنتین ایک ماشہ۔ الائچی خورد ۲ ماشہ۔ گل سرخ ۶ ماشہ شاہترہ ۶ ماشہ ان سب کو پانی میں پکا کر نصف صبح اور نصف شام بعد از غذا پلائیں۔

ٹنکچورانکسوامیکی منم ۵	تیسرا نسخہ یہ ہے
ایکوا کلورو فارمائی تا اونس ایک	کچلہ مدبر سائیدہ ۶ ماشہ رب انتین ۲ تولہ گولیاں
ایسی ایک ایک خوراک دونوں وقت بعد غذا	بقدر نخود خوراک ایک صبح اور ایک شام بعد از
پی لیا کریں۔	غذا دیں۔

فی الحال انہی تین نسخوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ مگر آپ یاد رکھیں۔ کہ خوراک کے متعلق حفظانِ صحت کے قوانین کو بھی زیر عمل رکھیں۔ اور ان کے مطابق اکل و شرب رکھیں۔ ورنہ بے احتیاطی کی صورت میں کوئی دوا بھی مفید نہ ہوگی۔ اکل و شرب کے متعلق حفظان صحت ایک عام بات ہے۔ جو اطباء سے مخفی نہیں۔ اس لئے مجھے ان کے اس وقت بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ میں اہل فن کی ہتک سمجھتا ہوں۔ کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے سامنے بیان کی جائیں۔ جیسے طلباء کے سامنے بیان کی جاتی ہیں۔ فقط ؛

کتاب الاوجاع

یہ کتاب لقمانِ دوران، بقراطِ زمان جناب استاذ الاطباء صاحب موجد طبِ جدید و بانی انجمن خادم الحکمت جیسے فاضل کامل نے طب جدید کو تمام مروجہ طبوں سے کامل با اصول اور عالمگیر ثابت کرنے کے لئے تصنیف فرمائی ہے۔ اِس کتاب میں اوجاع کے اقسام مع اسباب و علامات و طریق علاج درج ہیں۔ اوجاع کے متعلق جس قدر طبی کتب دنیا میں موجود ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کے ہم پلہ ایک کتاب بھی نہوگی۔ طبی دنیا میں یہ اپنی طرز کی پہلی نادر کتاب ہے۔ جسمیں آپ نے تمام قسم کے دردوں کا حال یکجا تحریر کر کے سمندر کو کوزے میں بند کر کے دکھا دیا ہے۔ اور اطباء کو مطولات کی ورق گردانی سے چھڑا دیا ہے۔ محققانہ نظر سے جابجا اپنی طرف سے علمی بحث اِس خوش اسلوبی سے کی ہے، جو آں مکرم کی خاص دماغی قابلیت و محنت بلیغ تحقیق اور وسیع معلومات کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں باوجود طب جدید کے اصول و معارف زیادہ ملحوظ رکھنے کے آپ نے طب قدیم کے معالجات وغیرہ ایسی خوبی سے بیان کئے ہیں۔ کہ مبتدی سے لیکر منتہی تک کے لئے یکساں مفید اور ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔

مصنف موصوف نے جسقدر عرقریزی سے یہ ذخیرہ جمع کیا ہے۔ وہ قابلِ تحسین ہے، حاملانِ طب جدید کیلئے ایک صحیح دستور العمل مدوّن کیا ہے حجم ۱۱۶ صفحات یہ کتاب مجلد ہے۔ قیمت عہ ممبرانِ انجمن سے ۱۲

ملنے کا پتہ:- منیجر دار الکتب انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

ریویو

ضروری اطلاع ناظرین تبصرۃ الاطباء خوب واقف ہیں۔ کہ ریویو میں حقیقت کا اظہار ہے۔ اسی یقین پر آرڈر پر آرڈر چلے آتے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکثر ناظرین قرض لیکر اپنا شوق پورا کرتے ہیں۔ ہمیں گہری ہمدردی ہے۔ اس لئے دفتر نے صرف ناظرین تبصرہ کے لئے کوشش سے ریویو کی کتاب پر معقول کمیشن کا انتظام کیا ہے۔ یہ رعائت دفتر کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔ دوسری جگہ سے نہیں ملیگی۔ کمیشن ہر کتاب کے ساتھ درج ہوگا۔

تجربات زرنیخ علم الادویہ جس قدر تشنہ کام ریسرچ و تحقیق ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ خدائے برتر کا شکر ہے۔ کہ طب یونانی بھی اوج کمال کی طرف جا رہی ہے۔ اور اس کے نام لیوا شب و روز اس کی تحقیق اور تجربات میں سرگرم ہیں۔

حکیم عبدالمجید صاحب عتیقی قابل ستائش ہیں۔ کہ انہوں نے تجربات زرنیخ کے نام سے ایک کتاب شایع کی ہے۔ جو طبی دنیا میں اپنی قسم کی پہلی ریسرچ تحقیق اور تجربات کی کتاب ہے۔ آپ نے یہ کتاب لکھکر طبی دنیا پر احسان کیا ہے۔ اور اس میں ایک نئی راہ کھول دی ہے۔

کتاب میں زرنیخ کے مختلف نام و اقسام مختلف طبوں سے اس کی ماہیت افعال اور کیمیا وی خواص شدھ اور کشتہ جات کرنے کے طریقے۔ اور مختلف امراض اور صنعت میں اس کا استعمال درج ہے۔ کسی شایقین فن کو اس سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔ حجم ۱۱۰ صفحات سائز کتابی طباعت اور کتابت عمدہ قیمت مجلد عہ ؛

معلومات شنگرف یہ کتاب بھی جناب عتیقی صاحب کی تالیف ہے۔ یہ شنگرف کے متعلق جدید و قدیم تحقیقاتِ انسانی و خواص ویدک یونانی۔ ڈاکٹری مجربات کشتہ جات و مرکبات۔ کیمیا وی اعمال نیز صنعتی نسخہ جات کا لاجواب مجموعہ ہے۔ حجم صفحات۔ سائز کتابی طباعت اور کتابت عمدہ۔ قیمت غیر مجلد عہ ؛

بال فلرما کوپیا بچوں کی حفظِ صحت، تشخیص مرض اور علاج معالجہ کا نہایت ضروری اور بہترین دستور العمل ہے۔ ہمیں بچوں کی پرورش اور حفظِ صحت کے متعلق نہایت ضروری اور بنیادی ہدایات اور ان میں پیدا ہونے والی تمام مرضوں کی تشخیص ایسے آسان اور عام فہم پیرائے میں درج ہے۔ کہ ہر ایک اردو لکھا پڑھا آدمی حتیٰ کہ گھر کی معمولی تعلیمیافتہ عورتیں بھی اس کو بخوبی سمجھ سکتی ہیں اور اس کی مطالعہ کے بعد بچوں کی صحت کو محفوظ رکھ سکتی ہیں نیز مرض کی حالت میں بچے کی موجودہ بیماری کی صحیح تشخیص کر کے از خود اس کا سہل ترین علاج کر سکتی ہیں۔ علاج میں ویدک، یونانی۔ یونانی اور ڈاکٹری مرکب مخلوط ڈاکٹری (ایو پیتھک) اور ہومیو پیتھک نہایت تیر بہدف سہل الحصول اور آسان ترین نسخے درج ہیں۔ ان کے علاوہ جناب حکیم ڈاکٹر قاضی عظیم اللہ صاحب نے کتاب کو اس خوبی سے مرتب کیا ہے کہ آخیر میں پیٹنٹ دواؤں کے نسخہ جات بھی درج کر دیئے ہیں قیمت ۱۲ عہ فی کمیشن ۲ عہ فی روپیہ۔

مجرّباتِ نایاب

جناب استاذ الاطبا صاحب موجد طبِ جدید

تبصرۃ الاطبا نے مجربات پیش کرنے میں جو طبی دنیا کی خدمات انجام دی ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ خصوصاً استاذ الاطبا صاحب موجد طب جدید کے مجربات نے ہندوستان اور اس کے باہر تہلکا مچا رکھا ہے۔ طبی رہنما۔ اور اس کا ضمیمہ اس کا بیّن ثبوت ہے، جو انجمن خادم الحکمت کا شاندار کارنامہ ہے۔ جس پر تبصرۃ الاطبا نے تیرہ ۱۳ سال کے طویل عرصے میں مجربات ہونے کی تصدیق کی ہے۔ آج تک کوئی پیتھی (طب) ایسا مصدقہ اور یقینی فارما کوپیا پیش نہیں کر سکی۔ (ایڈیٹر)

محلول لفاح

یہ محلول نہایت ہی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ امراض ذیل میں بہت ہی مفید بلکہ اکسیر ہے۔ دائمی قبض کے لئے ۹ ماشہ رات سوتے وقت پانی ملا کر پئیں۔ بواسیر بادی، دموی، جریان، احتلام، ذکاوت حس ملیکہ، مجلوق کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ہر روز رات کو سوتے وقت ایک خوراک ۹ ماشہ پانی ملا کر مریض کو پلائیں۔

نسخہ: سپرٹ ایمونیا ایروشیک ۴ اونس۔ ٹنکچر بلاڈونا ایک (۱) اونس۔ ایکسٹریکٹ کیسکارا سگریڈا لیکوئیڈ ۴ اونس۔ ایکسٹریکٹ آف لیکورس لیکوئیڈ ۶ اونس۔ گلیسرین ایک (۱) پونڈ۔ ٹنکچر ڈیجی ٹیلس ایک اونس۔ ٹنکچر اکونائٹ ۳ ڈرام۔ سب کو ایک بوتل میں باہم ملا لیں۔ **خوراک:**۔ آخری دو ادویات بعض امراض میں شامل کرتے ہیں اور بعض میں نہیں ملاتے۔

خمیرہ ماہی

دواخانہ انجمن خادم الحکمت کا مایہ ناز مجرب نسخہ ہے۔ جو مریضانِ سل، پرانی کھانسی اور کمزوری کے لئے ازحد مفید ہے۔

کاڈلور آئل یا روغن ماہی ۱۵ تولہ۔ کیلسم ہائپوفاسفاس ڈیڑھ تولہ۔ سیکرین ۴ ماشہ۔ صمغ عربی ۱۰ تولہ۔ آب مقطر ڈیڑھ پاؤ۔

ترکیب ساخت خمیرہ ماہی:۔ پہلے کیلسم اور سیکرین کو سارے آب مقطر میں ڈال کر حل کر لیں۔ پھر صمغ عربی کو کھرل میں ڈال کر اس میں حل شدہ کیلسم والا پانی ڈال کر کھرل کریں۔ جب غلیظ سا قوام بن جائے۔ تو اس میں روغن ماہی تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں۔ اور کھرل کرتے جائیں۔ جب سارا روغن ختم ہو جائے، تو باقی پانی بھی تھوڑا تھوڑا کر کے سب ملا دیں۔ اور بوتلوں میں خوب بند کر دیں۔ تاکہ ہوا نہ لگے۔ خوراک ۶ ماشہ صبح اور ۶ ماشہ شام شروع کر کے روزانہ تھوڑا تھوڑا حسبِ برداشت بڑھاتے جائیں۔ مریضانِ سل کے لئے اسنیں کریا زوٹ اور روغن دار چینی فی خوراک ایک یا دو بوند ملایا جاتا ہے۔

فسٹ ایڈ چیسٹ

کثرت کیساتھ خطوط موصول ہوتے ہیں کہ ہمارے لئے چند ایسی ادویات ارسال کریں جو گھریلو زندگی اور سفر کے اندر اچانک پیدا ہونیوالے امراض میں مفید اور مجرب ہوں، جو ارسال کر دی جاتی ہیں مگر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے بہت ہی خوبصورت لکڑی کے انگریزی پالش شدہ بکس تیار کرائے ہیں جن میں دس زود اثر ادویات جو تقریباً ہر مرض میں کامیابی کیساتھ فائدہ کرتی ہیں، ساتھ ہی ایک شیشے کا نصف اونس پیمانہ چھوٹی سی خوبصورت انگریزی قینچی، پٹی، روئی غرض ہر طرح سے مکمل بکس ہے۔ جو اب ایک بار منگواتے ہیں تو ہمیشہ منگواتے ہیں ہر گھر میں فسٹ ایڈ چیسٹ کا ہونا ضروری ہے قیمت مکمل تیرہ روپیہ آٹھ آنہ ۱۳/۸

قیصر ریسرچ فارمیسی عزیز منزل فلیمنگ روڈ۔ لاہور!